اِنَّ الحیاءَ مِنَ الایمانِ (حدیث نبوی)

حیا اور پاکدامنی

محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-618003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیا اور پاکدامنی

از افادات

مجبوب العلماء و الصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

نام کتاب ——— حیا اور پاک دامنی

مؤلف ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— ستمبر 2004ء

اشاعت پندرہ ——— فروری 2009ء

اشاعت سترہ ——— جولائی 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ

بے شک حیا ایمان کا جزو ہے (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

فہرست

پیش لفظ

اسلام دین فطرت ہے اور انسان کو ایسے طریقے بتاتا ہے جو اسے کامیابی کی منزل تک پہنچاتے ہیں بلکہ ایسے اخلاق سے مزین کرتا ہے جو اسے پاکیزہ اور امن و سکون والی زندگی گزارنے کا سلیقہ عطا کرتے ہیں۔ حیاء اسلام کے تعلیم کردہ بنیادی اخلاق میں سے ایک خُلق ہے۔ دین میں اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اسے ایمان کا جزو قرار دیا اور فرمایا **الحیاء من الایمان** (حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے)۔ حیاء اور ایمان ایسے لازم وملزوم ہیں کہ جس شخص میں ایمان ہوتا ہے اس میں حیا بھی لازمی ہوتا ہے اور جس میں حیاء نہیں ہوتی اس میں ایمان کی بھی کمی ہوتی ہے۔ گویا حیا ایک مؤمن کی صفت لازمہ ہے۔

ہم آج نام نہاد ''روشن خیالی'' کے ایسے تاریک دور سے گزر رہے ہیں جس میں عمومی طور پر انسان اپنے دینی، روحانی اور لطیف جذبات کو نہاں خانہ دل کے کسی ویران گوشے میں ڈال کر ہوائے نفس کے گھوڑے پر سوار مادیت پرستی کی طرف رواں دواں ہے۔ اس نے لذات اور خواہشات بھری زندگی کو ہی اپنی اصل زندگی سمجھ لیا ہے اور تکمیلِ خواہش کو اپنی زندگی کی منزل سمجھ لیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خواہش نفس پوری ہونی چاہیے خواہ جیسے بھی ہو۔ چنانچہ جنسی خواہش جو انسان کی خواہشات نفسانیہ میں سے ایک بڑی خواہش ہے اس کو پورا کرنے کی دوڑ میں آج کا انسان کچھ اس طرح سرگرداں ہے کہ شرم وحیاء کی صفت سے تہی دامن ہو چکا ہے۔ عریانی اور فحاشی کا ایک

طوفان ہے جو اہل کفر کی عشرت گاہوں سے اٹھا ہے اور مسلم ممالک کو اپنی لپیٹ میں لیتا چلا جارہا ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو سی ڈیز، ڈش، کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ ایسے شیطانی ذرائع ہیں جنہوں نے کفر کی اس ثقافتی یلغار کو مسلمانوں کے گھر گھر میں پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ بے حیائی اور اخلاق باختگی کے وہ مناظر جو کبھی باطل کا خاصہ تھے آج مسلمانوں میں بھی ترویج پا چکے ہیں۔

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

کفار کی تہذیب وتمدن کو اپنا کر اور ان کے میڈیا کو دیکھ دیکھ کر ہماری نوجوان نسل گلیمر اور رومانس کی ایسی دنیا میں کھوگئی ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو ہی بھول گئی ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس کے نوجوان کبھی ذکر اللہ کی مستی، سجدوں کی لذت، اللہ تعالیٰ کے خوف، قیام اللیل کے شوق اور علم کے ذوق سے آشنا تھے۔ ان کے چہرے عبادت کے نور کی چمک اور معرفت کے نور کی دمک سے رخشندہ وتابندہ ہوا کرتے تھے۔ آج اس کے نوجوان گلوکاروں کی چہک اور رقاصاؤں کی تھرک کے رسیا ہیں، پری چہروں کی مٹک اور خوبانوں کی ٹھمک پر فریفتہ ہیں۔

ے کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے ٹوٹا ہوا تارا

پہلے وقت کی ادبی کتابوں میں لیلیٰ مجنوں، جیسے کرداروں کے اکا دکا واقعات بطور عبرت کے نظر آتے تھے۔ لیکن آج تو اکثر و بیشتر جس نوجوان لڑکے کو اندر سے ٹٹولیں تو مجنوں نظر آتا ہے اور جس لڑکی کا اندر کھولیں تو لیلیٰ نکلتی ہے۔ ہاں کچھ خوش

نصیب جو اچھی صحبت اور اللہ والوں کی سنگت کی وجہ سے زمانے کی چیرہ دستیوں سے بچ گئے ہوں تو ان قدسی صفات لوگوں سے ابھی دنیا خالی نہیں ہوئی۔ روزانہ کے اخبارات میں لڑکیوں کے گھر سے فرار ہونے اور عاشقوں کی حالت زار ہونے کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں۔مخلوط تعلیم گاہوں میں طلباء اور طالبات کے مابین پروان چڑھتے رومانس اور قومی تقریبات میں ہونے والی محافلِ موسیقی وڈانس ہماری قوم کی مجموعی اخلاقی حالت کی انعکاسی کرتی ہیں۔فقیر کو دنیا میں بہت سے ممالک میں سفر کرنے کا موقع ملا، ہر جگہ پر ایسے نوجوان کثرت سے ملتے ہیں جن کی کھوئی کھوئی آنکھیں،اڑی اڑی رنگت اور اترے اترے چہرے ان کے دل کا فسانہ سنا رہے ہوتے ہیں۔اس وقت فقیر انتہائی رنج وافسوس کے ساتھ یہ سوچتا ہے کہ کاش کوئی ان کا ناصح ہوتا جوان کو سمجھاتا کوئی ان کا مسیحا ہوتا جوان کو دوا دیتا۔

ے نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یہ سب احوال دیکھ کر ایک عرصہ سے فقیر کے دل میں یہ خواہش ابھر رہی تھی کہ اس معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کے لیے حیاء اور پاکدامنی جیسے نازک موضوع پر کوئی کتاب تحریر کی جائے لیکن کچھ تبلیغی مصروفیات اور معہد الفقیر کی تعمیری مصروفیات اس میں حائل رہیں۔ تاہم جب کبھی بھی فقیر کو سلوٹوں میں کچھ وقت ملا کچھ نہ کچھ احاطہء تحریر میں لاتا رہا۔حتیٰ کہ عرصہ دوسال میں یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ **الحمد لله ثم الحمد لله**

اس کتاب کی تالیف میں فقیر کے پیش نظر تین بڑے اصلاحی مقاصد ہیں۔

اوّل ان نوجوانوں کی اصلاح مقصود ہے جو خواہش نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر طرح طرح کی جنسی اور اخلاقی عاداتِ بد کا شکار ہو چکے ہیں۔اور جوانی دیوانی کے

شیطانی کاموں میں لگ کر اپنی زندگی کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کر رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو ان کی غلط حرکات کا انجام بتایا جائے اور ان کے اندر قوت احساس کو بیدار کیا جائے تا کہ وہ تباہی و بربادی والے راستے کو چھوڑ کر حیا اور پاکدامنی کو اپنا شعار بنائیں اور عفت و عصمت والی زندگی گزارنے والے بن جائیں۔

دوسرا اس کے مخاطب کثیر تعداد میں وہ عوام الناس ہیں، جو بذات خود تو اخلاقی بے راہروی کا شکار نہیں لیکن انہیں معاشرے میں ہونے والے حیا سوز افعال کی برائی کا اتنا احساس بھی نہیں۔ اپنے گرد و پیش بہت کچھ ہوتا دیکھتے ہیں لیکن اسے معمول کی کارروائی سمجھتے ہیں۔ اپنی اولادوں کو اخلاقی برائیوں میں مبتلا دیکھتے ہیں لیکن ''جوانی کا تقاضا'' سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بعض خود اپنے ہاتھوں سے گھر میں شیطانی ذرائع از قسم ٹی وی، ڈش اور کیبل وغیرہ لا کر رکھتے ہیں اور اسے برائی سمجھنے کی بجائے ''وقت کی ضرورت'' سمجھتے ہیں۔ اور بعض شرفاء تھوڑا بہت بے حیائی میں منہ مارنے کو مانع شرافت نہیں سمجھتے۔ تو ان حضرات کو بھی تصویر کا اصل رخ دکھانا مقصود ہے تا کہ وہ معاشرے میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر خود بھی گناہوں بھری زندگی سے بچیں اور اپنی نئی نسل کو بھی بچائیں۔

تیسرا یہ کتاب سالکین طریقت کے لیے لکھی گئی ہے۔ تصوف و سلوک کی ساری محنت اللہ رب العزت کی معرفت و نسبت حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بڑے غیور ہیں اس لیے غیر اللہ کی طرف تھوڑا سا میلان بھی سالک کو شاہراہ طریقت سے اتار دیتا ہے اور وصول الی اللہ کی منزل سے کوسوں دور پھینک دیتا ہے۔ ایک تھوڑی سی بدنظری اس کے سالوں کے ذکر اذکار پر پانی پھیر دیتی ہے۔ لہٰذا اس کتاب کے ذریعے سالکین کو آگاہ کرنا مقصود ہے کہ اگر وہ محبوب حقیقی کا وصل حاصل

کرنا چاہتے ہیں تو انہیں دل کے ان تمام چور دروازوں کو بند کرنا ہوگا جن سے غیر محرم کی محبت دل میں در آتی ہے۔ جب وہ اس معاملے میں انتہائی محتاط روی کا مظاہرہ کریں گے تو دل میں جلوہ محبوب کا مشاہدہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

ے چشم بند و گوش بند و لب بند
گر نہ بینی سر حق بر من بخند

''تو اپنی آنکھوں کو، اپنے کانوں کو، اپنے ہونٹوں کو بند کر لے پھر تجھے مشاہدہ حق نہ ہو تو میرا مذاق اڑانا''

اس کتاب میں فقیر نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ شیطانی قوتوں کی طرف سے بے حیائی پھیلانے والی حیا سوز تدابیر کو کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ دردمند دل رکھنے والے حضرات کے لیے ان کو سمجھنا اور ان کا سد باب کرنا آسان ہو جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس ٹوٹی پھوٹی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

باب ۱

حیااور پاکدامنی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان خوبیوں میں سے ایک خوبی شرم وحیا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے شرم وحیا اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ دین اسلام نے حیا کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا ہے تاکہ مؤمن باحیا بن کر معاشرے میں امن وسکون پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو آپ ﷺ نے سنا تو ارشاد فرمایا:

((فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ)) (متفق علیہ۔ مشکوۃ باب الرفق والحیاء)

"پس حیا ایمان کا جزو ہے"

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

((اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ)) "حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے"

(متفق علیہ۔ مشکوۃ)

گویا انسان جس قدر باحیا بنے گا اتنی ہی اس میں خیر بڑھتی جائے گی۔ حیا ان صفات میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان آخرت میں جنت کا حقدار بنے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ)) (رواہ احمد والترمذی۔ مشکوۃ ۴۳۱)

''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں جانے کا سبب ہے''

حیا کی وجہ سے انسان کے قول وفعل میں حسن و جمال پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا باحیا انسان مخلوق کی نظر میں بھی پرکشش بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کو ثبوت ملتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کیلئے آئی تو اس کی چال ڈھال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی۔ اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا اچھا لگا کہ قرآن مجید میں اسکا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ﴾ (القصص:۲۵)

''اور آئی ان کے پاس ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی''

سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیا انسان کی رفتار وگفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اسکا کردار کتنا مقبول ومحبوب ہوگا۔ لہٰذا جو شخص حیا جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں محروم القسمت بن جاتا ہے۔ ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ﴾ (رواہ البخاری۔ مشکوۃ ۴۳۱)

''جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کر''

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیا انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی شترِ بے مہار کی مانند ہوتی ہے۔ حیا ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حیا اور پاکدامنی لازم وملزوم

ہیں ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ درج ذیل میں اس حقیقت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

پاکدامنی قرآن مجید کی نظر میں:

(۱) اجر عظیم کا وعدہ:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (احزاب: ۳۵)

''اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ان کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''

اس آیت میں کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ پاکدامنی کے ساتھ یاد الٰہی میں زندگی گزارنے والے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ ثواب سے مراد دنیا کی برکتیں اور آخرت کی نعمتیں ہیں جبکہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ پاکدامن شخص سے ہونے والی دوسری غلطی کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ جلدی معاف کر دیں گے۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جو طالب علم پڑھائی میں لائق اور محنتی ہوتا ہے استاد اس کی دوسری کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اجر کے ساتھ عظیم کا لفظ نشاندہی کر رہا ہے کہ پاکدامنی پر ملنے والا انعام عام معمول سے زیادہ ہوتا ہے، ویسے بھی دستور یہی ہے کہ بڑے لوگ جس چیز کو بڑا کہہ دیں وہ واقعی بہت بڑی ہوتی ہے۔ یہاں تو پروردگار عالم پاکدامنی پر ملنے والے اجر کو بڑا کہہ رہے ہیں تو واقعی وہ انعام بہت بڑا ہوگا۔ مبارکباد کے لائق ہیں وہ خوش نصیب ہستیاں جو پاکدامنی کی زندگی گزار کر ایسے

اجر کی مستحق بن جاتی ہیں۔

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا

''نعمت پانے والوں کو ان کی نعمتوں پر مبارکباد ہو''

(۲) فلاح کامل کی خوشخبری:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ......وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (المؤمنون:۱)

''تحقیق فلاح پا گئے وہ مؤمن...... جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں''

اس آیت مبارکہ میں فلاح پانے والے مؤمن کی چند صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ایک صفت پاکدامنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فلاحِ کامل پاکدامن لوگوں کو ہی مل سکتی ہے۔ عربی زبان میں فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ ایسی خوشی کو کہ جس کے بعد غمی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی عزت ملنے کو جس کے بعد ذلت نہ ہو۔ فطوبیٰ لمن له هذا المقام

پاکدامنی حدیث پاک کی نظر میں:

(۱)...... نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ قریش کے نوجوانوں سے فرمایا:

((يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ اِحْفِظُوْا فُرُوْجُكُمْ لَا تَزْنُوْا اَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) (حاکم، بیہقی)

''اے جوانانِ قریش! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ زنا مت کرو۔ جو اپنی شہوت گاہ کو محفوظ رکھے گا اس کے لیے جنت ہے''

اس حدیث میں رحمتِ دو عالم ﷺ نے کتنے واشگاف الفاظ میں یہ حقیقت کھول دی ہے کہ جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں گے، زنا کے ذریعے نفسانی شہوانی شیطانی اور وقتی لذتوں کو حاصل کرنے سے پرہیز کریں گے ان کو جنت کی دائمی خوشیاں

نصیب ہوں گی۔ اسے کہتے ہیں محنت تھوڑی اور اجر زیادہ۔ حضرت شارقیؔ مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں:

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکر یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

(۲)......روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کن چیزوں کی تعلیم دیتے ہیں تو اگرچہ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدھے سادے الفاظ میں تعلیمات نبوی ﷺ کا خاکہ یوں پیش کیا

یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالصَّدَقَۃِ وَالْعِفَافِ والصِّلَۃِ

(بخاری کتاب الادب، باب صلۃ المرأۃ ۴/۲۴)

''وہ ہمیں نماز، صدقہ، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں''

معلوم ہوا کہ پاکدامنی کی تلقین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اسلامی معاشرے کی عمارت جن ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے ان میں سے ایک ستون کا نام پاکدامنی ہے۔

پاکدامنی نبوت کا حصہ ہے:

(۱) ...... انبیائے کرام علیہم السلام وہ پاکیزہ ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے مینارۂ نور بنا کر بھیجا۔ انہوں نے خود بھی پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزاری اور اپنے متعلقین کو بھی اسی کی تلقین کی۔ لہٰذا پاکدامنی نبوت کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹا ہونے کی خوشخبری دی تو ارشاد فرمایا:

﴿سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (آل عمران:۳۹)

''سردار ہوں گے۔ اپنے نفس کو روکنے والے ہوں گے نبی ہوں گے۔ اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہوں گے''

عربی زبان میں حصور کہتے ہیں اس شخص کو جو اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو اور نفس کے فریب میں مبتلا نہ ہو۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی زندگی اسی صفت کی آئینہ دار تھی۔

(۲)...... جب عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا نے بند کمرے میں بہترین موقع محل دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی نفسانی خواہش کا کھلے لفظوں میں اظہار کیا تو انہوں نے فورا کہا مَعَاذَ اللّٰهِ (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس انکار کرنے پر جیل کی مشقتیں برداشت کرنی پڑیں مگر ایک وقت ایسا آیا کہ زلیخا نے خود اپنی زبان سے اقرار کیا کہ

﴿وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمْ﴾ (یوسف:۳۲)

''میں نے اس کو مطلب حاصل کرنے کیلئے بہکایا مگر یہ پاک صاف رہا''

اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (یوسف:۲۴)

''تاکہ ہم ان سے برائی اور فحاشی کو دور رکھیں۔ بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے''

اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام سب کے سب برگزیدہ لوگ تھے جنہوں نے پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزاری۔ پس ثابت ہوا کہ پاکدامنی جزو نبوت ہے۔

پاکدامنی شرطِ ولایت ہے:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے

ارشادفرمایاہے:

وَلَا يَزْنُوْنَ "اور جوزنا نہیں کرتے" (فرقان: ٦٨)

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ زنا سے بچتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ ہر سالک نیکوکاری اور پرہیز گاری پر استقامت اختیار کرنے کی وجہ سے ہی اولیاء اللہ میں شامل ہوتا ہے۔ جبکہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور ہر قسم کے کبیرہ گناہ سے محفوظ فرماتے ہیں۔ رحمت کا تقاضا بھی یہی ہے اور دوستی کا حق بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ رحیم اور سب سے زیادہ بہترین دوست ہے۔

⊙......اہل اللہ اپنی سچی محبت کی بنا پر ماسوا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اگر ایک غریب لاوارث یتیم اور بے سہارا لڑکی کو وقت کا بادشاہ اپنی ملکہ بنا لے اور اسے اپنے محل میں ہر نعمت مہیا کرے، نوکر چاکر ہوں، پہننے اوڑھنے کے لیے لباسِ فاخرہ ہوں، کھانے پینے کے لیے مرغ مسلّم ہوں، زیورات اور ہیرے جواہرات کا ڈھیر ہو، خزانے کا منہ اس کے اشارے پر کھول دیا جائے، بادشاہ اپنی ملکہ کو خوب محبت اور عزت واحترام سے رکھے، ایسے میں کوئی بدشکل بھنگی اپنے بدبودار کپڑوں اور بدبودار جسم کے ساتھ اس ملکہ کو بہکانے کی کوشش کرے جبکہ بادشاہ بھی دیکھ رہا ہو تو وہ ملکہ اس بھنگی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گی۔ اولیاء اللہ کے دل کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ ایک طرف اللہ رب العزت کے بے شمار احسانات ان پر ہوتے ہیں، ہر لمحے ان کے دلوں پر الطاف کریمانہ کی بارش ہو رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کا قدم قدم پر وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے غموں سے ان کو نجات دیکر اپنی محبت والفت کی شیرینی انہیں عطا کرتے ہیں۔ ایسے میں کوئی غیر محرم ان کو گناہ کی طرف متوجہ کرے تو وہ ایک "پیشاب کے لوٹے" کی خاطر اپنے مالک حقیقی کو ناراض کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

⊙......حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں۔ایک مرتبہ حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ان کے ساتھی کسی کام کے لئے شہر گئے تو وہ اپنے خیمے میں اکیلے تھے اتنے میں ایک خوبصورت عورت ان کے خیمے میں آئی اور کچھ مانگنے کا اشارہ کیا۔انہوں نے کچھ کھانا اس کو دینا چاہا تو اس عورت نے برملا کہا کہ میں آپ سے وہ کچھ چاہتی ہوں جو ایک عورت مرد سے چاہتی ہے۔حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ شیطان نے میری عمر بھر کی محنت ضائع کرنے کیلئے اس عورت کو بھیجا ہے۔وہ خوف خداوندی سے زاروقطار رونے لگے اتنا روئے کہ وہ عورت شرمندہ ہو کر واپس چلی گئی۔حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا کہ مصیبت سے جان چھوٹی۔رات کو سوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مبارکباد ہو۔تم نے ولی ہو کر وہ کام کر دکھایا جو ایک نبی نے کیا تھا۔

⊙......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک امیر شخص تھا جس کی بیوی رشک قمر اور پری چہرہ تھی۔اس عورت کو اپنے حسن پر بڑا ناز تھا۔ایک مرتبہ بناؤ سنگھار کرتے ہوئے اس نے ناز نخرے سے اپنے خاوند کو کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھے دیکھے اور میری طمع نہ کرے۔خاوند نے کہا مجھے امید ہے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو تیری پروا بھی نہیں ہوگی۔بیوی نے کہا کہ مجھے اجازت ہو تو جنید بغدادی کو آزما لیتی ہوں۔یہ کونسا مشکل کام ہے۔یہی گھوڑا اور یہی گھوڑے کا میدان۔دیکھ لیتی ہوں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کتنے پانی میں ہے۔خاوند نے اجازت دے دی۔

وہ عورت بن سنور کر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور ایک مسئلہ پوچھنے کے بہانے چہرے سے نقاب کھول دیا۔جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی تو انہوں نے زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگائی۔اس عورت کے دل میں یہ نام پیوست ہو گیا۔اس کے

دل کی حالت بدل گئی۔ وہ اپنے گھر واپس آئی اور سب نازنخرے چھوڑ دیے۔ زندگی کی صبح وشام بدل گئی۔ سارا دن قرآن مجید کی تلاوت کرتی اور ساری رات مصلےٰ پر کھڑے ہو کر گزار دیتی۔ خشیتِ الٰہی اور محبتِ الٰہی کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑیاں اس کے رخساروں پر بہتی رہتیں۔ اس عورت کا خاوند کہا کرتا تھا کہ میں نے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے میری بیوی کو راہبہ بنا دیا اور میرے کام کا نہ چھوڑا۔

⊙......حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب نورِ نسبت میری سینے میں منتقل ہوا تو ایسی باطنی ٹھنڈک نصیب ہوئی کہ باوجود اپنی بھرپور جوانی کے میرے لئے عورت اور دیوار کے درمیان فرق ختم ہو گیا۔

ان مندرجہ بالا واقعات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اولیائے کاملین کو محبت الٰہی کی ایسی حلاوت نصیب ہوتی ہے کہ پھر نفسانی اور شہوانی لذتیں ان کی نظر میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

گویا اولیاء اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ پاکدامنی کی زندگی گزارتے ہیں۔ اگر بالفرض بتقاضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو وہ جب تک سچی توبہ کے ذریعے اس کو معاف نہیں کروا لیتے ان کو چین نہیں آتا۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس کی عمدہ دلیل ہے۔ ان کو سچی توبہ پر اتنا اجر ملتا ہے کہ اگر اس کی زکوٰۃ نکال کر تقسیم کریں تو پورے شہر کے گنہگاروں کی بخشش ہو جائے۔

اہل اللہ فرشتے نہیں ہوتے انسان ہوتے ہیں ان سے احیاناً گناہ کا سرزد ہو جانا ممکن ہے مگر وہ گناہ پر جمے نہیں رہتے۔ ایسے واقعات بہت شاذ ہوتے ہیں بلکہ الشاذ کالمعدوم کے مطابق نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ عام دستور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کبیرہ گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں۔ کبھی کبھی ان سے اپنی حفاظت کی چھتری تھوڑی دیر کے لئے ہٹا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان سے لغزش اور کوتاہی ہو جاتی ہے پھر وہ خوب آہ

وزاری کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ پروردگار عالم کو ان کا رونا دھونا منت سماجت کرنا اور معافیاں مانگنا اچھا لگتا ہے۔ بعض اوقات تو سچی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتے ہیں کہ ان کے گناہوں کو ان کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اصول یہی ہے کہ ولی اللہ بدکاری پر جما نہیں رہتا جبکہ بدکاری پر جمار ہنے والا ولی اللہ نہیں ہوتا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ قرآن مجید میں کھوٹ شامل نہیں ہوسکتا یعنی باطل اس میں جگہ نہیں پاسکتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں کتابت اور پرنٹنگ کی غلطی ہو نہیں سکتی۔ اگر کوئی غفلت کا مظاہرہ کرے تو قرآن مجید میں کتابت کی غلطیاں ہوسکتی ہیں مگر یہ غلطیاں قرار نہیں پکڑ سکتیں۔ جب بھی کوئی حافظ عالم اس کو پڑھے گا تو فوراً اس کی نشاندہی کر دے گا چنانچہ کھوٹ کو دور کر دیا جائیگا۔ باطل حق کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہیں مل سکے گا۔ جس طرح قرآن مجید میں کتابت کی غلطی قرار نہیں پکڑ سکتی اسی طرح اہل اللہ کی زندگیوں میں کبیرہ گناہ کی عادت قرار نہیں پکڑ سکتی۔ ولی اللہ وہی شخص ہوتا ہے جو شریعت وسنت پر استقامت کی زندگی گزارتا ہے۔ اگر شیطان اس سے کوئی غلطی کروانے میں کامیاب ہو بھی جائے تو وہ فوراً نادم وشرمندہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے۔ گناہ پر جما نہیں رہتا۔

حدیث پاک میں ہے:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ))(مشکوٰۃ: ص۲۰۷)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

اصول یہی ہے کہ انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں اور اولیائے کرام محفوظ ہوتے ہیں۔ یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اولیائے کاملین اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں تو پھر وہ کبھی کبھار حفاظت سے دور کیوں کر دیئے جاتے ہیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مربی ہیں ان کی مختلف حالات میں تربیت فرماتے ہیں۔ اپنے اولیاء میں سے کسی ایک سے کوئی ایسا عمل کرواتے ہیں کہ جسکی

بنا پر اسے اپنے نفس پر خوب ملامت کرنے کا موقع ملے۔ اس کے اندر سے خود پسندی اور عجب کو کھرچ کھرچ کر نکال دیتے ہیں۔ اس کو سراپا نیاز بنا دیتے ہیں۔ ناز کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اس کی بہترین مثال ہے۔ ایک عیسائی بستی کے قریب سے گذرتے ہوئے حضرت ابو عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ دیا کہ عیسائی لوگ کتنے کم عقل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔ بس اتنی معمولی سی بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی باطنی کیفیات کو سلب کر لیا۔ وہ ایک عیسائی دوشیزہ پر فریفتہ ہو گئے۔ اس سے شادی کرنے کی غرض سے ایک سال سور چراتے رہے۔ قرآن مجید اور حدیث کا حفظ بھول گئے۔ بالآخر ان کے مرید حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے ملنے آئے تو وہ دونوں مل کر خوب روئے۔ اللہ تعالیٰ سے خوب رو رو کر معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے سب کیفیات واپس لوٹا دیں۔ یہ سب کچھ اس لئے پیش آیا کہ حضرت ابو عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلے کہ اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ میری عقل کا کمال نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی رحمت کا کمال ہے۔ حضرت ابو عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی یادداشت دوبارہ کام کرنے لگی اور پہلے سے بھی زیادہ وہ دین کی محنت کرنے لگے اور لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت سے کبھی بھی دور نہ فرمائے آمین ثم آمین۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مشائخ کرام اپنے مریدین کو ذکر و مراقبہ کی تعلیم دیتے ہیں جن پر پابندی اختیار کرنے سے سالک کے اندر سے نفسانی خواہشات پر کنٹرول کی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی نگاہ پاک ہو جاتی ہے دل صاف ہو جاتا ہے۔ طبیعت شریعت کی پابند بن جاتی ہے انہیں پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہی صفت مقامِ ولایت کے حاصل ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔

حضرت نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! انسان بالغ کب ہوتا ہے؟ فرمایا بالغِ شریعت یا بالغِ طریقت؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت مجھے دونوں کی تفصیل بتا دیں۔ فرمایا کہ انسان بالغ شریعت تب ہوتا ہے جب اسے اندر سے منی نکلے اور بالغ طریقت تب ہوتا ہے جب وہ منی سے نکل جائے۔ یعنی شہوت سے متعلقہ گناہوں سے بچ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب نورِ ولایت سینے میں داخل ہوتا ہے تو سالک کی ہیجانی کیفیات کو سکون مل جاتا ہے۔ شہوات کے سمندر میں مدوجزر کی حالت نہیں رہتی۔ سالک کو پاکدامنی کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ یہی صفت ولایت کا منشا اور اسکی شرط ہے۔

پاکدامنی پر دنیا میں نصرتِ خداوندی:

(۱) دنیا میں تخت وتاج نصیب ہوا:

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تو ایک قافلے والوں نے ان کو غلام بنالیا اور شہر مصر میں آکر ان کو بیچ دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی لڑکپن کی عمر تھی۔ مصر میں ان کا اپنا رشتہ دار یا دوست یار کوئی نہیں تھا۔ ظاہری طور پر بے یار و مددگار تھے بالکل بے سہارا تھے۔ وقت کے ساتھ جب بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچے تو عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے ان کو گناہ کی دعوت دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کی پناہ مانگی اور کمرے سے باہر بھاگ گئے۔ زلیخا نے حیلے بہانے سے ان کو جیل بھجوا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جیل کی مشقتیں اور صعوبتیں سالہا سال تک برداشت کرتے رہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی۔ وہ نہ صرف باعزت بری ہو گئے بلکہ خزانوں کے والی بنا دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تاج ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ چند سال پہلے جو غلام تھے آج وہ آقا بن گئے۔ پاکدامنی کے عمل پر دنیا میں بھی نقد انعام ملا۔ ایسی عزت ملی کہ

ماں باپ اور بھائی سب کے سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں جو شخص حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح تقوی اور پاکدامنی کی زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اس کے سر پر عزتوں کے تاج سجائے گا۔

(۲) غار کا منہ کھل گیا:

حدیث مبارکہ میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا واقعہ منقول ہے۔ایک سفر کے دوران سخت بارش ہونے لگی تو وہ بچنے کے لیے ایک غار کے اندر چھپ گئے۔اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ طوفانی بارش کی وجہ سے ایک بڑی چٹان لڑھکتی ہوئی غار کے منہ پر آپڑی۔ چٹان اتنی بڑی تھی کہ یہ تینوں مل کر زور لگاتے تو بھی نہ ہلا سکتے۔ باہر نکلنے کا راستہ بالکل نہیں تھا۔تینوں کو موت سامنے کھڑی مسکراتی نظر آئی۔اس پریشانی۔غم اور خوف کی حالت میں تینوں نے فیصلہ کیا کہ اپنی اپنی زندگی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے نجات کی دعا مانگیں۔ایک نے کہا میں نے ماں باپ کی بہت خدمت کی۔میں بکریوں کا دودھ پہلے ماں کو پیش کرتا بعد میں سویا کرتا تھا۔ایک رات جب میں دودھ لیکر حاضر ہوا تو میری والدہ سو چکی تھی۔ میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور دودھ ہاتھ میں لیکر کھڑا انتظار کرتا رہا حتی کہ صبح کا وقت ہو گیا۔اے اللہ میرے اس عمل کو قبول کر کے ہمیں نجات عطا فرما۔ چٹان ایک تہائی سرک گئی تاہم ابھی نکلنے کا راستہ نہ بنا تھا۔ دوسرے نے کہا کہ اے اللہ میں اپنی بھر پور جوانی کی عمر میں اپنی خوبصورت کزن پر عاشق تھا۔میں نے اسے پھسلانے کیلئے کئی حیلے بہانے کیے مگر وہ تقیہ نقیہ پاک صاف رہی اور میرے جال میں نہ پھنسی۔ایک مرتبہ تنگدستی کے حالات سے مجبور ہو کر وہ مجھ سے قرض لینے آئی۔ میں نے اسے اس شرط پر پیسے دینے کا وعدہ کیا کہ وہ میری خواہش پوری کرے۔مرتی کیا نہ کرتی اس نے حامی بھر لی۔ جب میں جماع کے لیے اس کے قریب آیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور اس مہر کو نہ توڑ۔اس کے الفاظ مجھ پر بجلی بن کر

گرے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہو گیا۔ میں نے اسے پیسے بھی دے دیے اور برائی بھی نہ کی۔ اے اللہ! اگر یہ میرا عمل آپ کے ہاں مقبول ہے تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمایئے۔ چٹان دوسری تہائی بھی سرک گئی پھر بھی نکلنے کا راستہ نہ بنا۔ تیسرے نے کہا کہ اے اللہ میرا ایک مزدور مزدوری لیے بغیر کسی وجہ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں نے اس کے پیسوں سے بکری خریدی۔ وقت گزرنے کے ساتھ وہ بھرپور ریوڑ بن گیا۔ کافی مدت کے بعد وہ اپنی مزدوری لینے آیا تو میں نے پورا ریوڑ اسے پیش کر دیا۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل آپ کے ہاں مقبول ہے تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چٹان مزید ہٹ گئی اور تینوں دوست غار سے باہر نکل آئے۔

اس واقعے میں ہمارے عنوان سے متعلق دوسرے آدمی کا عمل ہے جس نے خوف خدا کی وجہ سے گناہ کو چھوڑا اور اسکا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوا۔ اس سے سبق ملا کہ پاکدامن انسان اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے غموں سے بھی بچاتے ہیں اور قدم قدم پر اس کی پشت پناہی بھی فرماتے ہیں۔

(۳) دعا قبول ہو گئی:

ایک مرتبہ دہلی میں سخت قحط پڑا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے کھیتوں میں فصل بھی نہ ہوئی اور درختوں پر پھل بھی نہ ہوئے۔ لوگ کھانے کیلئے روٹی کو ترسنے لگے۔ ہر شخص بارش کی دعائیں مانگتا مگر آسمان پر بادل نظر ہی نہ آتے۔ علمائے شہر نے مشورہ کیا کہ شہر کے سب لوگ ایک دن کھلے میدان میں جمع ہوں۔ عورتوں بچوں اور جانوروں کو بھی ساتھ لائیں۔ میدان میں نماز استسقاء ادا کرنے کے بعد اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور بارش کی دعا کریں۔ حسب پروگرام لوگ شہر سے باہر جمع ہو گئے۔

سخت گرمی ور چلچلاتی دھوپ نے سب کے چہروں کو جھلس کر رکھ دیا۔ نماز ادا کی گئی۔ مردوں عورتوں نے رو رو کر بارش کی دعا مانگی مگر آسمان پر دور دور تک بادل کا نشان نظر نہ

آیا۔ معصوم بچے تڑپنے لگے۔ جانور بھی پانی کو ترسنے لگے لوگوں کا رو رو کر برا حال ہو گیا۔ صبح سے عصر تک یہ عمل جاری رہا مگر امید کی کرن نظر نہ آئی۔ جس وقت دعا مانگتے ہوئے مخلوقِ خدا خوب رو رہی تھی اس وقت ایک مسافر نوجوان اس میدان کے قریب سے گزرا۔ اس نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی۔ خود پیدل چل رہا تھا جبکہ اونٹ پر کوئی پردہ نشین عورت سوار تھی۔ اس نے اتنے لوگوں کو آہ وزاری کرتے دیکھا تو اونٹ کو ایک جگہ روکا اور قریب کے لوگوں سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ جب اسے حقیقتِ حال کی خبر ہوئی تو وہ اپنے اونٹ کے قریب گیا اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ ابھی ہاتھ نیچے نہیں آئے تھے کہ چھم چھم بارش برسنے لگی۔ ایک عالم نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آپ کتنے خوش نصیب اور مستجاب الدعوات انسان ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ درحقیقت اونٹ پر میری والدہ سوار ہیں۔ میں نے اپنی والدہ کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اے پروردگار عالم یہ میری نیک پاکدامن والدہ ہیں آپ کو ان کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں اپنے بندوں پر بارش برسا دیجئے۔ ابھی میرے ہاتھ نیچے نہیں آئے تھے کہ بارش برسنے لگی۔ معلوم ہوا کہ پاکدامنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا مقبول عمل ہے کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں تو پروردگار دعاؤں کو رد نہیں فرماتے۔

(۴) پاکدامنی کا بدلہ پاکدامنی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (النور ۲۶)

''پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں''

جو شخص پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے اسے دنیا میں نقد انعام یہ ملتا ہے کہ اس کے اہلِ خانہ کو اللہ تعالیٰ پاکدامنی کی زندگی نصیب فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے سامنے شکایت پیش کی کہ مجھے اپنی بیوی کے کردار پر شبہ

ہے۔ یہ بات میرے لیے سخت اذیت اور پریشانی کا سبب ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کی عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کرو گے تو لوگ تمہاری عورتوں کے بارے میں پاکیزگی اختیار کریں گے۔ (الجامع الصغیر: ج۲،ص۱۵۶) اس سے معلوم ہوا کہ ادلے کا بدلہ ہوتا ہے۔ زنا کار شخص فقط فحش عمل ہی نہیں کرتا بلکہ دوسروں کا مقروض ہو جاتا ہے اور یہ قرض اس کے اہل خانہ یا اولاد میں سے کوئی نہ کوئی چکا دیتا ہے۔ اصول یہی ہے کہ گناہ کی سزا اس عمل کے جنس سے ہوا کرتی ہے پس جو شخص دوسروں کی عزت برباد کریگا دوسرے اس کی عزت برباد کریں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور اشعار ہیں۔

عَفُّوْا تَعِفُّ نِسَاؤُكُمْ فِي الْمَحْرَمِ
وَ تَجَنَّبُوْا مَا لَا يَلِيْقُ بِمُسْلِمِ
اِنَّ الزِّنَا دَيْنٌ فَاِنْ اَقْرَضْتَهُ
كَانَ الْوَفَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَاعْلَمِ
مَنْ يَّزْنِ يُزْنَ بِهٖ وَ لَوْ بِجِدَارِهٖ
اِنْ كُنْتَ يَا هٰذَا لَبِيْبًا فَافْهَمِ

''پاکدامن رہو تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی، اور بچو اس سے جو مسلمان کے لائق نہیں بے شک زنا قرض ہے تو اگر تو نے اس کو قرض لیا تو ادائیگی تیرے گھر والوں سے ہو گی اس کو جان لے۔ جو زنا کرے اس سے زنا کیا جائے گا اگرچہ اس کی دیوار سے۔ اے شخص اگر تو عقلمند ہے تو اس کو جان لے''

⊙ تفسیر روح البیان للبروسوی میں ایک قصہ منقول ہے کہ شہر بخارا میں ایک جیولر کی مشہور دکان تھی۔ اس کی بیوی نیک سیرت اور خوبصورت تھی۔ ایک سقا (پانی لانے والا) ان کے گھر تیس سال تک پانی لاتا رہا۔ بہت بااعتماد شخص تھا۔ ایک دن اس سقا نے پانی

ڈالنے کے بعد اس جیولر کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے دبایا اور چلا گیا۔ عورت بہت غمزدہ ہوئی کہ اتنی مدت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ اس کی آنکھوں میں سے آنسو بہنے لگے۔ اسی دوران جیولر کھانا کھانے کے لیے گھر آیا تو اس نے بیوی کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر صورتحال کی خبر ہوئی تو جیولر کی آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ بیوی نے پوچھا کیا ہوا۔ جیولر نے بتایا کہ آج ایک عورت زیور خریدنے آئی۔ جب میں اسے زیور دینے لگا تو اسکا خوبصورت ہاتھ مجھے پسند آیا میں نے اس اجنبیہ کے ہاتھ کو شہوت سے دبایا۔ یہ میرے اوپر قرض ہو گیا تھا لہٰذا سقّا نے تمہارے ہاتھ کو دبا کر قرض چکا دیا۔ میں تمہارے سامنے سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ البتہ یہ مجھے ضرور بتانا کہ کل سقّا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ دوسرے دن سقّا پانی ڈالنے کیلئے آیا تو اس نے جیولر کی بیوی سے کہا۔ میں بہت شرمندہ ہوں کل شیطان نے مجھے ورغلا کر برا کام کروا دیا۔ میں نے سچی توبہ کر لی ہے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ عجیب بات ہے کہ جیولر نے غیر عورتوں کو ہاتھ لگانے سے توبہ کی تو غیر مردوں نے اسکی بیوی کو ہاتھ لگانے سے توبہ کی۔ (تفسیر روح البیان)

◉ ایک بادشاہ کے سامنے کسی عالم نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ زانی کے عمل کا قرض اسکی اولاد یا اہل خانہ میں سے کسی نہ کسی کو چکانا پڑتا ہے۔ اس بادشاہ نے سوچا کہ میں اسکا تجربہ کرتا ہوں۔ اسکی بیٹی حسن و جمال میں بے مثال تھی۔ اس نے شہزادی کو بلا کر کہا کہ عام سادہ کپڑے پہن کر اکیلی بازار میں جاؤ۔ اپنے چہرہ کھلا رکھو اور لوگ تمہارے ساتھ جو معاملہ کریں وہ ہو بہو آ کر مجھے بتاؤ۔ شہزادی نے بازار کا چکر لگایا مگر جو غیر محرم شخص اس کی طرف دیکھتا تو شرم و حیا کے مارے نگاہیں پھیر لیتا۔ کسی مرد نے اس شہزادی کے حسن و جمال کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ سارے شہر کا چکر لگا کر جب شہزادی اپنے محل میں داخل ہونے لگی تو راہداری میں کسی ملازم نے محل کی خادمہ سمجھ کر روکا۔ گلے لگایا بوسہ لیا

اور بھاگ گیا۔ شہزادی نے بادشاہ کو سارا قصہ سنایا۔ بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ کہنے لگا کہ میں نے ساری زندگی غیر محرم سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کی ہے۔ البتہ ایک مرتبہ میں غلطی کر بیٹھا اور ایک غیر محرم لڑکی کو گلے لگا کر اسکا بوسہ لیا تھا۔ پس میرے ساتھ وہی کچھ ہوا جو میں نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ سچ ہے کہ زنا ایک قصاص والا عمل ہے جس کا بدلہ ادا ہو کر رہتا ہے۔ (روح المعانی للآلوسی 68/15)

ہمیں مندرجہ بالا واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہیوں کا بدلہ ہماری اولادیں چکاتی پھریں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے گھر کی عورتیں پاکدامن بن کر رہیں۔ اسے چاہیے کہ وہ غیر محرم عورتوں سے بے طمع ہو جائے۔ اسی طرح جو عورتیں چاہتی ہیں کہ ہمارے خاوند نیکوکاری کی زندگی گزاریں بے حیائی والے کاموں کو چھوڑ دیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ غیر مردوں کی طرف نظر اٹھانا بھی چھوڑ دیں تاکہ پاکدامنی کا بدلہ پاکدامنی کی صورت میں مل جائے۔ رہ گئی بات کہ اگر کسی نے پہلے یہ کبیرہ گناہ کیا ہے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ سچی توبہ کے ذریعے اپنے رب کو منائیں تاکہ دنیا میں قصاص سے بچ جائیں اور آخرت کی ذلت سے چھٹکارا پائیں۔

پاکدامنی پر محشر میں اکرام:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن عرش کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات خوش نصیب لوگوں میں سے ایک وہ پاکدامن انسان ہوگا جسے خوبصورت حسب ونسب والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ جواب میں کہہ دے۔

اِنِّی اَخَافُ اللّٰہِ "میں اللہ سے ڈرتا ہوں" (بخاری باب فضل من ترک الفواحش)

اندازہ لگائیں کہ پاکدامنی والی صفت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر ہے کہ روز محشر جب تمام بنی نوع انسانیت نفسا نفسی کے عالم میں ہوگی تو اس وقت کچھ لوگ ہوں گے

جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور خصوصی رحمت ہوگی۔ ان میں وہ خوش نصیب بھی ہوں گے جو زنا سے بچیں گے عین اس وقت جب کہ گناہ کی دعوت مل رہی تھی اور وہ چاہتے تو موقع سے فائدہ بھی اٹھا سکتے تھے، لیکن انہوں نے ضبط نفس کا مظاہرہ کیا اور اپنے کردار کو گناہ سے آلودہ ہونے سے بچایا۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں مطمئن و مسرور ہوں گے۔

پاکدامنی پر جنت کی بشارت:

نبی اکرم ﷺ نے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اور وہ بھی اپنی ضمانت پر فرمایا

((مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ))

(بخاری)

''جو میرے لئے اپنی رانوں کی درمیانی چیز (شرمگاہ) اور جبڑوں کی درمیانی چیز (زبان) کی حفاظت کی ضمانت دے تیں اسے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہوں''

ایک اور موقع پر نوجوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

((يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ اِحْفِظُوْا فُرُوْجَكُمْ ۔ لَا تَزْنُوْا اَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةَ)) (حاکم۔ بیہقی)

''اے جوانانِ قریش! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ زنا مت کرو۔ جو اپنی شہوت گاہ کو محفوظ رکھے گا اس کے لئے جنت ہے''

لہٰذا جنت کے دائمی انعامات کو حاصل کرنے کیلیے یہ ضروری ہے کہ ہم دنیا کی عارضی لذات و شہوات پر کنٹرول کریں۔

پاکدامنی اور مشاہدۂ پروردگار:

جو شخص نامحرم پر قادر ہو مگر خوف خدا کی وجہ سے گناہ سے بچ گیا اس کے بدلے میں اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ (ابن ماجہ)

احادیث میں پاکدامنی کی دعائیں:

پاکدامنی وہ اعلیٰ صفت ہے جس کی نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ آپ گو اپنی ذات میں معصوم تھے لیکن اس سے آپ کی عفت و پاکدامنی کی زندگی سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ امت کی تعلیم کیلئے آپ نے یہ دعائیں مانگیں۔ چنانچہ احادیث میں کئی ایسی دعائیں منقول ہیں جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے آنکھ کی پاکیزگی دل کی پاکیزگی اور عفت وعصمت کو تمنا بنا کر مانگا ہے۔ چند ایک دعائیں درج ذیل ہیں۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَ التُّقٰى وَ الْعِفَافَ وَ الْغِنٰى))

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت پرہیزگاری اور پاکدامنی اور غنیٰ کا سوال کرتا ہوں'' (رواہ مسلم) (مشکوۃ: باب الاستعاذ)

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَ الرِّضَا بِالْقَدْرِ))

''اے اللہ! میں تجھ سے صحت پاکدامنی اور امانت اور اچھے اخلاق حسن اور رضا بالقدر کا سوال کرتا ہوں'' (مشکوۃ: باب الاستعاذ)

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِیْ مِنَ الرِّيَاءِ وَ لِسَانِیْ مِنَ الْكِذْبِ وَ عَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ))

''اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک کر اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے، بے شک تو آنکھوں اور سینے کی پوشیدہ خیانتوں کو جانتا ہے''

((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَ بَاعِدْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ)) (رواہ الترمذی)

''اے اللہ! مجھے الہام فرما میری ہدایت اور میرے نفس کے شر سے مجھے دور فرما''

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَ الْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ))

''اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' (رواہ الترمذی)

((اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَلِسَانِیْ وَ قَلْبِیْ وَ مَنِیِّ))

''میں اپنے کان، اپنی بینائی، اپنے دل اور منی کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی زندگی میں ان دعاؤں کے مانگنے کا معمول بنائیں تا کہ ان کی برکت سے عفت و پاکدامنی والی زندگی نصیب ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ پاکدامنی:

اسلام سے قبل اہلِ عرب میں شراب نوشی اور بے حیائی عام تھی اور وہ اپنی محفلوں میں اور اپنی گفتگو میں اس کا اظہار بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات اور آپ کے فیض صحبت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسا اثر کیا کہ ان کی زندگیاں بالکل بدل کر رہ گئیں۔ وہی صحابہ جو زمانۂ جاہلیت میں ہر قسم کی اخلاقی بے راہروی کا شکار تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی برکت سے ان کے نفوس ایسے پاک صاف ہوئے کہ انہیں اخلاقی برائیوں سے یکسر نفرت ہوگئی۔

◉ ایک صحابی مرثد بن ابی لمرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے موقع پر یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ جو کمزور اور ناتواں افراد مکہ میں رہ گئے ہیں وہ ان کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت میں نصرت واعانت فرمائیں اور انہیں بحفاظت مدینے تک پہنچائیں۔ایک دفعہ وہ اسی سلسلہ میں مکہ تشریف لائے۔اتفاقاً ان کو عناق نامی ایک عورت کے گھر کے پاس سے گزرنا پڑا۔ یہ ایک فاحشہ عورت تھی جس سے ان کے اسلام سے قبل کچھ تعلقات رہے تھے۔اس عورت نے حضرت مرثد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پہچان لیا اور آگے بڑھ کر ان کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اور رات گھر ٹھہرنے پر اصرار کرنے لگی۔حضرت مرثد رضی اللہ عنہ چونکہ اسلام کی روشنی سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔اور اس قسم کی لغویات سے متنفر ہو چکے تھے لٰہذا صاف جواب دیتے ہوئے فرمایا ''اب پہلا زمانہ باقی نہیں رہا اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے لٰہذا مجھے معاف کرو'' اس نے کہا: اگر تم میری خواہش پوری نہیں کرو گے تو میں شور وغل کرونگی اور تمہیں گرفتار کرادوں گی۔لیکن اس کی اس دھمکی کے باوجود حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے گندگی سے آلودہ ہونا پسند نہ کیا اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپتے چھپاتے کفار کے چنگل سے نکل گئے۔

◉ ایک اور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک مردار کی بو سے بھر جائے مگر یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی غیر عورت کی بو آئے۔

◉ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں ایک حسین عورت مسجد میں آیا کرتی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول یہ بنالیا تھا کہ وہ ان سے بہت پہلے آکر اگلی صف میں بیٹھ جاتے تھے کہ مبادا ان پر نگاہ نہ پڑ جائے۔

◉ ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دشمن کا کوئی علاقہ فتح کیا اور اس علاقے میں ان کا لشکر امیر کی قیادت میں چلا جارہا تھا۔نصاریٰ نے ان کے ایمان پر ڈاکہ مارنے کیلئے وہاں راستہ میں بے پردہ عورتوں کو بنا سنوار کر کھڑا کردیا۔امیر لشکر نے صرف اتنی آیت پڑھی

﴿قُل لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ (مؤمنین سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو جھکا لیں) تو صحابہ نے نگاہیں نیچی کر لیں، اس شہر میں سے گزر گئے اور اس شہر کے درو دیوار کو بھی نہ دیکھا۔ جب واپس آئے تو مدینہ کے لوگوں نے پوچھا کہ شہر کے مکانوں کی بناوٹ کیسی تھی، کتنے اونچے تھے، تو فرمانے لگے جب ہمیں حکم ملا ہم نے نگاہیں نیچی کر لیں اونچی کی ہی نہیں حتی کہ اس شہر میں سے واپس آ گئے۔ ہمیں اس شہر کے مکانوں کی اونچائی کا پتہ ہی نہیں چلا۔ سبحان اللہ

عورتوں سے عفت وعصمت پر بیعت:

شرم وحیا عورت کا زیور ہے اور اس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ جب تک عورت اپنے اس زیور کی حفاظت کرتی ہے اس وقت تک معاشرہ پاکیزگی اور امن کا گہوارہ بنا رہتا ہے۔ اور جب عورت ہی خائنہ بن کر اپنے اس زیور کو لٹانے پر آمادہ ہو جائے تو معاشرے میں بہت سی اخلاقی برائیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ لہٰذا عورت کو بذات خود اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو حکم فرمایا گیا کہ وہ عورتوں سے اس بات پر بیعت لیں کہ

﴿وَ لَا يَزْنِينَ وَ لَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَ أَرْجُلِهِنَّ﴾ (الممتحنہ:۱۲)

''اور نہ وہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ افتراء باندھیں گی''

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں قتل اولاد سے مراد حمل گرانا ہے۔ اور افتراء سے مراد اپنی ناجائز اولاد کو جھوٹا کسی سے منسوب کرنا ہے۔

بے حیائی کی مذمت قرآن میں:

قرآن پاک میں بے حیائی کیلئے **فحشا** لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور متعدد مقامات پر فحاشہ سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور متنبہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

''اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے فحاشی سے اور منکر سے اور حد سے نکلنے سے'' (النحل ۹۰)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ﴾ (اعراف:۳۳)

''اے پیغمبر! کہہ دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ نے برائی کے سارے کاموں (فواحش) کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں منع کیا ہے''

ایک اور مقام پر بڑے کھلے لفظوں میں زنا کو فاحشہ کہا اور اسے انتہائی قبیح بات قرار دیا، فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (اسرائیل۴)

(اور زنا کے قریب نہ جاؤ یہ ''فاحشہ'' اور بری راہ ہے)

گویا کہ یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے شہوانی جذبات کی تسکین کیلیے کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں جو ان حدوں کو توڑتا ہے وہ فحشاء کا مرتکب ہوتا ہے۔ چنانچہ سورۃ مؤمنون میں اسی بات کی وضاحت فرمائی:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ٥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ٥﴾ (المؤمنون: ۴،۵،۶)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں اور باندیوں پر اور جو کوئی اس کے علاوہ کچھ کرے تو وہ حد سے بڑھنے والے ہیں''

بحیثیت مسلمان یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم قرآن کریم میں بیان کی گئی روشن تعلیمات پر عمل کریں اور حیا اور پاکدامنی والی زندگی کو اپنا شعار بنائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین ثم آمین

باب ۲

بدنظری

انسانی آنکھیں جب بے لگام ہو جاتی ہیں تو اکثر فواحش کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ اسی لیے محققین کے نزدیک بدنظری ''ام الخبائث'' کی مانند ہے۔ ان دوسوراخوں سے ہی فتنے کے چشمے ابلتے ہیں اور ماحول و معاشرے میں عریانی وفحاشی کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں۔ اسلام نے ان دوسوراخوں پر پہرہ بٹھادیا۔ یہ بھی اسلامی تعلیمات کا حسن و جمال ہے کہ ہر مؤمن کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ نہ ہی غیر محرم پر نظر پڑے اور نہ ہی شہوت کی آگ بھڑکے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اصولی بات ہے کہ

Nip the evil in the bud. (برائی کو ابتدا ہی میں ختم کردو)

عام مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کی نگاہیں بے قابو ہوتی ہیں ان کے اندر شہوت کی آگ بھڑکتی رہتی ہے حتیٰ کہ انہیں فحاشی کا مرتکب کروادیتی ہے۔

نظر کی حفاظت سے متعلق آیات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (سورۃ نور)

''ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اس میں ان کے لیے پاکیزگی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے

اس کی جو کچھ وہ کرتے ہیں''

قرآن مجید کی یہ آیت مؤمنین کے لیے ایک کامل مکمل پیغام ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں تادیب، تنبیہ اور تہدید کا بیان ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تادیب: آیت کے ابتدائی حصے میں تادیب ہے۔ مؤمنین کو ادب سکھایا گیا ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا ان کے لیے جائز نہیں ان سے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ بندوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ اپنے آقا کی فرمانبرداری کریں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غضِ بصر ابتدا ہے اور حفاظت فرج انتہاء ہے۔ گویا یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ پس جس کی نگاہ قابو میں نہیں اس کی شرمگاہ قابو میں نہیں۔

تنبیہ: ﴿ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ میں تنبیہ ہے۔ کہ غضِ بصر کا فائدہ یہ ہے کہ دلوں میں پاکیزگی آئے گی۔ گناہ کا وسوسہ ہی نہیں پیدا ہوگا۔ اس میں ان کا اپنا فائدہ ہے۔ عبادت میں یکسوئی نصیب ہوگی، نفسانی، شیطانی، شہوانی وساوس سے جان چھوٹ جائے گی۔ اور اگر اس ہدایت پر عمل نہیں کریں گے تو بدنظری کی وجہ سے سکونِ قلب سے محروم ہو جائیں گے۔ دل میں حسرتوں کی بھرمار ہوگی۔ فتنے میں پڑنے کا اندیشہ قوی ہوگا۔

تہدید: ﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ میں تہدید ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے تنبیہ ہے کہ اگر بندوں نے اس ہدایت کی پرواہ نہ کی تو یاد رکھیں کہ اللہ رب العزت غافل نہیں وہ ان کی تمام کاروائیوں سے واقف ہے۔ وہ نافرمانوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر اسلام نے مردوں کو واشگاف الفاظ میں اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے تو عورتوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ چونکہ مرد اور عورت دونوں کا خمیر ایک ہی ہے لہٰذا عورت کی فطرت میں بھی شہوت رکھی گئی ہے۔ ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

''ایمان والیوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''

ان دونوں آیات کا لب ولہجہ اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ آنکھوں کی بیباکی شہوت میں انتشار اور شرمگاہ میں ابھار پیدا کرتی ہے۔ ایسی حالت میں انسانی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ شہوت کھلی آنکھوں کے باوجود انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ انسان گناہ کا ارتکاب کر کے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ شہوت کے معاملہ میں جو حال مردوں کا ہے کم و بیش وہی حال عورتوں کا ہے۔ عورتیں عموماً جذباتی ہوتی ہیں، جلد متاثر ہو جاتی ہیں، ان کی نگاہیں میلی ہو جائیں تو زیادہ فتنے جگاتی ہیں۔ لہٰذا انہیں بھی چاہیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ عَلَيْكَ وَفَّقَكَ اللّٰهُ وَ اِيَّانَا بِحِفْظِ الْعَيْنِ فَاِنَّهَا سَبَبُ كُلِّ فِتْنَةٍ وَ اٰفَةٍ

(منہاج العابدین ۲۸)

''پھر تو آنکھ کی ضرور حفاظت کر اللہ تجھے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ ہر فتنے اور آفت کا سبب ہے''

اس سے معلوم ہوا کہ آنکھوں کا فتنہ نہایت مہلک ہے اور اکثر فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔

نظر کی حفاظت سے متعلق احادیث:

(۱) نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ)) (الجواب الکافی ۲۰۴)

''اپنی نگاہوں کو پست رکھو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو''

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''نگاہ شہوت کی قاصد اور پیامبر ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرمگاہ اور شہوت کی جگہ کی حفاظت ہے جس نے نظر کو آزاد کر دیا اس نے اس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ نظر ہی ان تمام آفتوں کی بنیاد ہے جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے''

(الجواب الکافی ۲۰۴)

(۲) نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ)) (الجواب الکافی ۲۰۴)

(نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے)

(۳) بعض سلف کا قول ہے:

اَلنَّظْرُ سَھْمٌ سَمٌّ اِلَی الْقَلْبِ (ابن کثیر ۳/۲۸۳)

(نگاہ ایک تیر ہے جو دل میں زہر ڈال دیتا ہے)

(۴) نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلعَیْنَانِ زِنَاھُمَا النَّظْرُ)) (مسلم)

(آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی غیر محرم کے چہرے پر شہوت بھری نگاہ ڈالتا ہے وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا ہوتا ہے۔ سلف صالحین نے نگاہ کو '' برید العشق '' یعنی عشق کا پیامبر کہا ہے۔

زلیخا اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے پر نظر نہ ڈالتی تو جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہو کر گناہ کی دعوت نہ دیتی۔ چند لمحوں کی بیتابی نے اس کے رسوا کن قول کا تذکرہ قرآن مجید میں کروا دیا۔ بے حیائی والے کام کی نسبت قیامت تک اس کی طرف ہوتی رہے گی۔

عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ بدنظری کی رسوائیاں کتنی بڑی اور کتنی بری ہیں۔

اچانک نظر معاف ہے:

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ راہ چلتے یا آتے جاتے غیر محرم عورت سامنے آ جاتی ہے تو اس کے چہرے پر نظر پڑ جاتی ہے۔ایسی صورتحال کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے سوال پوچھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عَلِی لَا تَتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ۔ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃَ))

(مشکوٰۃ ۲۱۹)

(اے علی ! ایک مرتبہ نظر پڑ جانے کے بعد پھر دوبارہ نہ دیکھو کیونکہ تمہارے لیے صرف پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلی اچانک نظر معاف ہے اور اگر کسی وقت پہلی نظر ہی ارادۃً ڈالی گئی تو وہ بھی حرام ہوگی۔اور پہلی نظر معاف ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ پہلی نظر ہی اتنی بھرپور ہو کہ دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔صرف اتنی بات ہے کہ اگر اچانک نظر پڑ گئی تو نظریں فوراً ہٹانے کا حکم ہے،

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ البجلی کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ جو نظر دفعتہً پڑ جاتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ارشاد فرمایا:

((اِصْرِفْ بَصَرَکَ))" نگاہ کو پھیر لو" (مشکوٰۃ۔ابن کثیر)

بعض اوقات حکیم، ڈاکٹر یا جج کو کسی شرعی عذر کی وجہ سے کسی نامحرم کا چہرہ دیکھنا پڑ جائے تو بقدر ضرورت دیکھنے کے بعد نظر کو فوراً ہٹا لینا چاہیے۔

بدنظری فساد کا بیج ہے:

غیر محرم کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا فساد کا بیج ہے۔شیطان غیر محرم کے چہروں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے ویسے بھی دور سے ہر چیز بھلی نظر آتی ہے۔اسی لئے تو

مثل مشہور ہے کہ دور کے ڈھول سہانے ہوا کرتے ہیں۔ بدنظری کرنے سے انسان کے دل میں گناہ کا تخم پڑ جاتا ہے جو موقع ملنے پر اپنی بہار دکھاتا ہے۔ قابیل نے ہابیل کی بیوی کے حسن و جمال پر نظر ڈالی تو دل و دماغ پر ایسا بھوت سوار ہوا کہ اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ دنیا میں سب سے پہلی نافرمانی کا مرتکب ہوا۔

قرآن مجید میں اس کے قبیح فعل کا تذکرہ ہوا۔ گناہ کی بنیاد ڈالنے کی وجہ سے قیامت تک جتنے قاتلین آئیں گے ان کا بوجھ بھی اس کے سر پر ہوگا۔ معلوم ہوا کہ پہلی نظر ڈالنے کا تو اختیار ہوتا ہے پھر معاملہ اس کے بعد بے اختیاری والا ہو جاتا ہے۔

؎ چلے کہ ایک نظر تیری بزم دیکھ آئیں
یہاں جو آئے تو بے اختیار بیٹھ گئے

اس لیے بہتر ہے کہ پہلی نظر سے ہی بچا جائے۔ خطرے میں پڑنا محتاط لوگوں کا کام نہیں ہوتا۔

بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے:

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُمَا الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ يَهْوِى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْ يُكَذِّبُهٗ))

”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل آرزو اور تمنا کرتا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے“ (مشکوۃ: ج ۱، ص ۳۲)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نظر کھٹک پیدا کرتی ہے، کھٹک سوچ کو وجود بخشتی ہے، سوچ شہوت کو ابھارتی

ہےاور شہوت ارادہ کوجنم دیتی ہے''

اس سے معلوم ہوا کہ زنا کا ارادہ تب ہوتا ہے جب انسان غیرمحرم کو دیکھتا ہے۔اگر دیکھے گا ہی نہیں تو ارادہ ہی نہیں ہوگا پس معلوم ہوا کہ بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ دنیا کا سب سے لمبا سفر ایک قدم اٹھانے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زنا کا سفر بدنظری کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ مؤمن کو چاہیے کہ پہلی سیڑھی چڑھنے سے ہی پرہیز کرے۔

بدنظری سے بچنے پر حلاوت ایمان:

مسند احمد میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی منقول ہے:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ الْمَرْاَۃِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ الا احدث اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَھَا)) (مشکوٰۃ:۲۷۰)

''کوئی مسلمان جب پہلی مرتبہ کسی عورت کی خوبصورتی دیکھے پھر اپنی نگاہ پست کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو عبادت میں لذت عطا فرماتے ہیں''

طبرانی شریف میں غیرمحرم سے نظر ہٹانے کے متعلق روایت ہے کہ

((مَنْ تَرَکَھَا مِنْ مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ))

(رواہ طبرانی والحاکم۔الترغیب والترھیب ۲/۳۷)

''جس نے میرے ڈر کی وجہ سے (بدنظری) چھوڑی میں اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا''

کتنا نفع مند سودا ہے کہ بدنظری کی وقتی اور عارضی لذت کو چھوڑنے پر ایمان کی دائمی حلاوت اور شیرینی نصیب ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے سینے میں ٹھنڈک ڈال دیتے ہیں۔ ویسے بھی دستور ہے کہ عمل کی جزا اسی کی جنس سے ہوا کرتی ہے۔ پس جو شخص غیرمحرم پر نظربازی کی لذت کو ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عبادت اور

ایمان کی لذت عطا کرے گا۔

بدنظری سے کبھی سیری نہیں ہوتی:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بدنظری چاہے کتنی ہی زیادہ کی جائے، چاہے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو گھورا جائے اور گھنٹوں گھورا جائے سیری نہیں ہوتی''

بدنظری ایسی پیاس لگاتی ہے جو کبھی نہیں بجھتی۔ استسقاء کا مریض اتنا پانی پیے کہ پیٹ پھٹنے کو آئے تو بھی پیاس ختم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سے بڑھ کر ایک کو خوبصورت بنایا ہے۔ انسان کتنے ٹھپے دیکھے گا۔ نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ایک کو دیکھا ہے دوسرے کو دیکھنے کی ہوس ہے۔ اس دریا میں ساری عمر بہتے رہیں گے تو بھی کنارے پر نہیں پہنچیں گے اس لیے کہ یہ دریا ناپیدا کنار ہے۔

بدنظری زخم کو گہرا کرتی ہے:

نظر کا تیر جب پیوست ہو جاتا ہے تو پھر سوزش قلب بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ جتنی بدنظری زیادہ کی جائے اتنا ہی یہ زخم زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں

''نگاہ کا تیر پھینکا جائے تو پھینکنے والا پہلے قتل ہو جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ نگاہ ڈالنے والا دوسری نگاہ کو اپنے زخم کا مداوا سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ زخم کو زیادہ گہرا کرتا ہے'' (الجواب الکافی ۱۴۷)

لوگ کانٹوں سے بچ کے چلتے ہیں
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین:

الصبر علی غض البصر ایسر علی الصبر علی القد بعدہ

(الجواب الکافی ۲۱۴)

''آنکھ بند کرنا آسان ہے مگر بعد کی تکلیف پر صبر کرنا مشکل کام ہے''

بدنظری سے بوڑھے بھی محفوظ نہیں:

زنا کے عمل سے بہت سے لوگ بچ جاتے ہیں چونکہ اس کے لئے بڑے اہتمام کرنے پڑتے ہیں۔ اول تو جس سے زنا کرنا چاہے وہ راضی ہو، دوسرا مناسب موقع و محل میسر ہو، تیسرا تنہائی بھی ہو ورنہ تو ڈر لگا رہتا ہے کہ اگر کسی کو اطلاع ہوگئی تو عزت خاک میں مل جائے گی۔ اس لیے شائستہ اور معزز لوگ اس میں کم مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر پیشہ ور عورتوں سے زنا کرنا چاہے تو مال پیسہ پانی کی طرح بہانا پڑتا ہے۔ مزید براں ایڈز، آتشک، سوزاک جیسی موذی بیماریوں کا ڈر لگا رہتا ہے۔ بخلاف بدنظری والے گناہ کے کہ اس میں سامان کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ نہ ہی اس میں بدنامی کا ڈر ہوتا ہے کیونکہ اس کی خبر تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ نیت کیسی ہے۔ وہ بوڑھے جو عملی طور پر جماع کی قدرت ہی نہیں رکھتے وہ بھی بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں گناہ کی حسرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

بعض لوگوں کا جسم بوڑھا ہوتا ہے دل نوجوان ہوتا ہے وہ ہر وقت جوانی کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

؎ پیری تمام ذکر جوانی میں کٹ گئی
کیا رات تھی کہ ایک کہانی میں کٹ گئی

بعض کی ٹانگیں قبر میں پہنچ جاتی ہیں کمر جھک جاتی ہے پھر بھی انہیں جوانی کی تلاش ہوتی ہے، بقول شاعر:

؎ یہیں کہیں تھی جوانی مگر پتہ نہ چلا
اسی کو ڈھونڈ رہا ہوں کمر جھکائے ہوئے

سوچنا چاہیے کہ اگر جوانی غفلت میں گزر چکی تو چلو بڑھاپے میں ہی رب کو یاد کر لیں مگر یہاں تو الٹی گنگا بہتی ہے۔

؎ عہدِ پیری میں جوانی کی امنگ
آہ کس وقت میں کیا یاد آیا

طرفہ تماشہ یہ بھی ہے کہ عورتیں بوڑھے سمجھ کر اس سے پردے کا اہتمام بھی نہیں کرتیں۔ اس سے بدنظری کے گناہ میں اور زیادہ آسانی ہو جاتی ہے۔ شہوت پرست بوڑھے بال سفید کر لیتے ہیں جب کہ دل سیاہ کر بیٹھتے ہیں۔ روز محشر زبان حال سے کہیں گے:

؎ نا کردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب! اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بوڑھے آدمی ملے جو بہت سے کاموں میں متقی تھے۔ مگر انہوں نے اپنی حالت بیان کی کہ میں غیر محرم کو للچائی نظروں سے دیکھنے میں مبتلا ہوں۔ بدنظری کا کتنا نقصان ہے کہ بوڑھا آدمی قبر کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے مگر یہ موذی مرض ساتھ لگا رہتا ہے۔

بدنظری سے توفیق عمل چھن جاتی ہے:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”بدنظری نہایت ہی مہلک مرض ہے۔ ایک تجربہ تو میرا بھی اپنے بہت سے احباب پر ہے کہ ذکر و شغل کی ابتدا میں لذت و جوش کی کیفیت ہوتی ہے مگر بدنظری کی وجہ سے عبادت کی حلاوت اور لذت فنا ہو جاتی ہے اور اس کے بعد

رفتہ رفتہ عبادات کے چھوٹنے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے'' (آپ بیتی ۶/ ۴۱۸)

مثال کے طور پر اگر صحت مند نوجوان شخص کو بخار ہو جائے اور اترنے کا نام ہی نہ لے تو لاغری اور کمزوری کی وجہ سے اس کے لیے چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا، بستر پر پڑے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کو بدنظری کی بیماری لگ جائے وہ باطنی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ نیک عمل کرنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس سے عمل کی توفیق چھن جاتی ہے۔ نیک کام کرنے کی نیت بھی کرتا ہے تو بدنظری کی وجہ سے نیت میں فتور آ جاتا ہے۔ بقول شاعر:

؎ تیار تھے نماز کو ہم سن کے ذکرِ حور
جلوہ بتوں کا دیکھ کر نیت بدل گئی

بدنظری سے قوت حافظہ کمزور ہوتی ہے:

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ غیر محرم عورتوں کی طرف یا نوعمر لڑکوں کی طرف شہوت کی نظر ڈالنے سے قوت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کی تصدیق کے لیے یہ ثبوت کافی ہے کہ بدنظری کرنے والے حفاظ کو منزل یاد نہیں رہتی اور جو طلباء حفظ کر رہے ہوں ان کے لیے سبق یاد کرنا مصیبت ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے قوت حافظہ میں کمی کی شکایت کی تو انہوں نے معصیت سے بچنے کی تلقین کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گفتگو کو شعر کا جامہ پہناتے ہوئے فرمایا:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ
فَاَوْصٰنِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰهِيْ
وَ نُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ

''میں نے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کی، انہوں نے وصیت کی کہ اے طالب علم! گناہوں سے بچ جاؤ کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور کسی گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا''

کالج، یونیورسٹیوں اور مدارس کے طلبا اور طالبات کے لئے اس میں عبرت کا درس موجود ہے۔

بدنظری ذلت وخواری کا سبب ہے:

شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی ذلت و خواری چاہتے ہیں تو اسے خوبصورت چہرے دیکھنے کی عادت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنظری ذلت وخواری کا بنیادی سبب بنتی ہے۔ جو خوش نصیب لوگ اپنی نگاہوں کو پست رکھتے ہیں وہ بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہتے ہیں۔ بقول میر تقی میر:

اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

مرزا غالب کہتے ہیں:

؎ عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

بدنظری سے برکت ختم ہو جاتی ہے:

بدنظری کے بداثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کی زندگی میں سے رزق میں سے اور وقت میں سے برکت اٹھا لی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے کام بڑے بڑے مسئلے بن جاتے ہیں۔ جس کام کی بھی انسان کوشش کرے وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ ظاہر میں لگتا ہے کہ کام ہو جائے گا مگر عین وقت پر ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے اور پریشانی و پشیمانی کا سبب بنتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنے نفس کی

خباثت کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو سونا بن جاتی تھی اب تو سونے کو ہاتھ لگاؤ تو وہ بھی مٹی بن جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بدنظری کی وجہ سے انسان کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

بدنظری کرنے والے سے شیطان پرامید رہتا ہے:

ایک بزرگ کی شیطان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے شیطان لعین سے پوچھا کہ ایسے نقصان دہ عمل کی نشاندہی کرو جس کی وجہ سے انسان بآسانی تمہارے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس مردود نے جواب دیا کہ غیر محرم کی طرف شہوت کی نظر کرنا ایسا کام ہے کہ میں اس بندے سے پرامید رہتا ہوں کہ کبھی نہ کبھی اس کو گناہ میں ملوث کر کے اپنے جال میں پھنسالوں گا۔ جولوگ نگاہیں نیچی رکھتے ہیں میرے بہت سے حربے ان پر کارگر ثابت نہیں ہوتے۔ میں نے چاروں سمتوں سے اولاد آدم کو بہکانے کی قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ نیچے کی سمت محفوظ سمت ہے۔ جس نے نگاہیں جھکائے رکھیں اس نے مجھے ناامید کیے رکھا۔

بدنظری سے نیکی برباد گناہ لازم:

غیر محرم کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے والا عموماً جلد یا بدیر عشق مجازی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ وہ مخلوق کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ بقول شخصے:

توں میرا دین ایمان سجناں

''اے محبوب! تو ہی میرا دین اور ایمان ہے''

یہ عمل شرک خفی کہلاتا ہے۔ جب کہ شرک ایسا گناہ ہے جو کیے ہوئے عملوں کے ضائع ہونے کا سبب بنتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں نیکی برباد گناہ لازم

بدنظری سے اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑکتی ہے:

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

((اَنَا غَیُوْرٌ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ))

''میں غیور ہوں اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیور ہیں۔ غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کے فواحش کو حرام کر دیا ہے''

بدنظری فحش کاموں کا مقدمہ ہے۔ جو اس کا ارتکاب کرتا ہے اللہ جل شانہ کو غیرت آتی ہے۔ اپنے دربار عالی سے اس کو ملعون و مردود کر دیتے ہیں۔ بدنظری کرنے والے کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔ جو لوگ نیک بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ بد نظری سے بچیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہوں۔

بدنظری کرنے والا ملعون ہوتا ہے:

حدیث پاک میں ہے:

((لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرُ اِلَیْہِ)) (بیہقی۔ مشکوٰۃ ۲۷۰)

''اللہ تعالیٰ لعنت برسائے دیکھنے والے پر اور دیکھنے کا موقع دینے والی پر''

جو لڑکیاں بن سنور کر بے پردہ گلی بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور جو لوگ ان کی طرف للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق بنتے ہیں۔ یہ کتنا نقصان عظیم ہے کہ بدنظری والے گناہ کے ارتکاب کے دوران انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا ہے اور لعنتیں برسنے کا موجب بنتا ہے۔ بدنظری والے گناہ سے توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ ادھر موت آئے اور ادھر رحمتوں کی بجائے لعنتیں برس رہی ہوں۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ

''یہ دنیاوآخرت کا خسارہ ہےاورواضح خسارہ ہے''

بدنظری کولوگ خفیف سمجھتے ہیں:

بدنظری اگرچہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اکثر لوگ اس کوخفیف سمجھتے ہیں۔اس لئے بے دھڑک کرتے ہیں۔یہ گناہ اول جوانی میں غلبہ شہوت کی وجہ سے کیا جاتا ہے پھر ایسا مرض اورروگ لگ جاتا ہے کہ لب گورتک نہیں جاتا۔لہٰذا یہ گناہ ہلکا نہیں بلکہ

اِنَّهُ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ ''یہ بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے''

بدنظری سے بدمعاشی تک:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حوادث کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے جیسا کہ آگ اور شعلوں کی ابتدا ایک چنگاری سے ہوتی ہے۔اس لیے شرمگاہ کی حفاظت کے لئے نظر کی حفاظت ضروری ہے'' (الجواب الکافی ۲۰۴)

جولوگ بدنظری کے مرتکب ہوتے ہیں وہی بدمعاشی کا ارتکاب کرتے ہیں۔جو لوگ اپنی نظر کوآزاد چھوڑ دیتے ہیں ان کی شرمگاہ بھی بے قابو ہو جاتی ہے۔پھر انسان کو فحش کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔پس معلوم ہوا کہ آنکھ ابتدا کرتی ہے اور شرمگاہ انتہا کرتی ہے۔

بدنظری سے جسم میں بدبو:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''یہ تو بہت مجرب چیز ہے کہ بدنگاہی سے کپڑوں میں تعفن یعنی بدبو پیدا ہو جاتی ہے'' (آپ بیتی)

بدنظری کتنا مہلک مرض ہے کہ اس کا اثر فوری طور پر ظاہر ہوتا ہے حتیٰ کہ جسم اور کپڑوں سے عجیب قسم کی مہلک بدبو آنے لگتی ہے۔ اس کے بالمقابل جو لوگ اپنی نگاہوں کو پاکیزہ بنا لیتے ہیں اور پاکدامنی کی زندگی گزارتے ہیں ان کے جسموں سے خوشبو آتی ہے۔ حدیث پاک سے بھی اس مضمون کا ثبوت ملتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے جسم اطہر سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محسوس کر لیتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کس راستے سے گزرے ہیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا چھوٹے بچوں کے ذریعے نبی علیہ السلام کے پسینے کے قطرے شیشی میں جمع کروا لیتی تھیں۔ پھر جب اس کو خوشبو میں ملاتی تھیں تو خوشبو کی خوشبو میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

یہی بات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں دیکھی گئی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

كَانَ رِيْحُ اَبِي بَكْرٍ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی تھی''

اس سے معلوم ہوا کہ عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارنے والوں کے جسم میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، جب کہ بدنگاہی اور فحاشی کے مرتکب ہونے والوں کے جسم سے بدبو آتی ہے۔ یورپ امریکہ کا سفر کرنے والے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ فرنگی لوگ دیکھنے میں گورے چٹے ہوتے ہیں، کپڑے صاف ستھرے ہوتے ہیں مگر جہاز میں ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ جائیں تو عجیب سی بدبو ان کے جسم سے آ رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ ''بے شک مشرکین نجس ہوتے ہیں''

ساری دنیا جانتی ہے کہ نجاست میں بدبو ہوتی ہے۔ مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی

نہیں ہے۔

بدنظری کی نقد سزا:

بدنظری کی ایک قسم یہ ہے کہ کسی کے مکان کے سوراخ، کھڑکی یا دروازے سے دیکھا جائے۔ حدیث پاک میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ یہاں تک کہ گھر والے کو اختیار دیا گیا ہے کہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ امْرَأً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَ فْتَهٗ بِحِصَاةٍ فَفَقَأْتُ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ)) (ابن کثیر۳/۲۸۰)

''اگر کوئی بغیر اجازت تمہارے گھر میں جھانکے تو تم اس کو کنکری اٹھا کر مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے''

بدنظری کی وجہ سے قرآن بھول گیا:

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تلبیسِ ابلیس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ ابن اجلا کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں ابوعبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے سے گزرے، پوچھا کیسے کھڑے ہو؟ میں نے کہا، اے چچا! آپ اس خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہیں اسے کیونکر آتش دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ میرے شانوں کے درمیان مارے اور کہا کہ اس بدنظری کا نتیجہ تمہیں ملے گا۔ اگرچہ کچھ مدت گزر جائے۔ میں نے چالیس برس کے بعد اس گناہ کی نحوست دیکھی کہ قرآن مجید مجھ کو یاد نہ رہا۔ (تلبیس ابلیس ۳۴۹)

ابوالادیان کہتے ہیں کہ میں اپنے استاد ابوبکر دقاق کے ساتھ جا رہا تھا۔ ایک نوعمر لڑکے کے چہرے پر میری للچائی نظر پڑی تو شیخ نے فوراً بھانپ لیا۔ فرمایا کہ تم اس کا نتیجہ

پاؤ گے۔ میں کچھ عرصے کے بعد قرآن بھول گیا۔

بدنظری اور تصاویر:

بدنظری کی ایک قسم وہ برہنہ تصاویر دیکھنا ہے جو اخباروں اور کتابوں کی زینت بنتی ہیں یا جنسی مضامین پر مشتمل رسالوں کے سرورق پر چھپتی ہیں۔ فلموں اور ڈراموں میں کام کرنے والی عورتوں کی تصاویر دیکھنا، ٹی وی اناؤنسر کو خبریں سننے کے بہانے دیکھنا، راستہ چلتے سڑک کے کناروں پر لگے ہوئے سائن بورڈ پر بنی ہوئی تصاویر دیکھنا، یا گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ کی تصویر چھپا کر رکھنا اور تنہائی میں گھنٹوں للچائی نظروں سے دیکھنا۔ یا انٹرنیٹ پر پیشہ ور لڑکیوں کی ننگی تصاویر دیکھنا یا فحش مناظر والی سی ڈی پر تصاویر کو دیکھنا سب کا سب حرام ہے۔ بعض لوگ شادی بیاہ کے موقع پر مخلوط محفلوں کی تصاویر اپنے پاس رکھتے ہیں اور دیکھتے دکھاتے ہیں۔ تصاویر دیکھنا زندہ آدمی کو دیکھنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ راہ چلتے غیر محرم کے خدوخال کو اتنا باریک بینی سے نہیں دیکھا جا سکتا جتنا تصاویر کے ذریعے دیکھنا ممکن ہے۔ اس سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کسی بدحال شاعر نے تصویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے

ؔ تری تصویر میں اک بات تجھ سے بھی نرالی ہے
کہ جتنا چاہو بوسے لو نہ جھڑکی ہے نہ گالی ہے

بدنظری اور حسن پسندی کا دھوکہ:

بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ ہم خوبصورت شکلوں صورتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ محض دھوکہ اور شیطانی تلبیس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی جائز اور حلال چیزیں ایسی بنائی ہیں جو اس کی قدرت کا شاہکار ہیں۔ پھولوں کے رنگ برنگ ڈیزائن دیکھیں۔ اس کی نزاکت پر غور کریں۔ اس کی خوشبو سونگھ کر دیکھیں کہ کیسے

دماغ معطر کر دیتی ہیں۔پھلوں کی بناوٹ اوران کی شیرینی پر غور کریں۔

﴿اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ﴾

(دیکھو اسکے پھلوں کی طرف جب پھل لے آئیں)

دریاؤں، آبشاروں مرغزاروں کو دیکھیں۔ زمین کی وسعتیں آسمان کی رفعتیں انسان کو اپنے اوپر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔رب کریم ارشاد فرماتے ہیں

﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَ اِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَ اِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ﴾

''کیا نہیں دیکھتے اونٹ کی طرف کہ کیسے پیدا کیا گیا اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا اور پہاڑوں کی طرف کیسے گاڑے گئے اور زمین کی طرف کہ کیسے پھیلائی گئی''

غور کرنا ہے تو سورج چاند ستاروں کے حسن و جمال کو دیکھیں۔کیا ہوا میں اڑتے خوبصورت پرندے اور پانی میں تیرتی رنگ برنگی مچھلیاں غور کرنے کے لئے کم ہیں؟ فقط انسانوں کے چہرے ہی دیکھنے کے لئے رہ گئے ہیں۔یہ سب عذر لنگ ہے اور عذر گناہ بد تراز گناہ کی مانند ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک مرتبہ ایسے ہی کسی دل کے ہاتھوں مجبور شخص نے یہی عذر کیا کہ حضرت ہم تو خوبصورت چہروں کو اس لیے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صناعی اور قدرت ظاہر ہوتی ہے۔آپ نے اسے بڑا عبرت انگیز جواب دیا، فرمایا پھر تم اپنی والدہ کی شرمگاہ کو دیکھا کرو کہ کس طرح ایک چھوٹے سے راستے سے تمہارے جیسے شخص کو پیدا کیا۔

بدنظری کی نحوست:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا جس کی نگاہ نے راستے میں

خطا کی تھی۔ آپ نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا ما بال اقوام یترشح الزنا من اعینهم (اس قوم کو کیا ہو گیا ہے بے محابا ہمارے پاس چلے آتے حالانکہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے) وہ شخص حیران رہ گیا اور پوچھنے لگا کہ کیا ابھی وحی کا سلسلہ باقی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ تو مومن کی فراست ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

(مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)

اہلِ کشف نے لکھا ہے کہ بدنظری سے آنکھوں میں ایسی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو بصیرت والا شخص پہچان لیتا ہے۔ جب کہ عفیف اور متقی شخص کی آنکھوں میں نور ہوتا ہے۔

بدنظری کا عبرتناک انجام:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایک شخص کا جب مرنے کا وقت ہوا تو لوگ اسے کلمے کی تلقین کرنے لگے تو وہ جواب میں کہنے لگا کہ میری زبان حرکت نہیں کرتی۔ پوچھا کیا وجہ ہے کہنے لگا کہ ایک عورت مجھ سے تولیہ خریدنے آئی تھی مجھے اچھی لگی میں للچائی نظروں سے اسے دیکھتا رہا'' (آپ بیتی: ص ۴۲۰ ج ۶)

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مصر کی جامع مسجد کا مؤذن مینارے پر اذان دینے کے لیے چڑھا۔ ہمسائے کی چھت پر نظر پڑی تو ایک خوبصورت نصرانی لڑکی نظر آئی۔ سوچا کہ نئے کرائے دار معلوم ہوتے ہیں اذان کے بعد تعارف کروں گا۔ اذان دے کر ہمسائے کے دروازے پر پہنچا۔ دستک دینے پر لڑکی کے والد سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو پتہ چلا کہ لڑکی کنواری ہے۔ مؤذن نے کہا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ ہمارا مذہب قبول کرلو، ہم شادی کردیں گے۔ اس مؤذن کے دل پر شہوت کا ایسا بھوت سوار تھا کہ اس نے ہاں کردی۔ لڑکی کے والد نے کہا آپ

اوپر چھت پر آئیں۔ بیٹھ کر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔ مؤذن سیڑھیاں چڑھنے لگا کہ درمیان میں پاؤں پھسلا تو یہ گردن کے بل گرا اور جان نکل گئی۔ بقول شاعر

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

بدنظری پر غیر معینہ سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

''جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو اور جو دلوں میں چھپاتے ہیں''

اس آیت میں بدنظری کے گناہ ہونے کا تذکرہ تو فرمایا مگر کوئی معین ومقرر سزا بیان نہیں کی گئی۔ اس میں راز یہ ہے کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک بے حس لوگ لاتوں کے بھوت ہوتے ہیں جو باتوں سے نہیں بلکہ جوتوں سے ہی مانتے ہیں۔ ان کو دھمکی دی گئی ہے کہ ہم آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں۔ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو خوب سزا دیں گے۔

؎ چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

دوسرے حساس لوگ ہوتے ہیں ان کو پتہ چل جائے کہ ہمارے آقا کو ہمارے کرتوت کی خبر ہوگئی تو شرم کے مارے گڑ جاتے ہیں۔ تو اس آیت میں ان کو شرم دلا دی گئی۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ بدنظری کرنے پر ہر شخص کو اس کی طبیعت کے مطابق سزا دی جائے گی۔ بقول شخصے:

''جیسی روح ویسے فرشتے''

جتنا بے حیا اتنی زیادہ سزا

بدنظری کا اثر دل پر:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کا گناہ نظر بازی سے وجود میں آتا ہے۔ بہت سے لوگ غیر محرم عورتوں اور نوعمر لڑکوں کو للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں تو دل میں ان کے نقش نین کی چھاپ لگ جاتی ہے۔ پھر وہ اپنی خلوتوں میں سوچ اور خیال کے ذریعے ان سے شہوت پوری کرنے کے مزے لیتے ہیں۔ یہ دل کا گناہ آنکھوں کے گناہ سے شدید تر ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے مگر تصور میں کسی غیر عورت کا خیال لائے تو اسے زنا کرنے کا گناہ ہوگا۔

بدنظری اور بے نور چہرہ:

بدنظری کے اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چہرے کو بے نور کر دیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَتَغُضَّنَّ اَبْصَارَكُمْ اَوْ لَتَحْفَظُنَّ فُرُوْجَكُمْ اَوْ لَيَكْسِفَنَّ اللّٰهُ وُجُوْهَكُمْ)) (رواہ الطبرانی، الترغیب والترہیب: ج۳ص۳۷)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تم اپنی نگاہ نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں بدل دے گا''

شکل بدلنے کی ابتدا یہی ہے کہ چہرے کو بے نور کر دیا جائے، خوبصورتی کے باوجود چہرہ بے رونق ہو۔

بدنظری سے پرہیز کا انعام:

جو شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے اسے آخرت میں دو انعام ملیں گے۔ ایک تو ہر نگاہ کی حفاظت پر اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ دوسرا انعام یہ کہ ایسی آنکھیں قیامت کے دن رونے سے محفوظ رہیں گی۔ حدیث پاک میں ہے:

﴿﴿رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾﴾

(الترغیب والترھیب: ج ۳ ص ۳۴)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آنکھ قیامت کے دن روئے گی سوائے اس آنکھ کے جو خدا کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند رہے۔ اور وہ آنکھ جو خدا کی راہ میں جاگتی رہے اور وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے گو اس میں سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلے''

بدنظری میں غایت احتیاط:

بدنظری والے گناہ سے بچنے کے لئے ہر ممکن احتیاط کرنی چاہیے۔ مردوں کے لیے فقط غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کی بات ہی نہیں۔ اگر محرم عورت کو دیکھنے سے شہوت ابھرے تو اس کی طرف بھی نہ دیکھے۔ نوعمر لڑکوں کی طرف بھی نہ دیکھے بلکہ اگر کسی مرد کے چہرے کو دیکھ کر گناہ کا خیال پیدا ہو تو اس کے چہرے کو دیکھنے سے بھی پرہیز کرے۔ یہی معاملہ عورتوں کا ہے کہ ان کے لیے فقط غیر مرد کو دیکھنا ہی منع نہیں بلکہ اگر کسی لڑکی کا چہرہ دیکھ کر دل میں چھپی شہوت بیدار ہوتی ہے تو اس کی طرف بھی نہ دیکھے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ منع فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کسی نوعمر لڑکے کو نظر جما کر دیکھے۔ (تلبیس ابلیس ۳۴۶)

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تم نوعمر لڑکوں کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ ان کا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنے سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ غیر لڑکی کے ساتھ بیٹھنے میں تو کئی رکاوٹیں ہوتی ہیں مگر نوعمر لڑکے کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ لہٰذا فتنے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ عورت کیلیے مرد تک پہنچنے میں کئی

روکاوٹیں ہوتی ہیں مگر ایک عورت کے لیے دوسری عورت کے پاس بیٹھنا تو آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر عورت دل میں خطرہ محسوس کرے کہ فلاں عورت کے پاس بیٹھنے میں گناہ میں ملوث ہونے کا ڈر ہے تو اس سے اسی طرح دور رہے جیسے مرد سے دور رہتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کے چہرے کی طرف بھی نظر نہ اٹھائے۔ زیادہ گفتگو سے بھی پرہیز کرے۔

قدم قدم پہ یہاں احتیاط لازم ہے
کہ منتظر ہے یہ دنیا کسی بہانے کی

بدنظری سے ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے:

جس شخص کو بدنظری کی عادت پڑ جائے وہ شرمگاہ کی حفاظت کبھی نہیں کرسکتا۔ شیطان عجیب انداز سے دھوکہ دیتا ہے کہ تم فقط دیکھتے ہو کرتے تو کچھ نہیں۔ حالانکہ یہی دیکھنا ہی تو کرنے کا مقدمہ ہے۔ ظاہر میں انسان جتنا بھی صاحب استقامت (ہاتھی) ہو اگر بدنظری سے نہیں بچے گا تو ایک نہ ایک دن ضرور پھسل جائے گا۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

بدنظری کے تین بڑے نقصانات:

بدنظری سے انسان کے اندر نفسانی خواہشات کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور انسان اس سیلاب کی رو میں بہہ جاتا ہے۔ اس سے تین بڑے نقصانات وجود میں آتے ہیں۔

﴿۱﴾...... بدنظری سے انسان کے دل میں خیالی محبوب کا تصور پیدا ہو جاتا ہے۔ حسین چہرے اس کے دل و دماغ پہ قبضہ کر لیتے ہیں۔ وہ شخص جانتا ہے کہ میں ان حسین شکلوں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا مگر اس کے باوجود تنہائیوں میں ان کے تصور سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ تو گھنٹوں ان کے ساتھ خیال کی دنیا میں باتیں کرتا ہے۔

معاملہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ

؎ تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

بدنظری کے ساتھ ہی شیطان انسان کے دل ودماغ پر سوار ہو جاتا ہے اور اس شخص سے شیطانی حرکتیں کروانے میں جلدی کرتا ہے۔ جس طرح ویران اور خالی جگہ پر تند و تیز آندھی اپنے اثرات چھوڑتی ہے۔ اسی طرح شیطان بھی اس شخص کے دل پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے تاکہ اس دیکھی ہوئی صورت کو خوب آراستہ ومزین کر کے اس کے سامنے پیش کرے اور اس کے سامنے ایک خوبصورت بت بنا دے۔ ایسے شخص کا دل رات دن اسی بت کی پوجا میں لگا رہتا ہے۔ وہ خام آرزوؤں اور تمناؤں میں الجھا رہتا ہے۔ اسی کا نام شہوت پرستی، خواہش پرستی، نفس پرستی بلکہ بت پرستی ہے۔ یہ شرک خفی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾

''اور اس کا کہنا نہ مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے'' (الکہف ۲۸)

ان خیالی معبودوں سے جان چھڑائے بغیر نہ تو ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے نہ قرب الٰہی کی ہوا لگتی ہے۔ بقول شاعر:

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

﴿۲﴾...... بدنظری کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ انسان کا دل و دماغ متفرق چیزوں میں بٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مصالح ومنافع کو بھول جاتا ہے۔ گھر میں حسین وجمیل نیکو کار اور وفادار بیوی موجود ہوتی ہے مگر اس شخص کا دل بیوی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔ بیوی اچھی نہیں لگتی۔ ذرا ذرا سی بات پر اس سے الجھتا ہے، گھر کی فضا میں بے سکونی پیدا

ہو جاتی ہے، جب کہ یہی شخص بے پردہ گھومنے والی عورتوں کو اس طرح للچائی نظروں سے دیکھتا ہے جس طرح شکاری کتا اپنے شکار کو دیکھتا ہے۔ بسا اوقات تو اس شخص کا دل کام کاج میں بھی نہیں لگتا۔ اگر طالبعلم ہے تو پڑھائی کے سوا ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ اگر تاجر ہے تو کاروبار سے دل اکتا جاتا ہے، کئی گھنٹے سوتا ہے مگر پرسکون نیند سے محروم رہتا ہے، دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ سویا ہوا ہے جب کہ وہ خیالی محبوب کے تصور میں کھویا ہوا ہوتا ہے۔

﴿۳﴾...... بدنظری کا تیسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ دل حق و باطل اور سنت و بدعت میں تمیز کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔ قوت بصیرت چھن جاتی ہے۔ دین کے علوم و معارف سے محرومی ہونے لگتی ہے۔ گناہ کا کام اس کو گناہ نظر نہیں آتا۔ پھر ایسی صورتحال میں دین کے متعلق شیطان اس کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیتا ہے۔ نیک لوگوں سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں حتیٰ کہ اسے دینی شکل وصورت والے لوگوں سے ہی نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ باطل پہ ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور بالآخر ایمان سے محروم ہو کر دنیا سے جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

بدنظری سے متعلق اقوال سلف

﴿۱﴾...... حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (بیہقی۔ مشکوٰۃ ۲۷۰)

(اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں بدنظری کرنے والے مرد اور بدنظری کرنے والی عورت پر)

﴿۲﴾...... حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدھے کے پیچھے چلے جانا مگر کسی عورت کے پیچھے ہرگز نہ جانا (مقصد یہ ہے کہ شیر اور اژدھا پلٹ آیا تو

موت کے منہ میں چلے جاؤ گے اگر عورت پلٹ آئی تو جہنم کے منہ میں چلے جاؤ گے)

﴿۳﴾...... حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ زنا کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے؟ فرمایا، آنکھوں سے۔

﴿۴﴾...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت میں تنہا ہوں تو ایک دوسرے کا قصد کریں گی (بوسیدہ ہڈیوں سے مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے)

﴿۵﴾...... حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نوعمر لڑکے کی طرف نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو سمجھ لو کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

﴿۶﴾...... فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تیس مشائخ سے ملا ہوں جو ابدال شمار کئے جاتے تھے ہر ایک نے مجھے رخصت کے وقت وصیت کی کہ نوعمروں کی ہمنشینی سے بچتے رہنا۔

﴿۷﴾...... ابن ظاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کی شہوت کسی مرد کو دیکھنے سے بھڑکے تو اس کے لئے اس مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

﴿۸﴾...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرید پر پھاڑ کھانے والا شیر جھپٹے تو میں اتنا نہیں ڈرتا جتنا نوعمر لڑکوں کی ہم نشینی سے ڈرتا ہوں۔

﴿۹﴾...... حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بدنظری کرنا قوت حافظہ کے لیے زہرِ قاتل کی مانند ہے۔

﴿۱۰﴾...... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کی نظر قابو میں نہیں اس کا دل قابو میں نہیں اور جس کا دل قابو میں نہیں اس کی شرمگاہ قابو میں نہیں رہے گی۔

بدنظری کا علاج

دور حاضر میں انٹرنیٹ، ٹی وی اور وی سی آر کی وجہ سے گھر گھر میں فلمیں ڈرامے عام ہوگئے ہیں۔ عریانی فحاشی کا سیلاب امڈ آیا ہے۔ جوان العمر عورتیں بن ٹھن کر بے پردہ گلی بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ اشتہار بازی کے نام پر سڑکوں کے اطراف میں عورتوں کی جاذب نظر تصاویر آویزاں ہیں۔ اخبار و رسائل میں پرکشش تصاویر عام سی بات ہے۔ ایسے حالت میں نوجوان تو کیا بوڑھوں کے لئے بھی نظر کی حفاظت ایک مصیبت بن گئی ہے۔ کوشش کے باوجود اس سے نجات کی صورت نظر نہیں آتی۔ جن لوگوں کے دلوں میں ہدایت کا نور موجود ہے وہ اس گناہ کے صادر ہونے پر اندر ہی اندر کڑھتے رہتے ہیں۔ سالکینِ طریقت اپنے مشائخ سے بدنظری کا علاج معلوم کرتے ہیں تاکہ اس بیماری سے شفاء نصیب ہو۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس بیماری سے شفایاب ہونے کے چند مجرب نسخے پیش کردیئے جائیں تاکہ نگاہیں حرام سے ہٹ کر حلال کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ شہوت کی بھڑکتی آگ کے شعلے ٹھنڈے ہوں۔ پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارنی آسان ہو جائے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

بدنظری سے بچنے کے لئے قرآن مجید کی روشنی میں سات نسخے درج ذیل ہیں

﴿۱﴾......ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ﴾

(ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں)

بدنظری کا سب سے بہترین علاج اپنی نگاہوں کو پست رکھنا ہے۔ پس سالک کو چاہیے کہ گلی کوچہ بازار میں چلتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائے۔ پیدل

چل رہا ہو تو سڑک پر نظر رکھے۔ سواری پہ ہو تو نگاہ اتنی اٹھائے کہ دوسری سواریاں اور راہگیروں کے گزرنے کا پتہ چلتا رہے۔ کسی کے چہرے کی طرف نظر نہ اٹھائے چونکہ فتنے کا مبتدا یہی ہوتا ہے۔ اگر نظر خطا کرے تو استغفار پڑھے اور پھر نگاہیں نیچی کرے۔ اس عادت کو اپنانے کے لئے کوشش کرتا رہے حتیٰ کہ یہ زندگی کا حصہ بن جائے۔ اگر دفتری کام کے سلسلے میں یا خرید و فروخت کے معاملے میں کسی عورت سے حسب ضرورت بات کرنی پڑے تو اس کے چہرے کی طرف نظر نہ کرے۔ جس طرح دو ناراض بندے مجبوری میں ایک دوسرے سے بات کریں بھی تو چہروں پہ نظر نہیں ڈالتے، آنکھ سے آنکھ نہیں ملاتے اسی طرح ذہن میں خیال رکھے کہ غیر محرم سے میری اللہ تعالیٰ کے لیے ناراضگی ہے لہٰذا اس کے چہرے کو نہیں دیکھنا۔

۲......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (النساء:۳)

''نکاح کرو عورتوں سے جو تمہیں بھلی لگتی ہوں''

جتنا جلدی ممکن ہو سکے دیندار، فرمانبردار، حسن و جمال والی لڑکی سے شادی کرے تاکہ جنسی ضرورت پوری ہو سکے۔ جو انسان بھوکا ہو وہ چاہے کہ میں نفلیں پڑھ لوں تاکہ بھوک اتر جائے تو اس کو اپنا علاج کروانا چاہیئے۔ بھوک کا علاج یہ ہے کہ روٹی کھائے اور اللہ تعالیٰ سے بھوک اترنے کی دعا کرے۔ اسی طرح نظر کو پاکیزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ شادی کر لے اور اللہ تعالیٰ سے پاکیزہ نظر حاصل ہونے کی دعا کرے۔ جب موقع ملے تو اپنی بیوی کے چہرے کو محبت کی نظر سے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اگر یہ نعمت نہ ملتی تو کتنی مصیبت ہوتی۔ جو شوقیہ نظریں گلی کوچہ بازار میں چلنے والی بے پردہ عورتوں پر ڈالتا ہے وہ اپنی بیوی پر ڈالے۔ بیوی کو صاف ستھرا رہنے کی تلقین کرے، اچھے کپڑے لا کر دے، جو کچھ دوسری عورتوں کے پاس ہے وہی سب کچھ بیوی کے پاس

ہے۔ دل میں سوچے کہ اگر میں غیر محرم کی طرف دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور اگر بیوی کو دیکھوں گا تو وہ راضی ہوں گے۔ حدیث پاک میں ہے۔

جو شخص اپنی بیوی کو مسکراتا ہوا دیکھتا ہے اور بیوی خاوند کو مسکرا کر دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو مسکرا کر دیکھتے ہیں۔ حلال کو جی بھر کر دیکھے تا کہ حرام کی طرف میلان ہی نہ ہو۔ جب بھی نفس غیر محرم کی طرف دیکھنے کی خواہش کرے تصور میں بیوی کا چہرہ لے آئے۔ گناہ کا خیال دل سے دور ہو جائیگا۔

﴿۳﴾......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾ (الاعراف:۲۰۱)

''بے شک جو ڈرتے ہیں، جب ان پر شیطانی لشکروں میں سے کوئی گھیرے تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں پس انہیں سوجھ آجاتی ہے''

اس آیت مبارکہ سے یہ راز کھلتا ہے کہ جب بھی شیطان انسان پر حملہ آور ہو اور دل میں گناہ کا وسوسہ ڈالے تو ذکر کے ذریعے سے اپنا دفاع کرے۔ چنانچہ بازار میں سے گزرتے ہوئے ذکر کا اہتمام کرے۔ ہو سکے تو ہاتھ میں تسبیح رکھ لے ورنہ قلبی ذکر تو کرتا ہی رہے۔ غفلت گناہ کا مقدمہ ہے۔ ذکر کے ذریعے غفلت کو دور کرے۔ ذکر کا نور رفتہ رفتہ دل میں ایسا سرور پیدا کرتا ہے کہ غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

دل کو بیگانہ کرتی ہے دو عالم سے
عجب چیز ہے لذت آشنائی

﴿۴﴾......ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ﴾ (العلق ۱۴)

(کیا جانتے نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے)

سالک کا نفس جب بھی نامحرم کی طرف دیکھنے کا تقاضا کرے تو فوراً سوچے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ نگاہ قابو میں رکھنی آسان ہو جائے گی۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر اس عورت کا باپ یا خاوند ہماری طرف دیکھ رہا ہو تو کیا ہماری نظریں اس حال میں اس عورت کے چہرے کی طرف اٹھ سکیں گی۔ ہمیں جھجک محسوس ہو گی کہ اس عورت کا باپ یا خاوند ہم سے سخت ناراض ہو گا۔ اسی طرح یہ سوچنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور منع فرمایا ہے کہ ہم غیر محرم کی طرف نظر نہ اٹھائیں۔ اس کے باوجود اگر ہم دیکھیں گے تو یقیناً پروردگار عالم کو جلال آئے گا۔ اگر پکڑ کر لی تو ہمارا کیا بنے گا۔

﴿۵﴾...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ٦٩)

(جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ضرور اسے اپنا راستہ دکھاتے ہیں)

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کی خاطر نفس کے خلاف کام کرنے کو مجاہدہ کہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مجاہدے سے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا جب بھی نفس غیر محرم کی طرف دیکھنے کا تقاضا کرے تو اپنی قوت ارادی سے اس کے خلاف کرے، ذہن میں یہ رکھے کہ اس مجاہدے کے بدلے مجھے محبوب حقیقی کا مشاہدہ نصیب ہو گا۔ ویسے بھی یہ مجاہدہ چند لمحوں کا ہوتا ہے جب کہ مشاہدے کی لذت ہمیشہ کے لیے ہو گی۔ یاد رکھیں کہ ضبط نفس کے نور سے دل بہت جلدی صاف ہوتا ہے۔ تسبیح کے دانے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمت ہارنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا ہمت کرنے سے مسئلہ حل ہو گا، پس اپنے نفس پر جبر کرے اور اسے شریعت کی لگام ڈالے تاکہ قیامت کے دن سعادت کا ہار پہننا نصیب ہو۔

﴿٦﴾...... ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو)

سالک اپنے ذہن میں یہ خیال جمائے کہ میری آنکھیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہیں۔ مجھے اس امانت کو حکم الٰہی کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو امانت میں خیانت کا مرتکب ہوں گا۔ عام دستور ہے کہ جو بندہ ایک مرتبہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہو تو دوسری مرتبہ اس کو امانت سپرد نہیں کی جاتی۔ ایسا نہ ہو کہ میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بینائی کو غیر محرم کے دیکھنے میں استعمال کروں اور قیامت کے دن مجھے بینائی واپس ہی نہ کی جائے۔ اگر اس دن اندھا کھڑا کر دیا تو کیا بنے گا۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اندھا کھڑا کریں گے اور وہ پوچھیں گے کہ

﴿رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا﴾

(اے رب مجھے کیوں اندھا کھڑا کیا حالانکہ میں تو بینا تھا)

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ہم دنیا میں ایسے وقت میں پیدا ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی زیارت نہیں کر سکے۔

اگر قیامت کے دن اندھے کھڑے کیے گئے تو اس دن بھی محبوب خدا ﷺ کا دیدار نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس دوہری محرومی سے ہم سب کو بچائے۔ لہٰذا نگاہوں کا ٹھیک استعمال کرنا ضروری ہے تاکہ قیامت کے دن یہ امانت دوبارہ نصیب ہو جائے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے) (الجامع الصغیر: ج۱،ص ۲۶۳) اس مضمون کو ذہن میں رکھ کر سوچے کہ اگر میں نے دنیا کے حسینوں کو گندی نظر سے دیکھا تو کہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرنے سے محروم نہ کر دے۔

(۷) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (الحدید)

''کیا ایمان والوں پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں اور جو اترا ان پر سچا دین''

سالک کا نفس جب بھی بدنظری کا ارتکاب کرنا چاہے تو فوراً دل میں اس آیت کا مفہوم سوچے کہ کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ڈر جائیں۔ جب جب نظر اٹھانے کو جی چاہے تب تب اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہے۔ کیا ایمان والوں کیلیے ابھی اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے کا وقت نہیں آیا۔ ہر نظر پہ یہ مضمون سوچتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا ڈر عطا فرمائیں گے اور بدنظری سے سچی توبہ نصیب ہو جائے گی۔

حدیث پاک کی روشنی میں:

نبی علیہ السلام نے نظر کی حفاظت کے متعلق بہت تاکید فرمائی۔ انسانی چہرے کی کشش تو اپنی جگہ ہوتی ہے نبی علیہ السلام نے تو جانوروں کی شرمگاہ دیکھنے سے بھی منع فرمایا۔ نظر کو شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر کہا۔ حدیث پاک پر غور کرنے سے دو اہم نسخے بدنظری کے علاج سے متعلق نظر آتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱)...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی غیر محرم پر اچانک نظر پڑ جائے اور اس کا حسن و جمال دل میں اتر جائے تو چاہیے کہ گھر آ کر اپنی بیوی سے ہمبستری کرے۔ جو کچھ اس غیر محرم کے پاس ہے وہی سب کچھ بیوی کے پاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال طریقے پر اپنی ضروریات کو پورا کر لینے سے حرام سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۲)......ایک نوجوان نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ۔ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ نبی علیہ السلام نے ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے پیار سے فرمایا کہ یہ بتاؤ کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری والدہ سے زنا کرے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری بیوی سے زنا کرے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری بیٹی سے زنا کرے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے بھی تم زنا کرو گے وہ کسی کی ماں ہوگی، بیوی ہوگی، بہن ہوگی یا بیٹی ہوگی۔ جیسے تمہیں پسند نہیں کہ کوئی تمہاری محرم عورتوں سے زنا کرے اسی طرح دوسرے لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی محرم عورتوں سے زنا کرے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی عفت وعصمت کی حفاظت کی دعا مانگی۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سینے سے زنا کا تقاضا بھی ختم ہو گیا بلکہ مجھے زنا سے اتنی نفرت ہوگئی کہ اتنی نفرت کسی اور گناہ سے نہیں تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ سالک بدنظری کے موقع پر یہ سوچے کہ جس طرح میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ میری محرم عورتوں کی طرف شیطانی نظر سے دیکھیں اسی طرح اور لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ میں ان کی عورتوں کو للچائی نظروں سے دیکھوں۔ اس سے دل کو ٹھنڈک اور سکون نصیب ہوگا۔ بدنظری کا داعیہ کمزور ہو جائیگا۔ مزید برآں کسی شیخ کامل سے رابطہ ہو تو اس بیماری کا تذکرہ ان کے سامنے کریں اور دعا وتوجہ کی درخواست کریں۔ مشائخ کرام نبی علیہ السلام کے نائب ہوتے ہیں۔ ان کی توجہات سے دلوں کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں۔ نفسانیت کی پستیوں سے نکل کر انسان روحانیت کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ ان کی صحبت دوا اور ان کی نظر شفا ہوتی ہے۔

اقوال سلف کی روشنی میں:

مشائخ کرام نے اپنے مریدین ومتوسلین کو بدنظری سے بچنے کے لیے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ بنیادی طور پر انہیں دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) خیال بدلنا:

جب بھی انسان کا نفس غیر محرم کی طرف دیکھنے کا تقاضا کرے تو سالک کو چاہیے کہ اپنا دھیان غیر محرم کی طرف سے ہٹا کر دوسری طرف جمالے۔ ذہن میں ارادۃً کوئی خیال سوچیں گے تو غیر محرم کا خیال خود بخود دور ہو جائیگا۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

⊙......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے عزیز! جان لو کہ جب کوئی غیر محرم سامنے سے گزرے تو شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اس پر نظر ڈال اور دیکھ کہ کیسی ہے۔ اس وقت شیطان سے مناظرہ کرنا چاہیے کہ میں کیوں دیکھوں؟ اگر یہ بدصورت ہے تو میں گناہ بے لذت کا مرتکب ہوں گا۔ اگر خوبصورت ہے تو گناہ کے ساتھ ساتھ دل میں حسرت بھی پیدا ہوگی کہ کاش یہ مجھے حاصل ہوتی۔ ہر عورت تو حاصل ہو نہیں سکتی۔ لہٰذا دل کو افسردہ کرنے کا کیا فائدہ۔ پس دل یہی فیصلہ کریگا کہ نہ دیکھو نہ گناہ کا ارتکاب ہو نہ ہی دل افسردہ ہو۔ دل کا اطمینان گنوانا عقلمند کا کام نہیں۔

⊙......حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب کسی حسین کی طرف طبیعت مائل ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ فوراً کسی ایسے شخص کا تصور باندھو کہ جس کا رنگ کالا ہے، چیچک کے داغ ہیں، آنکھوں سے اندھا ہے، سر سے گنجا ہے، دانت لمبے اور آگے کو نکلے ہوئے ہیں، ہونٹ موٹے موٹے ہیں، ناک بہہ کر ہونٹوں تک پہنچ چکی ہے مکھیاں بیٹھی ہوئی ہیں، تو طبیعت میں سخت کراہت پیدا ہوگی یہ کراہت ونفرت اس جنسی میلان کو ختم کردے گی جو حسین کو دیکھ کر قلب میں پیدا ہوا تھا۔

کبھی کبھی یہ تصور بھی کرے کہ یہ حسین جب مرے گا اور قبر میں جائیگا تو اسکا نازک بدن گل سڑ جائے گا، کیڑے اسے کھائیں گے، سخت بدبو پیدا ہوگی، لہٰذا اپنے رب کو ناراض کیوں کروں۔

⊙......ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی حسین وجمیل کی طرف طبیعت مائل ہو تو فوراً اس کے بڑھاپے کا تصور کرے کہ کمر جھکی ہوگی، ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوگا، بینائی انتہائی کمزور ہوگی، سماعت ختم ہوگی، نہ منہ میں دانت ہوگا نہ پیٹ میں آنت ہوگی، بیٹھے بیٹھے پیشاب نکل جایا کرے گا، چہرہ چھوہارے کی طرف بن جائے گا، لہٰذا اس کو دیکھ کر میں رب کو کیوں ناراض کروں۔

⊙......ایک بزرگ فرمایا کرتھے تھے کہ جب کسی حسین وجمیل کی طرف دیکھنے کو دل چاہے تو فورا تصور کرے کہ میرے شیخ میری طرف دیکھ رہے ہیں تو طبیعت میں جھجک پیدا ہو جائے گی نظر ہٹ جائے گی۔ پھر سوچے کہ اگر میرے شیخ اس عمل کو دیکھیں تو کس قدر ناراض ہوں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو حقیقت میں دیکھ رہے ہیں تو وہ کتنا ناراض ہوں گے۔ اس سے بدنظری سے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔

(۲)......نفس کو سزا دینا:

بدنظری سے بچنے کے لیے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر سزا مقرر کرے کہ اگر بدنظری کی تو تمہیں یہ سزا دونگا۔ چونکہ سزا کی تکلیف زیادہ ہوگی بہ نسبت بد نظری کی لذت کے۔ لہٰذا وقت کے ساتھ ساتھ نفس بدنظری کی عادت سے رک جائے گا۔

⊙......حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بدنظری کا مرتکب ہونے پر بیس رکعت نفل پڑھنے کی سزا متعین کرلے۔ ایک دو دن میں ہی نفس چیخ اٹھے گا اور بدنظری سے باز آجائے گا۔ شیطان بھی کہے گا کہ یہ شخص ایک مرتبہ بدنظری کرنے پر ۴۰ مرتبہ

سجدہ کررہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے گناہ نیکیوں میں بدل دیے جائیں۔ میری زندگی بھر کی محنت ضائع جائے گی۔ لہٰذا اس شخص کو بدنظری کے لئے اکسانا ہی نہیں چاہیے۔

⊙......ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو کھانے پینے کا چسکا ہو اسے چاہیے کہ تین روزے رکھنے کی سزا متعین کرے۔ جب بھوکا پیاسا رہے گا تو سب خرمستیاں رفو چکر ہو جائیں گی۔

⊙......ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ بدنظری کرنے والا اگر غریب شخص ہے تو اپنے اوپر کچھ مال صدقہ کرنے کا جرمانہ مقرر کرے۔ جب اپنی ضرورتوں کو قربان کر کے مال صدقہ کرنا پڑے گا تو سب نشہ ہرن ہو جائے گا۔

⊙......ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ نفس میں بدنظری کا داعیہ پیدا ہو تو تنہائی میں اپنی پیٹھ پر کپڑے کا بنا ہوا کوڑا متعدد مرتبہ مارے اور سوچے کہ جب قیامت کے دن فرشتے کوڑے لگائیں گے تو کیا بنے گا۔ اس طریقے سے چند دنوں میں بدنظری کی عادت ختم ہو جائے گی۔

راقم الحروف کے چند مزید مجرب نسخے:

درج ذیل میں چند مزید نسخے پیش کیے جاتے ہیں جن سے راقم الحروف اور متعلقین نے بہت فائدہ پایا۔ قارئین ان نکات کو ذہن نشین کر کے فائدہ اٹھائیں۔ آزمودہ پائیں گے۔

۱ بدنظری کے موقع سے بچے:

سب سے بڑی احتیاط یہی ہے کہ جن مواقع پر بدنظری کا امکان ہو ان سے گریز کرے۔ شادی بیاہ کے موقع پر مخلوط محفلوں میں ہرگز نہ جائے۔ کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں تو وہ راستہ اختیار کرے جس میں بدنظری کا امکان کم ہو۔ کسی گھر کا دروازہ

کھٹکھٹائے تو سامنے سے ہٹ کے کھڑا ہوا یسا نہ ہو کہ کوئی بچہ دروازہ کھولے اور بے پردگی ہو۔ ہوائی جہاز وغیرہ پر سفر کے دوران ٹکٹ کاؤنٹر پر جہاں مرد ہو وہاں جائے تاکہ عورت سے بات چیت کا موقع ہی پیش نہ آئے۔ کار میں سفر کرتے ہوئے اطراف کی گزرنے والی گاڑیوں پر نظر نہ جمائے ممکن ہے بے پردہ عورت بیٹھی ہو تو بدنظری ہو جائے گی۔ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت کھنکھار کر ایسی آواز پیدا کر دے کہ اگر کوئی غیر عورت موجود ہے تو وہ پردہ کر لے۔ بس ٹرین اور ہوائی جہاز کے سفر کے دوران کوئی دلچسپ کتاب اپنے پاس رکھے اور اسے پڑھتے ہوئے وقت گزار دے۔ جب تھک جائے تو سو جائے۔ نیند نہ آئے تو مراقبہ کی نیت کر کے بیٹھا رہے۔ آنکھیں کھولنے سے مسافر خواتین پر نظر پڑنے کا اندیشہ ہوگا۔ راستہ چلتے نگاہ اس طرح نیچی رکھے کہ قریب سے گزرنے والوں کے پاؤں سے اندازہ ہو کہ مرد ہے یا عورت ہے۔ ہر وقت یہ ذہن میں رکھے کہ عورتوں نے ہم سے پردہ نہیں کرنا ہم نے عورتوں سے پردہ کرنا ہے۔ طواف کے دوران نظروں کو قدموں پر جمائے رکھے۔ ہرگز ہرگز اوپر نہ اٹھنے دے۔ محلے کی وہ جگہ جہاں تنور وغیرہ پر عورتیں ہوتی ہیں اس مکان کی طرف نظر ہی نہ اٹھائے۔ تفریح گاہوں میں اوّل تو جائے نہیں اگر مجبوری میں جانا پڑے تو ایسا وقت اور ایسے دن کا انتخاب کرے کہ لوگ نہ ہونے کے برابر ہوں۔ اگر کسی ایسے دفتر یا ائر پورٹ لاؤنج وغیرہ میں انتظار کے لیے بیٹھنا پڑے جہاں ٹی وی چل رہا ہو یا عورتوں کی تصویریں لگی ہوں تو ارادۃً ان کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے۔ سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے فلمی بورڈوں یا اشتہاری بورڈوں پر نظر نہ ڈالے۔ موٹر سائیکل یا کار چلاتے ہوئے اگر رکشہ تانگہ سامنے ہو تو اس میں بیٹھی خواتین کی طرف نظر نہ اٹھنے دے۔ جس سڑک یا گلی میں لڑکیوں کا سکول کالج ہو اس سے گزرنا چھوڑ دے تو بہتر ہے۔ کفار کے ملک میں سفر کرنا پڑے تو بہتر ہے کہ لوگوں کے چہروں پر نظر ہی نہ ڈالے۔ اوّل تو موسم گرما میں ان کے جسم

آدھے سے زیادہ ننگے ہوتے ہیں۔ اگر موسم سرما میں جسم پر کپڑے ہوں بھی تو مرد عورت کے درمیان پتہ ہی نہیں چلتا کئی مرتبہ لباس ایک جیسا ہوتا ہے، عورتیں کوٹ پتلون پہنتی ہیں ٹائی لگاتی ہیں، مردوں کی مانند بال کٹواتی ہیں، اس مصیبت سے بچنے کا حل یہی ہے کہ نگاہیں جھکائے اور اپنا ایمان بچائے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ التجا کرے کہ یاالٰہی!

غمِ حیات کے سائے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں مرے مولیٰ
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

۲ بیوی کو خوش رکھے:

اپنی بیوی کے ساتھ محبت والفت کا برتاؤ رکھے۔ اس کے پہننے اوڑھنے وغیرہ کا خیال رکھے جب بیوی گھر میں خاوند کو محبت و پیار دے گی خدمت کرے گی مسکراہٹوں سے استقبال کرے گی تو خاوند کی طبیعت غیر محرم کی طرف متوجہ نہیں ہوگی۔ ذرا غور کریں اس صورتحال پر کہ جب میاں بیوی کا روزانہ گھر میں جھگڑا ہو۔ پریشان حال خاوند دفتر میں بغیر ناشتہ کیے پہنچ جائے۔ وہاں اس کی بے پردہ کارکن خاتون مسکرا کر انتہائی ہمدردانہ لہجے میں پوچھے کہ سر! آپ کیسے ہیں؟ تو اس لڑکی کی مسکراہٹ خاوند کی ازدواجی زندگی میں زہر گھول دیتی ہے۔ اس صورتحال میں ہنستے بستے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ جب گھر میں خوبصورت بیوی جھگڑے کرتی رہے تو باہر کی کالی کلوٹی عورت بھی حور پری نظر آنے لگتی ہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ گھر میں الفت ومحبت کا ماحول رہے تاکہ باہر کی گندگیوں سے بچنا آسان ہو۔ عام طور پر بدنظری کے مرتکب وہی ہوتے ہیں جن کی بیوی نہیں ہوتی یا بیوی ہوتی ہے مگر وہ بیوی سے جنسی طور پر مطمئن نہیں

ہوتے۔قرآن مجید نے بیوی کا مقصد بتایا ہے ﴿لِتَسْكُنُوْآ اِلَيْهَا﴾ (تاکہ تم اس سے سکون پاؤ) اور جو بیوی پرسکون خاوند کو پریشان کر دے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دے گی۔آج کا نوجوان اگر بیوی کو اس شوق سے دیکھے جس شوق سے ٹی وی کو دیکھتا ہے تو بیوی جنت کی حور نظر آنے لگ جائے گی۔سنا ہے کہ غلبہ محبت میں زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا تھا۔اسے دنیا میں یوسف کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔جب بیوی اور خاوند میں ایسی سچی محبت ہوگی تو خاوند کی کسی غیر محرم پر نظر ہی نہیں پڑے گی۔

۳ اپنے آپ کو بے طمع کرلے:

سالک بار بار اپنے دل میں یہ خیال جمائے کہ میں اللہ رب العزت کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔میری غیر محرم پر اٹھنے والی ہر نظر مجھے میرے محبوب حقیقی سے دور کرے گی۔جبکہ غیر محرم سے ہٹنے والی ہر نظر مجھے محبوب حقیقی کا قرب نصیب کرے گی۔لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کو اپنے لیے چن لیا ہے۔اس کی محبت میں آکر میں نے غیر محرم کی طرف دیکھنے سے توبہ کر لی ہے۔اب جو کوئی بے پردہ عورت سامنے آئے گی مجھے اس سے کوئی طمع نہیں۔وہ نیلی ہے پیلی ہے یا پتلی ہے یا موٹی ہے۔گوری ہے یا کالی ہے حور ہے یا ڈائن ہے کسی اور کے لیے ہے میرے لیے نہیں۔جب مجھے اس سے کوئی مطلب پورا نہیں کرنا تو دیکھنے کا کیا فائدہ۔

گلی بازار سے گزرتے ہوئے جب نفس غیر محرم کی طرف دیکھنے کی خواہش کرے تو فوراً اپنے دل میں یہ خیال دہرائے کہ مجھے اس سے کوئی طمع نہیں۔آپ نے تجربہ کیا ہوگا کہ اگر کسی بس میں یا انتظار گاہ میں کوئی مرد آپ کے قریب والی کرسی پر بیٹھ جائے تو آپ کو محسوس ہی نہیں ہوتا اور اگر کوئی عورت بیٹھ جائے تو ذہن منتشر ہو کر اسی کے متعلق سوچنا شروع کر دیتا ہے۔یہ سب اس لیے کہ نفس میں طمع ہوتی ہے،اگر وہی بوڑھی عورت ہو تو پرواہ ہی نہیں ہوتی۔یہ ثبوت اس بات کا ہے کہ نفس میں خباثت ہوتی ہے۔

لہٰذا اس ہوس کو دل سے ارادۃً دور کرنے کی کوشش کرے۔ رات کے آخری پہر میں تہجد کے بعد اللہ رب العزت سے دعا مانگے اے مالک مجھے غیر محرم سے بے طمع کر دے، اے وہ ذات جس کی انگلیوں میں انسانوں کے قلوب ہیں میرے دل سے غیر محرم کی ہوس نکال دے تا کہ میرے لئے غیر محرم میں اور دیوار میں کوئی فرق نہ رہے، اس کی برکت چند دنوں میں ظاہر ہو کر رہے گی۔ آزمائش شرط ہے۔

﴿۴﴾ حور کی خوبیوں کا تصور:

اگر نفس غیر محرم کی طرف دیکھنے کی خواہش کرے تو سالک اپنے دل میں حور کی خوبیوں کا تصور کرے مثلاً

☆ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ (خیمہ میں رکی رہنے والی حوریں)

☆ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (نیچی نگاہ رکھنے والی)

☆ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌ (ان سے کسی آدمی یا جن نے قربت نہیں کی)

☆ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (حیض ونفاس سے پاک بیبیاں)

☆ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (یاقوت ومرجان جیسے موتیوں کی طرح)

ان تمام صفات کو مدنظر رکھ کر غیر محرم کے متعلق سوچے کہ کبھی حیض کا بدبودار خون جاری ہے کبھی نفاس کا جاری ہے، روزانہ کئی بار پیشاب پاخانے کی گندگی پیٹ سے نکلتی ہے، ناک صاف کرتی ہے، منہ سے بلغم خارج ہوتا ہے، بغلوں سے پسینے کی بو آتی ہے، سر میں جوئیں پڑی ہوئی ہیں، چند دن نہ نہائے تو جسم سے بدبو آئے، مسواک نہ کرے تو منہ سے بدبو آئے، بیمار ہو تو چند دن میں لاغر ہو جائے، بوڑھی ہو گی تو چہرہ چھوہارے کی طرح بن جائے گا، منہ میں دانت نہیں رہیں گے، پیٹ میں آنت نہیں رہے گی، کمر جھکا کے چل رہی ہو گی، منہ سے الفاظ پورے نہیں نکلیں گے، پوشیدہ حصوں کے بال نہ صاف کرے تو جنگل کا نمونہ بن جائے، ہر وقت پیٹ میں پاخانے اور پیشاب کی گندگی

اٹھائے پھر رہی ہے، کیا ایسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر میں اپنے پروردگار کو ناراض کروں؟ جنت کی نعمتوں اور حوروں سے محروم ہو جاؤں؟ وہ حور جو ہمیشہ باکرہ رہے گی، موتیوں کی طرح چمکتی ہوگی، جسم کے ہر حصے سے خوشبو آئے گی، پاک وصاف ہوگی، اگر لعاب کھاری پانی میں ڈالے تو میٹھا ہو جائے، اگر انگلی عرش سے نیچے نکالے تو سورج کی روشنی مانند پڑ جائے، اگر مسکرا کر بات کرے تو مردہ بھی زندہ ہو جائے، جس کو کسی غیر نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا، جس کے دل میں محبت کے اٹھتے ہوئے جذبات کو انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے گا، نہ بیماری ہوگی نہ خواری ہوگی، بالا خانے میں بیٹھی خاوند کا انتظار کر رہی ہوگی۔ میں ایسی باوفا حسین وجمیل بیوی سے غیر محرم کی طرف ایک نظر اٹھا کر دیکھنے کی خاطر محروم ہو جاؤں یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ پس دنیا میں میرے لئے میری بیوی ہے اور آخرت میں میرے لئے حوریں ہیں۔ گلی بازار میں پھرنے والیوں سے مجھے کوئی طمع نہیں ہے۔ میں غیر محرم سے ہر ہر نظر بچاؤں گا۔ اپنے رب کو مناؤں گا اور حوروں کا حقدار بن جاؤں گا۔

﴿۵﴾ دیدارِ الٰہی سے محرومی کا تصور کرو:

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جنت میں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ بعض کو ایک مرتبہ ہوگا۔ بعض کو ہر سال ہوگا۔ بعض کو ہر مہینہ ہوگا۔ کسی کو ہر جمعہ کے دن ہوگا۔ اور بعض لوگوں کو ہر روز ہوگا۔ ایسے میں وہ شخص جو دنیا میں نابینا پیدا ہوا اور اس نے نیکوکاری اور پرہیز گاری اور صبر شکر والی زندگی گزاری۔ اسکو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ میرا وہ بندہ ہے جس نے دنیا میں کسی غیر کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھا اب یہ جب چاہے میرے چہرہ انور کا دیدار کرے۔

بعض علما نے لکھا ہے کہ جو شخص دنیا میں اللہ کی رضا کی خاطر غیر محرم سے اپنی نظروں

کی حفاظت کریگا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ہر ہر نظر کے بدلے ایک ایک مرتبہ اسے اپنے چہرہ انور کا دیدار عطا فرمائیں گے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اس مضمون کا مراقبہ کرے اور اپنے دل کو سمجھائے کہ میں چند لمحوں کی بدنظری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کیوں ہو جاؤں؟

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جنت میں عمل کا اجر اسی کی جنس سے ہوگا۔ لہٰذا جو شخص غیر محرم کے چہرے سے آنکھ ہٹائے گا اسے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت نصیب ہوگی۔ سالک کو چاہیے کہ غیر محرم سے نظریں ہٹائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا حقدار بن جائے۔

۶ اپنی ماں بیٹی کا تصور کرو:

انسان کا نفس غیر محرم کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنا چاہے تو فوراً دل میں ماں یا بیٹی کا تصور کرے اور اس کے متعلق سوچنا شروع کر دے۔ یہ اتنے مقدس رشتے ہیں کہ نفسانیت کے تقاضے اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جس طرح پانی ڈالنے سے آگ کے شعلے بجھ جاتے ہیں۔ مگر یہ عمل باحیا اور باشرع لوگوں کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔

۷ آنکھوں میں سلائی پھرنے کا تصور کریں:

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ بدنظری کرنے والا جہنم میں پہنچے گا تو فرشتے اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالیں گے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ لوہے کی سلاخیں گرم کر کے اس کی آنکھوں میں گھونپ دیں گے۔ جب سالک کا نفس بدنظری پر اکسائے تو سالک اپنے ذہن میں تصور کرے کہ وقتی لذت کی خاطر میری آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری جائیں گی تو کیا حال ہوگا۔ چند دن متواتر یہ تصور کرنے سے نفس کی خباثت ختم ہو جائے گی۔

۸ اصول کی بات:

جن لوگوں کو بدنظری کی پرانی عادت ہوتی ہے اور ابتدائی نسخوں سے ان کے نفس کی ہٹ دھرمی دور نہیں ہوتی انہیں چاہیے کہ اپنے نفس کو سمجھائیں کہ اللہ رب العزت کے ہاں ایک اصول ہے۔ جو شخص کچھ گناہ کا ارتکاب شروع کرے تو اوّل تو رب کریم اس کے ساتھ حلم اور بردباری کا معاملہ فرماتے ہیں۔ اگر بندہ پیچھے نہ ہٹے تو کچھ عرصہ ستاری کا معاملہ فرماتے ہیں۔ اگر پھر بھی آگے بڑھتا جائے تو سزا کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اور جس بدنصیب کے لئے سزا کا ارادہ کرلیں پھر اس کو تگنی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل کر دیتے ہیں۔ دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا یوں سوچنا شروع کرے کہ میں بہت عرصے سے بدنظری والے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہوں، ابھی تک اللہ تعالیٰ ستاری کا معاملہ فرما رہے ہیں، اگر سزا کا ارادہ کرلیا تو میں دین دنیا میں برباد ہو جاؤں گا، کہیں کا نہیں رہوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (الحج:۱۸)

''جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں''

اس آیت کا تصور کرنے سے بدنظری کی عادت سے جان چھوٹ جاتی ہے۔

۹ اپنے نفس سے مناظرہ:

جب انسان کا نفس بدنظری کی کوشش کرے تو اپنے نفس سے یوں مناظرہ کرنا چاہیے، اے نفس! تیرا نام اتنا بلند مگر تیری حرکتیں اتنی پست ہیں، تو مخلوق کی نظر میں اللہ کا دوست ہے مگر اللہ کے دشمنوں والے کام کر رہا ہے، تو ظاہر میں مؤمن ہے باطن میں فاسق ہے، تو اوپر سے لا الٰہ ہے اندر سے کالی بلا ہے، تو ظاہر میں اللہ کا بندہ ہے تنہائی میں شیطان کا پجاری ہے، تیری زبان اللہ کی طلبگار ہے تیری آنکھ کو غیر محرم سے پیار ہے تو

مخلوق کی نظر میں صوفی صافی ہے مگر خالق کی نظر میں قابل معافی ہے، تیرے ظاہر پہ سنت سجی ہوئی ہے تیرے باطن میں شہوت بھری ہوئی ہے، مخلوق کی نظر سے تیری حرکتیں پوشیدہ ہیں مگر خالق حقیقی کی نظر میں آشکارا ہیں، تو ظاہر میں جنت کا طالب ہے مگر درحقیقت جہنم کا خریدار ہے، بہتر یہی ہے کہ خسارے کی تجارت سے باز آ، گھاٹے اور نقصان کے سودے سے پیچھے ہٹ جا، اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے، شاید یہ تیری مہلت کا آخری دن ہو۔ بعد میں حسرت وافسوس کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

؎ اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

چند مرتبہ نفس کے ساتھ اس طرح مناظرہ کرنے سے بدنظری میں خاطر خواہ کمی آئے گی۔

⑩ مراقبہ معیت:

جب انسان کا نفس بدنظری سے باز نہ آئے تو سالک معیت الٰہی کا استحضار پیدا کرنے کے لیے ہر نماز کے بعد چند لمحے اپنے دل میں آیت کریمہ کا مضمون سوچے کہ

﴿هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾

(وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو)

پھر اپنے نفس کو سمجھائے کہ دیکھو تم اللہ تعالیٰ کی نظر سے کہیں بھی اوجھل نہیں ہو سکتے، جب تم غیر محرم کو دیکھ رہے ہوتے ہو پروردگار تمہاری طرف دیکھ رہا ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بردباری ہے کہ تمہاری پکڑ نہیں فرمارہے اگر یہی کچھ کرتے رہے تو بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، یہ نظر کے تیر تمہیں روحانی موت ملنے کا سبب بنیں گے، ادلے کا بدلہ ہو کے رہتا ہے تم غیر عورت کو للچائی نظروں سے دیکھتے ہو کوئی تمہاری عورتوں کو ایسی

نظروں سے دیکھے گا، اے نفس! یہ بات اچھی طرح جان لے کہ

ع جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

انشاءاللہ اس مراقبہ کو کرنے سے، اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگی اور بدنظری سے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔

ایک مغالطہ:

بعض نوجوان یہ چاہتے ہیں کہ نفس میں غیر محرم کی طرف دیکھنے کا خیال اور تقاضا ہی پیدا نہ ہو۔ اس کے حاصل نہ ہونے پر بہت پریشان ہوتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ذکر و مراقبے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے اگر نفس میں بدنظری کی خواہش ہی نہ رہے تو اس سے بچنا کونسی بہادری ہے۔ اندھا کہے کہ میں غیر محرم کو نہیں دیکھتا تو یہ کونسی فخر کی بات ہے۔ مزہ تو یہ ہے کہ بھرپور شہوت کے باوجود گناہ سے بچ جائے۔ دل میں ندامت و شرمندگی کا پیدا ہونا اور غیر محرم کی طرف نظر اٹھانے سے بچ جانا یہی بہت بڑا جہاد ہے۔ یہ سب کچھ زندگی بھر کرنا پڑتا ہے اور اپنی کوتاہیوں پہ رونا دھونا پڑتا ہے۔ جب اس حال میں مریں گے تو قبر میں پرسکون نیند آئے گی۔ شاید فرشتے منکر نکیر آپس میں یوں گفتگو کریں:

ع سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے

باب ۳

حجاب کا حکم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر عقل کا نور عطا کیا ہے۔ اسی عقل سلیم کی وجہ سے انسان اور حیوان کی زندگی میں بنیادی فرق ہے۔ کھانا پینا اور بیوی بچے والے کام میں انسان اور حیوان سب برابر ہیں۔ مکان بنا کر رہنے میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ انسانی ضروریات زیادہ ہیں لہٰذا اسے پر تعیش فلک بوس عمارات کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ جانوروں کی زندگی سادہ ہے، ان کے رہنے کی جگہیں بھی معمولی ہوتی ہیں، چڑیا گھونسلہ بنا کر رہتی ہے، سانپ بل میں گھستا ہے تو شیر کھچار میں آرام کرتا ہے۔

رہ گئی بات آپس کے رہن سہن کی تو اس میں جانور انسان سے پیچھے نہیں ہیں۔ چیونٹی کی زندگی میں اتفاق واتحاد کی اعلیٰ مثال ہے، شہد کی مکھیوں میں آداب سلطانیہ کی انتہا ہے، پرندوں کی زندگی میں ذکر وعبادت ہے، البتہ ایک بات ایسی ہے کہ جس میں انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہے، وہ شرم وحیا والی صفت ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے انسان پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک کی قدم قدم پر فرمانبرداری کرتا ہے، اسی شرم وحیا والی صفت کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے آنے کے لیے اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔ چنانچہ تاریخ انسانیت اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ کہ حضرت

آدم علیہ السلام اور انکی زوجہ کو جنت میں لباس عطا کیا گیا تھا۔ جب شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو جنتی پوشاک اتار لی گئی۔ دونوں نے فوراً اپنے جسم کے پوشیدہ حصوں کو درخت کے پتوں سے ڈھانپ لیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ (الاعراف:۲۲)

''اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے''

ستر کا پس منظر:

جسم کے پوشیدہ اعضا کو چھپانے کے لئے عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اولادِ آدم پتھر کے زمانے سے ہی اپنے ستر کو چھپاتی چلی آرہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب عقل وشعور میں پختگی آئی اور انسان نے معاشرتی آداب واخلاق کو اپنایا تو اس کے لباس میں اور زیادہ شائستگی آتی گئی۔ چنانچہ تمام ادیانِ عالم نے انسان کو مہذب لباس پہننے کی تعلیم دی۔ عیسائیت میں اگر عورت کے لباس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ستر ہی نہیں چھپاتی تھی بلکہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو کپڑوں سے چھپاتی تھی۔ کلیسا میں زندگی گزارنے والی عیسائی عورتیں آج بھی اسی لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعضائے مستورہ کو چھپانا طبعی، عقلی اور شرعی ہر لحاظ سے لازمی ہے۔ تمام انبیائے کرام کی شریعتوں میں یہ فرض رہا ہے۔

حجاب کا پس منظر:

دین اسلام کامل مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ لہٰذا دین اسلام نے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ حیا کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں سے عریانی وفحاشی کو یکسر ختم کردیا جائے۔

اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو فرمایا کہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا﴾ (زنا کے قریب بھی نہ جاؤ) شریعت محمدی ﷺ نے قیامت تک کے لئے انسانوں کو اپنے چشمہ صافی سے فیضیاب کرنا تھا لہٰذا اس میں جن کاموں کو حرام قرار دیا گیا ان کے ذرائع کو بھی ممنوع فرما کر شیطان کے داخلے کا ہر سوراخ بند کر دیا۔ مثلاً

⊙......شراب کو حرام قرار دیا تو اس کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا۔

⊙......سود کو حرام قرار دیا تو معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو بھی سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔

⊙......شرک کو حرام قرار دیا تو تصویریں بنانے اور بت تراشنے کو بھی حرام قرار دیا۔

⊙......زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت کو دیکھنے، چھونے، شہوت بھرا کلام کرنے اور دل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنا کرتی ہے۔ اسی لیے دین اسلام نے عورت کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا۔ قدسی نفوس نے تو حجاب کی اہمیت کو از خود محسوس کر لیا۔ چنانچہ ۵ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنَّ نِسَائَكَ يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ الْبِرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ حَجَبْتَهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ (بخاری و مسلم)

"اے اللہ کے رسول! آپ کی ازواج کے پاس نیک اور گناہ گار داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ ان کو پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہوئی"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حجاب سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور نبی اکرم ﷺ کی ستر احادیث ہیں۔ حجاب

سے مراد یہ ہے کہ حتی الوسع عورت گھر میں ہی رہے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو اپنے جسم اور زیب وزینت کو چادر برقعے کے ذریعے غیر محرم سے چھپائے۔

ستر عورت اور حجاب کا موازنہ:

پس ستر عورت یعنی پوشیدہ اعضاء کو چھپانا اور حجاب دو الگ الگ مسائل ہیں۔ ان کا موازنہ درج ذیل ہے۔

ستر عورت	حجاب
☆......ستر عورت تمام شریعتوں میں فرض رہا ہے۔	☆......حجاب کا حکم امت محمدیہ کو ۵ ہجری میں ملا ہے۔
☆......ستر عورت خلوت وجلوت دونوں میں ضروری ہے۔	☆......حجاب عورت کے لئے غیر مردوں کے سامنے لازم ہے۔
☆......ستر عورت مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم ہے۔	☆......حجاب کا حکم فقط عورت پر فرض ہے۔
☆......ستر عورت شرم وحیا کی ابتدا ہے۔	☆......عورت کا حجاب شرم وحیا کی انتہا ہے۔

حجاب (پردے) کے دلائل

آج کل کے سائنسی دور میں ایک طرف تو مادی ترقی اپنے عروج پر ہے، دوسری طرف عریانی وفحاشی کا سیلاب تلاطم خیز ہے۔ فرنگی تہذیب کے اثرات نے فیشن پرستی اور بے حیائی کو عام کر دیا ہے۔ یونیورسٹی کالج کی تعلیم یافتہ خواتین نے حجاب کو غیر اہم سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ حجاب کی اہمیت وفرضیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا جائے۔

(ا) قرآن مجید سے دلائل

❶ ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب ۳۳)

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور نہ دکھلاتی پھرو جیسے کہ جاہلیت کے دور میں دکھلانے کا دستور تھا''

اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عمومی طور پر اپنے گھروں میں رہیں۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر اپنے فرائض منصبی کو پورا کریں۔ شریعت نے عورت کے ذمے کوئی ایسا کام نہیں لگایا کہ جس کی وجہ سے اسے چار دیواری سے نکلنا پڑے۔ وقتی ضرورت تو مجبوری اور معذوری میں داخل ہے تاہم عورت جس قدر گھر میں رہے گی اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پائے گی۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

((اَقْرَبُ مَاتَكُوْنُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا)) (ابن خزیمہ، ابن حبان)

(عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے درمیان میں چھپی ہو)

طبرانی شریف کی ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَیْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ فِی الْخُرُوْجِ اِلَّا مضطرۃ)) (طبرانی، الجامع الصغیر)

''عورت صرف شرعی ضرورت پیش آنے کی وجہ سے گھر سے باہر نکلے''

لہٰذا بہت سخت ضرورت کی وجہ سے عورت کا گھر سے نکلنا جائز ہے۔عربی کا مقولہ ہے:

لَا تَحْفَظُ الْمَرْاَۃُ اِلَّا فِی بَیْتِھَا

''عورت کہیں محفوظ نہیں ہوتی سوائے اپنے گھر کے''

ازواجِ مطہرات حضر میں گھر کی چار دیواری میں رہتی تھیں اور سفر میں ہودج اور خیمے کے اندر رہتی تھیں۔واقعہ افک کے پیش آنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہودج میں موجود ہوں گی جبکہ وہ گم شدہ ہار ڈھونڈنے کیلئے قضائے حاجت کی جگہ پر گئی تھیں۔اس آیت میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جاہلیت اولیٰ والی بے پردگی کا مظاہرہ نہ کریں۔عجیب بات تو یہ ہے کہ اسلام کے شروع کے زمانے میں جاہلیت اولیٰ بے پردگی کا سبب تھی آج کے دور میں جاہلیت اخریٰ بے پردگی کا سبب ہے۔بعض انگریزی تعلیم یافتہ عورتیں تو پردے کی مخالفت کر کے اپنے لکھے پڑھے جاہل ہونے کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

۲......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ﴾ (الاحزاب:۵۳)

''جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے کرو، اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کیلیے اور ان کے دلوں کیلیے''

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ پردے کے پیچھے سے مانگیں۔یعنی اگر بالفرض چار دیواری کا پردہ

نہیں تو چادر کا پردہ ضرور ہونا چاہیے، آمنا سامنا جائز نہیں۔ یہاں پر یہ بات بہت اہم ہے کہ ایک طرفِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیاں تھیں اور دوسری طرف ازواج مطہرات جیسی پاکیزہ عورتیں تھیں، مگر اس کے باوجود انہیں پردے کے پیچھے رہ کر بات چیت کرنے یا لین دین کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے اچھا ہے۔

۳ ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاۤ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایئے اپنی ازواج سے اور بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ وہ ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادریں''

جلابیب عربی زبان میں جلباب کی جمع ہے اس سے مراد وہ چادر ہے جس کو عورتیں اپنے دوپٹے کے اوپر اوڑھ لیتی ہیں۔ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ میں من تبعیضیہ ہے یعنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر لٹکائیں۔ اس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ شریف عورت ہے پھر اس کو ستایا نہ جائے گا۔ یعنی کوئی منافق اور بدچلن انہیں چھیڑ نہیں سکے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے سروں اور چہروں کو چادر سے ڈھانپ لیا کریں۔ صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں تاکہ چلنے پھر نے اور دیکھنے میں آسانی ہو۔ آجکل کا مروجہ برقعہ اسی چادر کا قائم مقام ہے۔

۴ ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور:۳۱)

''عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلا رہتا ہے''

عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو کچھ بامر مجبوری کھلا رہتا ہو۔ زینت سے

مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان اپنے آپ کو خوبصورت اور خوشنما بنائے **اِلَّا مَا ظَهَرَ** سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک کپڑے زیور یا بناؤ سنگھار کی چیزیں ہیں۔اسکی دلیل قرآن مجید کی دوسری آیت سے ملتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف:۳۱)

''لو اپنی زینت ہر نماز کے وقت''

اس آیت میں زینت سے مراد کپڑے ہیں اور مسجد سے مراد نماز ہے۔ان معانی کے مطابق عورت کے لیے اپنے کپڑوں کی اور زیور کی نمائش کرنا بھی منع ہے۔پس ثابت ہوا کہ زینت کے جسمانی اعضاء کو ظاہر کرنا تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔اس صورت میں مطلب بالکل صاف ہے کہ اوپر کے کپڑے یعنی برقعہ یا بیرونی چادر اس چھپانے کے حکم سے مستثنیٰ ہے بقیہ تمام کپڑوں اور زینت کو چھپانا فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے زینت سے مراد اعضائے زینت لیے ہیں تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ جب ضروری کام کے لیے مثلاً بیماری کے علاج کے لیے یا شناخت کیلیے یا گواہی دینے کیلئے قاضی یا حاکم کے سامنے مواضع زینت کو کھولنا پڑے تو مجبوری کے تحت جائز ہے۔اس عورت میں مواضع زینت سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہوں گی۔اس بات پر سب حضرات متفق ہیں کہ جب عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا شہوت ابھرنے کا سبب بنے تو ایسی صورت میں عورت کے لئے چہرہ چھپانا اور مرد کے لئے اس کی طرف نہ دیکھنا فرض ہے۔لہٰذا قاضی یا حاکم کو اگر شناخت کی خاطر دیکھنا پڑے تو ان کے لئے بھی پہلی نظر بلا شہوت جائز ہوگی۔دوسری نظر حرام ہوگی۔

۵......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور۶۰)

''اور جو عورتیں گھروں میں بیٹھ رہی ہیں (بوڑھیاں) جنکو نکاح کی توقع نہیں رہی۔
ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے نقاب کو۔ یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنے سنگار کو،
اگر اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کے لئے۔ اللہ سب باتیں سنتا اور جانتا ہے''

شرع شریف میں ایسی بوڑھی عورتوں کو پردے میں سہولت دے دی گئی ہے کہ جو نہ تو وہ نکاح کے قابل رہی ہوں اور نہ ہی ان کی طرف مردوں کو رغبت ہو۔ جن اعضاء کا چھپانا عورت کیلیے اپنے محرموں سے ضروری نہیں بوڑھی عورت کے لئے ان اعضاء کا غیر محرموں سے چھپانا بھی ضروری نہیں۔ اس آیت میں قید لگا دی گئی ہے کہ بن سنور کر سامنے نہ آئے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ اگر غیر محرموں کے سامنے آنے سے بالکل ہی بچے تو ان کے لئے بھی یہی بہتر ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ ''لکل ساقط لاقط'' (ہر گری پڑی شئے کا کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب بوڑھی عورت کے لئے اتنی احتیاط بتائی گئی ہے تو جوان عورت کے لئے پردے کی احتیاط کتنی ضروری ہوگی۔

❻ ......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف)

''مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہے''

اس آیت مبارکہ میں مال اور بیٹے کو دنیا کی زینت کہا گیا ہے بیٹی کو مستثنٰی قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ چھپانے کی چیز ہے نمائش کی چیز نہیں ہے۔ اس سے بھی عورت کے پردہ میں چھپے رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا مسلمان عورت پردے کا خوب اہتمام کرے اور ذہن میں اچھی طرح سوچ لے کہ

الحجاب الحجاب قبل العذاب

(حجاب......حجاب......اس سے پہلے کہ عذاب آجائے)

(۲) حدیث پاک سے دلائل:

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نیک بخت اور صاحب عزت عورت کا نشان گھونگھٹ ہے تاکہ بدنیت فاسق فاجران کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ فِيْ حَاجَتِهِنَّ أَنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُسِهِنَّ بِالْجَلَابِيْبِ وَيُبْدِيْنَ عَيْنًا وَاحِدَةً (تفسیر ابن کثیر: ۳/۵۱۹)

(اللہ تعالیٰ نے مؤمن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں کو سروں کی طرف سے چادر سے ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں)

اس سے معلوم ہوا کہ بے پردگی شریف اور غیرت مند عورت کا کام نہیں ہے۔

⊙ ...... حدیث پاک میں آیا ہے: ((المرء ۃ عورۃ)) (عورت چھپانے کی چیز ہے) پس عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو غیر محرم مردوں سے چھپائے۔ اگر گھر میں رہ کر چھپائے تو یہ سب سے زیادہ افضل ہے تاکہ کوئی مرد اس کی جسامت یعنی ڈیل ڈول اور چال ڈھال وغیرہ کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اگر کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو جسم اور کپڑوں کی زیب و زینت کو چادر یا برقعے وغیرہ سے چھپائے ایسا نہ ہو کہ کسی نفس پرست شخص کی نظر پڑے اور وہ اس عورت کی عزت خراب کرنے کے منصوبے تیار کرنے لگے۔

☆ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال پوچھا۔ مَا خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ (عورتوں کے لئے کیا چیز بہتر ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسی دوران

مجھے گھر جانا پڑا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی سوال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا:

خَيْرٌ لَّهُنَّ اَنْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ

''عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ نہ وہ تو وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ ہی مردان کو دیکھیں''

میں نے یہ جواب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا تو نبی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا:

((اِنَّهَا بِضْعَةٌ مِّنِّی)) ''وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے'' (معارف القرآن ۷/۲۱۶)

⊙ ...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ)) ''حیا ایمان کا حصہ ہے''

پردے کا منشا حیا ہے اور حیا عورت کی فطرت ہے۔ جب عورت ضمیر کے خلاف کام کرتی ہے تو بے حیا بن جاتی ہے اور شرم وحیا کو ایک طرف رکھ دیتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ (مشکوۃ: ج ۳، ص ۱۳۰۷)

''جب تو بے حیا بن جائے تو پھر جو چاہے کر''

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیائی ہی بے پردگی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو حیا جیسی نعمت سے محروم نہ فرمائے۔ آمین۔

⊙ ...... حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْمَرْءَةَ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))

(ابن کثیر ۳/۴۸۲)

''عورت چھپانے کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے''

شیطان جھانکتا ہے اس کے دو معانی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ شیطان لعین اسے گھر سے نکلتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اب مجھے اس کو غیر محرم کی طرف اور غیر محرم کو اس کی

طرف مائل کرنے میں آسانی ہوگئی۔ شیطان اس کو عورت کو بدنظری کا مرتکب کرواتا ہے اور غیر محرم کو اس کے جال میں پھنساتا ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ شیطانی شہوانی نفسانی زندگی گزارنے والے لوگ عورت کو گھر سے باہر دیکھ کر للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے فاسق وفاجر لوگ شیطان کے نمائندے ہوتے ہیں ان کے جھانکنے کو شیطان کا جھانکنا کہا گیا ہے۔

⊙...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))

(متفق علیہ۔ مشکوۃ۔ کتاب النکاح)

(میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ بڑا فتنہ کوئی نہیں دیکھا)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کے لیے سب سے بڑی آزمائش ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ پردہ واجب ہونے کا مدار فتنہ ہے۔ اسی لیے بوڑھی عورت جس کی طرف جنسی میلان نہیں رہتا اس کو چہرے کا پردہ کرنے میں نرمی دی گئی ہے۔ جوان عورت کی طرف مرد کا میلان فطری طور پر شدید ہوتا ہے لہٰذا اسے پردہ میں رہنا چاہیے۔ اگر عورت کسی ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلے تو پردے کے ساتھ نکلے تاکہ اس کے ذریعے سے شیطان مردوں کو فتنے میں نہ ڈال سکے۔

⊙...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَ اَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَ اَبِيْ (ای مدفونان فیه)

"میں اس کمرے میں داخل ہوتی جس میں نبی علیہ السلام مدفون ہیں تو اپنی چادر رکھ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد مدفون ہیں۔ لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو اللہ کی قسم، میں ان سے حیا کی وجہ سے خوب

اچھی طرح پردہ کرلیا کرتی تھی‘‘

اس سے پردے کی اہمیت کا اندازہ لگانا چاہیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو قبر میں مدفون شخص سے بھی پردہ کررہی ہیں جبکہ آج کی بے پردہ عورتیں زندہ جیتے جاگتے مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ دیندار عورتوں کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل روشنی کا مینار ہے۔

⊙......حدیث پاک میں آیا ہے کہ

((وَكَانَتْ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ رضی اللہ عنہما يَوْمًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسَتَيْنِ فَدَخَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ أَعْمٰى۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقَالَتَا۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ أَفَعَمْيَا وَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ)) (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ الکبائر للذہبی ۱۸۸)

’’ایک مرتبہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے۔ یہ نابینا صحابی تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرو۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہی پہچان سکتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیاتم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیاتم اسے دیکھ نہیں رہی ہو؟‘‘

پردے کی اہمیت پراس سے زیادہ واضح اور بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے۔

(۳) عقلی دلائل:

❶......ایک بزرگ ریل گاڑی کے ذریعے لاہور سے جیکب آباد جارہے تھے۔ راستے میں کسی اسٹیشن پر ایک کوٹ پتلون میں ملبوس نئی تہذیب کے دلدادہ نوجوان سوار ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نوجوان نے بزرگ سے پوچھا ’’آپ مجھے دین اسلام کے عالم نظر آرہے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں ایک سوال پوچھ سکتا ہوں‘‘ بزرگ نے جواب دیا ’’جی ہاں آپ پوچھیے‘‘ نوجوان نے کہا ’’اسلام اس بات کی اجازت کیوں

نہیں دیتا کہ مرد اور عورتیں اکٹھے مل کر کام کیا کریں'' بزرگ نے اس نوجوان کو قرآن وحدیث کی روشنی میں کئی جوابات دیے مگر نوجوان کی طبیعت مطمئن نہ ہوئی۔ وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے عقلی دلیل سے سمجھائیں کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ بزرگ نے سمجھایا کہ جب مرد اور عورتیں مل کر کام کریں گے تو دل ایک دوسرے کی طرف مائل ہوں گے، کئی ہنستے بستے گھر اجڑ جائیں گے، کئی کنواری لڑکیاں بن بیاہی مائیں بن جائیں گی، معاشرے میں فساد مچ جائے گا، نوجوان کہنے لگا کہ اگر انسان اپنی طبیعت پر کنٹرول کرے تو مخلوط تعلیم یا نوکری میں کیا حرج ہے؟ بزرگ نے دیکھا کہ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکل رہا تو سوچا کہ ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑے گا۔ یہ نوجوان عقل کا اندھا ہے، اس کے دماغ پر بھی پردہ ہے لہٰذا اس کو کسی دوسرے انداز سے سمجھانا پڑے گا۔ ان کی ٹوکری میں لیموں رکھا تھا، انہوں نے نکال کر چار ٹکڑے کیے اور چوسنے لگے۔ نوجوان بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے للچائی نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں، نوجوان نے کہا کہ لیموں دیکھ کر منہ میں پانی آہی جاتا ہے بزرگ نے کہا اب طبیعت پر کنٹرول کا مسئلہ کیا بنا، اگر لیموں دیکھ کر منہ میں پانی آجاتا ہے تو اسی طرح نوجوان غیر محرم لڑکی کو دیکھ کر دل میں گناہ کا خیال آہی جاتا ہے اور یہی چیز زنا کا سبب بنتی ہے۔ دین اسلام نے اس برائی کا راستہ روکنے کے لیے عورت کو حکم دیا کہ اوّل تو گھر میں ہی رہے اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو پردے میں نکلے تاکہ غیر مردوں کی نظر نہ پڑے اور وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو۔ نوجوان نے شرم سے سر جھکا لیا۔

❷...... اگر کسی شخص کے ذمے ڈیوٹی لگائی جائے کہ ایک لاکھ روپیہ کی رقم ایک شہر سے دوسرے شہر کسی شخص کو پہنچا دیں۔ تو وہ شخص اوّل تو رقم لے جانے سے گھبرائے گا کہ راستے میں جیب کترے ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ میری جیب سے رقم ہی غائب کر دیں۔ بلکہ اگر

کسی چور ڈاکو کو پتہ چل گیا تو وہ تو جان سے بھی مار دیگا اور رقم بھی لے اڑے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ اسے بینک وغیرہ کے ذریعے ٹرانسفر کروادیا جائے تاکہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔ اگر اسے مجبور کیا جائے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ رقم خود پہنچائیں۔ تو وہ شخص اس رقم کو پوشیدہ جیب یا جگہ میں ڈالے گا اور سارا راستہ فکرمند رہیگا۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اسٹیشن پر لوگوں کے سامنے رقم نکال کر گننا شروع کردے۔ یہ تو دوسروں کو دعوت دینی ہوئی کہ آ بیل مجھے مار۔

بالکل اسی طرح اگر کوئی نیک عورت گھر کی چاردیواری سے باہر نکلنا چاہے تو اوّل تو وہ گھبراتی ہے کہ مجھے کیوں خواہ مخواہ باہر جانا پڑا ہے۔ اگر مجبوری اور معذوری اور ضروری ہو تو وہ باپردہ ہوکر نکلتی ہے اور راستے میں فکرمند رہتی ہے کہ کوئی اچکا بدمعاش اس کے پیچھے نہ لگ جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ غیر مردوں کے مجمع میں اپنی زیب وزینت کا اظہار کرے اور اپنی عزت داؤ پر لگائے۔ اگر کوئی بدنیت شخص اس کے درپے ہوگیا تو عزت بھی لوٹ لے گا اور جان سے بھی ماردیگا۔ شرع شریف میں اسی لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ عورتوں کی عزت وناموس پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔ جو لڑکیاں فیشن ایبل بے پردہ بن کر بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں ان کے اغوا وغیرہ کے واقعات روزانہ اخبار کی زینت بنتے ہیں۔ وہ دوسروں کو تماشہ دکھاتی دکھاتی خود ہی دوسروں کے لیے تماشا بن جاتی ہیں۔

۳...... اگر کسی شخص نے قصاب کی دکان سے چند کلو گوشت خریدنا ہو تو اسے کپڑے یا تھیلے وغیرہ میں چھپا کر گھر لے جاتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ گوشت کو تھال میں ڈال کر سر پر رکھے اور راستے میں چلے۔ اسے خطرہ ہوتا ہے کہ چیل کوے وغیرہ چھپٹ پڑیں گے اور گوشت کو اڑا لے جائیں گے۔ اسی طرح اگر ۵۰ کلو کی نوجوان لڑکی گھر سے بے پردہ حالت میں نکلے تو انسانی بھیڑیے اس کے گرد منڈلانا شروع کردیتے ہیں اور کئی

مرتبہ تو پورے کے پورے ۵۰ کلو کو ہی غائب کر دیتے ہیں۔ اسی لیے نیک عورتیں پردے میں لپٹ کر نکلتی ہیں تا کہ ان کی جان مال اور عزت آبرو پر کوئی حملہ آور نہ ہو سکے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو لوگ اپنی جوان بیٹیوں کو بے پردہ نکلنے کی اجازت دے دیتے ہیں کیا ان کی نظر میں بیٹی کی قدر و قیمت چند کلو گوشت کے برابر بھی نہیں ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ پرندے گوشت لے گئے تو فقط مالی نقصان ہوگا جس کی تلافی ہوسکتی ہے اور اگر کسی نے بیٹی کی عزت خراب کر دی تو اس نقصان کا ازالہ کوئی نہیں ہوسکتا۔ دل کہے گا اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

۴ ...... ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر غیرت کا جذبہ عطا کیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی غیر شخص اس کے گھر کی عورتوں پر بری نظر اٹھائے۔ اگر وہ کسی کو اپنی محرم عورتوں سے برائی کرتے دیکھے تو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا بلکہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے۔ کئی مرتبہ تو خاوند اپنی بیوی کو یا باپ اپنی بیٹی کو یا بھائی اپنی بہن کو اور بیٹا اپنی ماں کو قتل کر دیتا ہے۔

آجکل اخباروں میں اس طرح کی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔ ایک عورت کی بے پردگی کئی خاندانوں کی عزت خاک میں ملا دیتی ہے۔ لہٰذا انسانی غیرت اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ عورت حجاب پہن کر نکلے اور مرد لوگ اپنی نظریں نیچی رکھیں تا کہ معاشرے میں فساد نہ پھیلے۔

۵ ...... نبی علیہ السلام نے عورتوں کے متعلق فرمایا:

((نَاقِصَاتُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ)) (مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۱۴)

(عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص)

عورت کی فطرت ہے کہ وہ عموماً پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔ بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل پہ پردے ڈال دیتی ہے جذباتی ہونے کی وجہ سے گھڑی

میں تولہ گھڑی میں ماشہ ہوتی ہے۔ اسی لیے شرع شریف نے طلاق کا حق مرد کے اختیار میں رکھا ہے، اگر بالفرض عورت کو اختیار دے دیا جاتا تو وہ ایک دن میں ستر مرتبہ طلاق دیتی اور ستر مرتبہ رجوع کرتی۔ کسی سے خوش ہوتو اپنا سب کچھ اس کی خاطر لٹا دیتی ہے۔ اگر کسی سے ناراض ہوتو اسے زندہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ اندر خانے زیادتی بھی خود کرتی ہے مگر لوگوں کی نظر میں مظلوم بن کر دکھا دیتی ہے۔ ایک کام کرنے کو اپنا دل چاہ رہا ہوتا ہے مگر زبان سے ناں ناں کہہ رہی ہوتی ہے۔ ذرا سی نوک جھونک پر خاوند کی ساری زندگی کی خوش اخلاقی پر پانی پھیر دیتی ہے، کہتی ہے کہ میں نے تیرے گھر میں آکر دیکھا ہی کیا ہے، تو جو کچھ کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے میری لئے نہیں کرتا۔ معمولی بات پر لعنت بھیجنا شروع کر دیتی ہے کمزور ہے تو پھر اپنے مرنے کی دعائیں کرنے لگ جاتی ہے۔ مال کی محبت اس قدر ہوتی ہے کہ اگر خاوند کہے کہ ہم آپ کے جسم میں کیلیں ٹھوکنا چاہتے ہیں مگر ہوں گی سونے کی تو فوراً پوچھے گی کہ پھر دیر کیوں کر رہے ہیں جلدی کریں نہ آپ، اپنا کام جلدی سمیٹیں۔ غصے اور حسد کی آگ میں جل بھن کر کباب بنی ہوتی ہے۔ فیشن کی اتنی دلدادہ کہ چاہتی ہے جیسے کپڑے میں پہنوں ویسے کوئی دوسرا نہ پہنے، اگر ایک مرتبہ کپڑے پہن لئے تو اتار کر کسی کو دے دوں، دوبارہ دھو کر نہ پہننے پڑیں۔ کوئی تعریف کر دے تو پھولی نہیں سماتی۔ دشمن کو دوست اور غیر کو اپنا سمجھنا شروع کر دیتی ہے۔ طبیعت کے اس اتار چڑھاؤ کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی عقل کامل نہیں ناقص ہے۔ لہٰذا اس کا گھر کی چار دیواری میں رہنا ہی اس کے لئے بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص کامل مجنون ہوتو اسے پاگل خانے کے کمرے میں بند رکھا جاتا ہے۔ عورت چونکہ ناقص العقل ہے لہٰذا اسے ذرا بڑی جگہ یعنی گھر کی چار دیواری میں رہنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اگر باہر نکلنا چاہے تو پردے میں لپٹ کر نکلے اور محرم مرد کے ہمراہ نکلے تاکہ نہ تو یہ کسی کا ایمان خراب کرے نہ ہی کوئی اس کی عزت خراب کرے۔

شرعی پردے کے تین درجے

قرآن مجید فرقان حمید کی مختلف آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعی پردے کے تین درجے ہیں۔ ایک سب سے بہتر درجہ دوسرا درمیانہ درجہ اور تیسرا نچلا درجہ ہے۔ مختلف عورتوں کے مختلف حالات کی صورت میں ہر عورت کسی نہ کسی درجہ پر عمل پیرا ضرور ہو سکتی ہے۔ شرع شریف نے انسانی حالات کی وجہ سے اس میں وسعت رکھی ہے۔ پردے کا مدار فتنے پر ہے اور فتنے سے بچنے کے لئے جتنی احتیاط ہو سکے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

(۱) بہترین درجہ:

(حجاب بالبیوت) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو)

لہٰذا عورت کے لئے پردے کی سب سے اعلیٰ صورت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری میں وقت گزارے۔ اپنے گھر کو اپنی جنت سمجھے۔ عورت کام کاج اور ذکر و عبادت سے فارغ ہو تو گھر کے صحن میں کھیل کود سکتی ہے۔ لڑکیاں آپس میں آنکھ مچولی کھیلیں، رسی پھلانگیں، پینگیں چڑھائیں، ہلکی پھلکی ورزش کریں، ٹریڈمل مشین پر دوڑ لگائیں، صحن چھوٹا ہو تو پردے والی چھت استعمال کی جا سکتی ہے تاکہ ورزش بھی ہو جائے اور غیر مردوں کی نظروں سے دور اپنے گھروں میں مستور عورتیں اپنی دنیا میں مست رہیں۔ نہ ڈر نہ خوف نہ فکر نہ غم، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے جسمانی ورزش کی ضرورت بھی پوری ہو گئی۔ اکثر عورتیں گھر میں جھاڑ و پھونک، کپڑے دھونے، استری کرنے کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ کے کام کر کے تھک جاتی ہیں، مزید ورزش کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

لہٰذا گھر میں رہتے ہوئے عورت کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت ولایت کے درجات پانے والی اور قرب الٰہی کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے۔

۲ درمیانہ درجہ:

(حجاب بالبرقعہ) اگر بامر مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو برقعہ یا چادر میں خوب اچھی طرح لپٹ کر نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں)

آجکل پردہ دار خواتین برقعہ پہن کر جسم کو چھپا لیتی ہیں۔ جبکہ دستانے اور جرابیں پہن کر ہاتھ پاؤں کی زینت چھپا لیتی ہیں۔ جبکہ بعض علاقوں میں شٹل کاک کا برقعہ زیر استعمال ہوتا ہے یہ سب کچھ جلباب کے ضمن میں آتا ہے اسی طرح دیکھنے والے غیر مردوں کو قد وقامت اور جسامت کا اندازہ ہو بھی جائے تو بھی زیب وزینت چھپی رہنے کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ یہ احتیاط کرنی ضروری ہے کہ برقعہ اتنا نقش ونگار والا نہ ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اندر حور کی بچی موجود ہے۔ آجکل کے مردوں کی حریص نگاہیں عورت کے بقیہ جسم پر نہ بھی پڑیں تو بھی ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالتے ہی عورت کے حسن وجمال کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ پاؤں بھی چھپانے ضروری ہیں۔ یہ پردے کا درمیانی درجہ ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت تقویٰ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوتی ہے۔

۳ آخری درجہ:

(حجاب بالعذر) پردے کا آخری درجہ یہ ہے کہ عورت مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلے اور چادر یا برقعہ اس طرح پہنے کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں وغیرہ کھلی ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ (النور۔ ۳۰)

''اپنا سنگھار نہ دکھلائیں مگر وہ جو خود ظاہر ہو جائے''

عورت کے لیے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یعنی کام کاج اور نقل وحرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً کھل ہی جاتی ہیں اور ان کا چھپانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہتھیلیاں اور چہرہ ہے مگر یہ اس وقت ہے جب فتنے کا خوف نہ ہو۔ اگر فتنے کا ڈر ہے تو فقہائے امت کا اجماع ہے کہ عورت کے لئے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا بھی جائز نہیں۔

پس اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر لین دین کی ضرورت میں عورت کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر اس آیت سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوتی کہ مردوں کو ان کے اعضاء کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ مردوں کے لئے تو حکم وہی ہے کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں۔ شرعی ضرورت کے بغیر عورت کے ہاتھ پاؤں چہرے کو نہ دیکھیں۔

چہرے کا پردہ

آج کل بعض نام نہاد جدت پسند دانشوروں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ بھی بڑی شدومد سے کیا جا رہا ہے کہ اسلام میں حجاب کا حکم تو ہے لیکن اس میں چہرے کا پردہ شامل نہیں ہے، حالانکہ حسن اور زینت کا اصل مرکز تو انسان کا چہرہ ہے اور آج کے فتنہ وفساد اور غلبہ ہوس کے زمانے میں اس کا چھپانا زیادہ ضروری ہے۔ علاج معالجہ یا عدالتی گواہی اور پہچان کی شرعی ضرورت کے علاوہ عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ چند دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱)......قرآن مجید نے ﴿فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَاب﴾ کا حکم دیکر بات کھول دی ہے کہ چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے۔ اگر چہرہ کھولنا ہوتا تو پردے کے پیچھے سے بات چیت کا حکم بے معنی ہوتا۔

(۲)......جب پردے کی آیات ﴿یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ نازل ہوئیں تو ازواجِ مطہرات کو تعلیم دی گئی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنا چہرہ چھپائیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ ننگے سر پھرتی تھیں اور پردے کی آیات کے ذریعے ان کو سر چھپانے کا حکم ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر اپنی چادریں لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔ (تفسیر ابن جریر)

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے چادر اوڑھ کر طریقہ بتایا اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی (تفسیر ابن جریر)

(۳)......کتب حدیث ابوداؤد، ترمذی، موطا وغیرہ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرمادیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کیلیے دستانوں کے استعمال کا رواج عام ہو چکا تھا۔

(۴)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مرد ہمارے قریب سے گزرتے اور ہم عورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہرے پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔ (ابوداؤد)

۵ ......زواجر میں ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نقل کیا ہے کہ اگر چہ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت کے فرض میں داخل نہیں ان کو کھول کر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر غیر محرم مردوں کو ان کا دیکھنا بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ یعنی عورت کیلئے ان کا دکھانا جائز نہیں۔

۶ ......امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر کرنا شرعی عذر کے بغیر جائز نہیں۔

۷ ......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

وَالْمَعْنٰی تُمْنَعُ مِنَ الْكَشْفِ لِخَوْفِ اَنْ یری الرِّجَالُ وَجْهَهَا فَتَقَعُ الْفِتْنَةُ لِاَنَّهٗ مَعَ الْكَشْفِ قَدْ يَقَعُ النَّظْرُ اِلَيْهَا بِشَهْوَةٍ

''عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائیگا تا کہ مرد دیکھنے نہ پائیں کیونکہ چہرہ کھلنے کی صورت میں شہوت بھری نگاہ ان پر پڑتی ہے'' (درمختار ۱/۲۴۸)

۸ ......انگریزی کا مقولہ ہے

Face is index of mind (چہرہ دماغ کا انڈکس ہوتا ہے)

لہٰذا کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے شرم وحیا نیکی بدی۔ غم وخوشی کا اندازہ چہرے سے ہی ہو جاتا ہے لہٰذا چہرے کا چھپانا ضروری ہے۔

۹ ......جب کسی لڑکی کا رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اسکا چہرہ دیکھا جاتا ہے اگر کسی لڑکی کا چہرہ چھپا دیں تو کیا بقیہ اعضائے جسم کو دیکھ کر کوئی اس کی شخصیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ انتہائی ضروری ہے۔

۱۰ ......اگر غیر محرم مرد عورت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ لیں تو بغیر بات چیت اور گفتگو کیے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ بقول شاعر

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

چونکہ چہرہ ہی سب سے زیادہ محل فتنہ ہے لہٰذا چہرے کو پردے سے مستثنٰی کرنا جہالت اور گمراہی کی دلیل ہے۔

اعتراضات

اگر کسی محفل اور مجلس میں پردے کا مسئلہ چھڑ جائے تو بے پردہ عورتیں تڑپ اٹھتی ہیں اور اپنی بے پردگی کو جائز ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں۔ اس طرح بے پردگی جائز تو نہیں ہوسکتی۔ البتہ ان کے گناہ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے والا اگر توبہ کرے تو گناہ جلدی معاف ہو جاتا ہے جبکہ گناہ کو جائز سمجھ کر کرنے والا تو کفر کی حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اتمام حجت کے لئے چند اعتراضات مع جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) اعتراض: چادر یا برقعہ پہننے سے کیا ہوتا ہے اصل میں پردہ تو آنکھوں کا ہوا کرتا ہے؟

جواب: جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ آنکھوں کا ہوا کرتا ہے انہیں چاہیے کہ پھر ننگے پھرا کریں انہیں کیا ضرورت ہے کپڑوں میں ملبوس رہنے کی۔ ذرا بے لباس ہو کر گھر کی عورتوں کے سامنے ہی آئیں تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔ یہ اعتراض وہی عورتیں کرتی ہیں جن کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے یا جن کے مردوں کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے۔

بے پردہ نظر آئیں مجھے چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

ہمارے خیال میں ایسے اعتراضات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل پہ غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ پہلے آنکھوں سے پردہ اترتا ہے اس کے بعد چہرے سے پردہ اتارا جاتا ہے۔

(۲) اعتراض: پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ ہے؟

جواب: ہم یہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ معین و مددگار ہے۔جن تعلیمی اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم پاتے ہیں وہاں آئے دن نئے افسانے جنم لیتے ہیں۔لڑکیاں بن سنور کر اپنے حسن کی زکوٰۃ نکالنے آتی ہیں اور لڑکے ان کی سحر طرازیوں کی وجہ سے ان پر ڈورے ڈالنے میں مصروف رہتے ہیں۔نہ لڑکیوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے نہ ہی لڑکوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے۔ بیچاروں کا حال کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

؎ کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور کئی جگہوں پر تو پروفیسر لڑکیوں پر قربان ہوتے پھرتے ہیں۔

؎ جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

ان تمام مسائل کا بہترین حل یہی ہے کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں اور لڑکوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں۔لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے چہرے پڑھنے کی بجائے کتابوں کے پڑھنے میں مشغول رہیں۔

(۳) اعتراض: پردہ معاشرتی ترقی میں رکاوٹ ہے، کیونکہ معاشرے کا نصف حصہ مفلوج ہوجاتا ہے اور وہ معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا نہیں کرسکتا۔

جواب: پہلی بات تو یہ سمجھنے کی ہے کہ ہم ترقی کسے سمجھتے ہیں؟ کیا عورت کا فقط گھر سے نکل کر دفتروں میں، کلبوں میں، اور پبلک مقامات پر آجانا معاشرتی ترقی ہے یا یکسو ہو کر اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ترقی ہے جو قدرت کی طرف سے اسے دی گئی ہیں۔ عورت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کو بہترین نسل مہیا کرے جو مستقبل کی معمار بن سکے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب عورت گھر میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت کرے۔

ترقی کو اہل مغرب کے معیار پر دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ترقی کو اس معیار سے دیکھنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قائم کیا ہے۔

(۳) اعتراض: پردہ عورت کے لئے قید کی مانند ہے؟

جواب: قید اور پردے کے الفاظ و معانی میں بہت زیادہ فرق ہے۔ قید کہتے ہیں کسی شخص کو اس کی مرضی و منشا کے خلاف کسی جگہ بند کر دینا۔ جبکہ پردہ کہتے ہیں عورت کا اپنی خوشی سے غیر مردوں کی نظر سے اوجھل رہنا۔ قید کا منشا ہوتا ہے کہ لوگ اس شخص کے شر سے بچ جائیں جبکہ پردے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ عورت غیر مردوں کے شر سے بچ جائے۔ جب کوئی شخص اپنا لباس تبدیل کرنا چاہے تو وہ پسند نہیں کرتا کہ دوسرے لوگ اس کا ستر دیکھیں لہٰذا وہ کسی کمرے میں یا دیوار وغیر کی اوٹ میں لباس تبدیل کر لیتا ہے تو اسے قید نہیں کہتے پردہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قید مجبوری سے ہوتی ہے جبکہ پردہ خوشی سے ہوتا ہے۔

قید انسان کے جرم کی سزا کے طور پر ہوتی ہے جبکہ پردہ تو انعامات الٰہیہ حاصل کرنے کی نیت سے ہوتا ہے۔ پس عورت پردے میں رہ کر قید نہیں ہوتی بلکہ بہت ساری آفتوں مصیبتوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔

(۴) اعتراض: برقعہ تو ڈھکنے کی مانند ہے برقعے والیاں بھی تو غلط حرکتیں کرتی ہیں؟

جواب: یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پردے والیوں میں بھی گڑ بڑ بے پردگی کی وجہ سے

ہوتی ہے اگر وہ بے پردگی سے کلی طور پر بچ جائیں تو گڑ بڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک نکتہ غور طلب ہے کہ اگر پردے والیاں بھی تھوڑی سی بے پردگی کر بیٹھتی ہیں تو گڑ بڑ ہو جاتی ہے تو پھر جو عورتیں پردہ کرتی ہی نہیں ان سے کیا کچھ ہو جاتا ہوگا۔ اس لئے دیکھا گیا ہے کہ بے پردہ پھرنے والی عورتوں کا اکثر وقت اپنے کارناموں پر پردہ ڈالنے میں گزر جاتا ہے۔

(۵) اعتراض: بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم تین بچوں کی ماں بن گئی ہیں اب ہمیں کون دیکھتا ہے؟

جواب: دیکھنے والے تو تیں بچوں کی ماں کو بھی دیکھنے سے باز نہیں آتے۔ پھر تین بچوں والی ماں کے کیا کہنے۔ اعتراض کرنے والی نے کیسے فیصلہ کرلیا کہ اب ہمیں کون دیکھتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بالفرض کسی نے دیکھ لیا تو شامت تو آپ کی ہی آئے گی۔ ایسے فضول بہانوں سے بے پردگی جائز تو نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی ان سے سوال کرے کہ کیا آپ تین بچوں کی ماں بننے کے بعد خاوند کی توجہ کے قابل نہیں رہیں۔ اگر خاوند کی ضرورت آپ سے پوری ہوسکتی ہے تو پھر غیر مرد کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔

عربی کا مقولہ ہے۔

لکل ساقطة لا قط (ہر گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے)

(۶) اعتراض: پردہ کرنے سے غیر مرد زیادہ شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔

جواب: آپ خود سوچیں کہ اگر پردے والیوں کو غیر مرد اتنی شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں تو پھر بے پردہ پھرنے والیوں کو کیسی ہوسناک نظروں سے دیکھتے ہوں گے۔ ہمارے خیال میں جیسے قصائی بکری کو دیکھتا ہے اس نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ پردے والی کو دیکھنے سے تو کالے کپڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا مگر بے پردہ عورت کو دیکھ کر تو انہیں سب کچھ نظر آجاتا ہے، یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ گوشت کتنے کلو ہے اور

چربی کتنے کلو ہے۔

بے پردگی کے عبرتناک انجام

فرنگی ماحول میں محرم غیر محرم اور پردہ بے پردگی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ عریانی اور فحاشی اپنے عروج پر ہے۔ پڑھے لکھے تہذیب یافتہ لوگ دین سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے حیوان ناطق بنے ہوئے ہیں۔ گھروں میں بچوں کے سامنے ماں باپ بوس و کنار میں مشغول ہوتے ہیں۔ عورتیں اور مرد گھروں میں شارٹ لباس پہن کر پھرتے ہیں۔ مرد اور عورت اپنی خوشی سے زنا کریں تو اسے قانون کی نظر میں جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے کریں۔

ایک کافر نے اپنے گھر میں گاڑی چلانے کے لیے ڈرائیور رکھا جو کہ مسلمان تھا۔ چند سال کے بعد کافر کو کسی دفتری کام کی وجہ سے تین ماہ کے لیے گھر سے دور کسی ملک میں جانا پڑا۔ اس نے ڈرائیور کو تاکید کی کہ اپنی ڈیوٹی ٹھیک ٹھیک ادا کرتا رہے، اہلِ خانہ کا خوب خیال رکھے۔ ڈرائیور روزانہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جاتا اور گھر کی ضرورت کی کوئی چیز لانی ہوتی تو لا دیتا۔ بیگم صاحبہ کو کسی کام کی غرض سے باہر لے جانا پڑتا تو لے جاتا۔ پندرہ دن گزرنے کے بعد ایک دن بیگم صاحبہ نے اسے کمرے میں بلایا اور کہا کہ میری خواہش پوری کرو۔ ڈرائیور نے سوچا کہ میں اپنے افسر کے ساتھ خیانت کیسے کروں لہٰذا اس نے انکار کر دیا۔ بیگم صاحبہ نے اس بات کا برا منایا اور ڈرائیور کو غصے میں گھر سے نکال دیا۔ تین ماہ میں بیگم صاحبہ نے آٹھ دس مرتبہ اس ڈرائیور سے یہی فرمائش کی جو اس نے پوری نہ کی۔ جب افسر واپس آیا تو اگلے دن ڈرائیور سے پوچھنے لگا کہ کیا میری بیوی نے تم سے زنا کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں مگر میں

نے انکار کر دیا تھا، میں آپ کے ساتھ خیانت کیسے کر سکتا تھا۔ افسر کہنے لگا او بیوقوف خیانت کیا بلا ہوتی ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر میری بیوی کو صدمے کی وجہ سے کچھ ہو جاتا تو کون ذمہ دار ہوتا، تمہیں اس کا حکم ماننا چاہیے تھا، میں تم جیسے نافرمان کو گھر میں نوکر نہیں رکھ سکتا لہٰذا آج سے تمہاری چھٹی ہے تمہیں نوکری سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کافر ماحول میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں ہے۔ کفار کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کے معاشرے میں سے بھی حیا کو ختم کر دیا جائے تاکہ زنا عام ہو سکے۔ اس لیے پاپ میوزک اور ننگی فلموں کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کے معاشرے پر یلغار کر دی ہے۔ جو مسلمان فرنگی طور طریقے اپنا کر خوش ہوتے ہیں۔ بے پردگی اختیار کرتے ہیں۔ بچوں کو پاس بٹھا کر جنسی فلمیں دیکھتے ہیں ان کے گھروں کے حالات عبرتناک حد تک برے ہوتے ہیں۔

فرنگی ملک میں ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس آنے والی اونچے طبقے کی بے پردہ خواتین نے گھروں کے حالات سنا کر مشورے طلب کیے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ معلوم ہوا کہ ان مالدار گھرانوں سے غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے، محرم عورتوں سے زنا کرنے والی قرب قیامت کی نشانی پوری ہو گئی ہے۔ بے پردگی کے سیلاب نے شرم وحیا کے احساسات کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ فرنگی ممالک میں رہنے والے بعض مسلمانوں کے گھروں میں سے حیا رخصت ہو چکی ہے۔ جب ڈائننگ ٹیبل پر عام مشروب کی جگہ شراب کی بوتل رکھی جائیگی تو پھر انجام کیا ہوگا۔ نہایت افسوس کے ساتھ چند واقعات قلمبند کیے جاتے ہیں۔

⊙ ...... ایک فرنگی ملک میں ز، نامی ایک لڑکی کی عمر ۲۹ سال ہو گئی مگر کوئی مناسب رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے شادی نہ ہو سکی۔ اس کو اپنے بھتیجے سے لگاؤ پیدا ہو گیا لہٰذا وہ اسے وقتاً فوقتاً کام کاج کی غرض سے گھر بلاتی اور اپنی خوبصورت زلفیں سینے پر ڈال کر اس کو پیار سے

گلے لگاتی۔ بھتیجے کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ چند دن تو جھجکتا رہا مگر پھوپھو کی نظر کرم میں اضافہ ہوتا دیکھ کر اس نے ناجائز تعلقات قائم کر لئے۔ مثل مشہور ہے سو دن چور کے ایک دن سادھ کا۔ ایک دن راز فاش ہو گیا تو پورے خاندان میں رسوائی ہوئی، منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

⊙......فرنگی ماحول میں رہنے والی خالہ جب بھی بہن کے گھر آتی تو پندرہ سالہ بھانجے کو کہتی کہ تم ہمارے گھر کبھی آ کر رہا کرو۔ چنانچہ گرمیوں کی چھٹیوں میں بھانجا اپنی خالہ کے گھر رہنے کے لئے گیا۔ خالو صبح ناشتہ کر کے دفتر چلے گئے تو خالہ نے بھانجے کو بلا کر پاس بٹھایا اور اس کے منہ میں لقمے ڈالنے لگی۔ دو دن کے ہنسی مذاق کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھانجے نے خالہ کا بوسہ لیا تو خالہ ناراض ہونے کی بجائے مسکرا کر کہنے لگی، آپ کا شکریہ۔ اس کے بعد وہی کچھ ہوا جو شیطان چاہتا ہے۔ ایک دن خاوند نے ان کو غلط حرکت کرتے دیکھ لیا تو لڑکی کو طلاق دے دی گئی، لڑکے نے بھاگ کر جان بچائی۔ اب در بدر کے دھکے کھاتا پھر رہا ہے۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

⊙......ماں باپ کسی تقریب میں شرکت کے لئے گئے تو بیٹی گھر میں اکیلی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد بھائی گندی جنسی فلم لے کر آیا اور بھائی بہن نے فلم دیکھی۔ فلم میں جنسی مناظر اتنے تھے کہ بھائی کی نیت خراب ہو گئی۔ اور بالاخر وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ دوسرے دن بہن نے پنکھے سے لٹک کر پھانسی لے لی، اس کی جیب میں سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا رقعہ ملا جس سے واقعے کا پتہ چلا۔

⊙......خاوند کو فوت ہوئے دو سال گذر گئے تو بیٹا عامر سولہ سال کا ہو گیا۔ ماں بیٹے کا ہر طرح سے خیال رکھتی مگر بیٹا بری سوسائٹی میں گرفتار ہو گیا۔ ماں گھر میں بغیر دوپٹے کے کھلے گلے والی قمیص پہن کر کام کرتی رہتی۔ وقت گزاری کے لئے خود بھی رات کو فلم یا ڈرامے دیکھتی اور بیٹے کو بھی دکھاتی۔ اتنا کہتی کہ بیٹے باہر نہ جایا کرو۔ بیٹے کو کئی دن غلط

فلمیں دیکھ کر غلط کاموں کا چسکا پڑ گیا۔ ایک دن اس نے چائے کی پیالی میں نشہ آور دوا ملا کر ماں کو پلائی اور وہ کچھ کیا جس کو قلم لکھنے سے قاصر ہے۔

⊙......ایک مرتبہ کسی عورت نے پڑھنے کے لئے عمل پوچھا کہ مجھے کچھ پڑھنے کے لئے بتائیں تا کہ میرے خاوند کے دل سے میری جوان بیٹی کا خیال نکل جائے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

باریک کپڑوں کا استعمال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ﴾

''اپنی زینت نہ دکھاتی پھریں''

مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ عورت کے لئے اتنا باریک کپڑا استعمال کرنا منع ہے جس سے حسن و جمال جھلکتا ہو۔

ابن العربی نے احکام القرآن میں لکھا ہے۔

وَمِنَ التَّبَرُّجِ اَنْ تَلْبِسَ الْمَرْأَةُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُهَا (احکام القرآن ۲/۱۱۴)

''تبرج میں سے یہ بھی ہے کہ عورت اتنا باریک کپڑا استعمال کرے جو چغلی کرتا ہو''

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

((رُبَّ نِسَآءٍ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مَائِلَاتٍ مُمِيْلَاتٍ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا)) (مشکوٰۃ: ج۲ ص۱۰۳۴۶)

''کپڑے پہن کر ننگی رہنے والی عورتیں جو دوسروں کو مائل کرتی ہیں، خود مائل ہوتی ہیں۔ ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی نہ انہیں اس کی ہوا لگے گی''

اس حدیث پاک میں کاسیات کے بعد عاریات کا لفظ اسی لیے آیا ہے کہ وہ عورتیں اتنا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ بدن نظر آتا ہے لہٰذا وہ ننگی کے حکم میں ہیں۔ فقہائے

امت کا اجماع ہے کہ عورت کیلئے اتنا باریک کپڑا پہننا جس سے بدن صاف نظر آئے حرام ہے۔ ستر کا چھپانا فرض ہے۔ اگر عورت اتنے باریک دوپٹے سے نماز پڑھے کہ جس سے سر کے بال صاف نظر آتے ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ آجکل بعض دیندار عورتیں موٹے کپڑے کی شمیض پر باریک کپڑے کی قمیض پہن لیتی ہیں۔ اس سے ستر چھپ جاتا ہے لہٰذا جائز ہے۔ اگرچہ تقوٰی یہی ہے کہ باریک کپڑے کا استعمال نہ کیا جائے۔

ام علقمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن ان سے ملنے کے لئے آئیں تو باریک کپڑے کا دوپٹہ پہنے ہوئی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو ان سے دوپٹہ لے کر پھاڑ دیا اور اس کے بدلے موٹا دوپٹہ ان کو عطا فرمایا۔ (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

مسلم شریف کی ایک حدیث میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً (مشکوٰۃ: ج ۲، ص ۹۳۶)

(اپنے اوپر کپڑا لازم کرلو۔ ننگے مت پھرو)

اس سے ثابت ہوا کہ ایسا باریک کپڑا جو ستر نہ چھپا سکے بلکہ انسان کے اعضائے ستر صاف نظر آئیں اس کا پہننا حرام ہے۔

بے پردہ عورت کو سزا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! میں نے معراج کی رات اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا جارہا ہے۔ آج مجھے وہ منظر یاد آیا تو شفقت ورحمت کی وجہ سے مجھے رونا آگیا۔

میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ اس کو سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکایا گیا ہے اور اسکا دماغ ابل رہا ہے

...... دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ذریعے الٹا لٹکایا گیا ہے اور گرم پانی اس کے حلق میں انڈیلا جا رہا ہے

...... میں نے تیسری عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھا گیا ہے

...... میں نے چوتھی عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کے پستانوں کے ذریعے الٹا لٹکایا گیا ہے

...... میں نے پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سور کے سر کی مانند ہے جبکہ بقیہ بدن گدھے جیسا ہے

...... میں نے چھٹی عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے باہر نکلتی ہے، فرشتے آگ کے بنے ہوئے گرزوں سے اسے سر پر چوٹ لگا رہے ہیں۔

یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوگئیں اور عرض کیا اے میرے پیارے ابو جان! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں نے کیا گناہ کیے تھے جس کی وجہ سے اتنی سزا دی جا رہی تھی۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا بیٹی پہلی عورت جسے سر کے بالوں سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ (ننگے سر گلی کوچہ بازار میں پھرنے کی عادی تھی)

دوسری عورت جسے زبان کے ذریعے لٹکایا گیا تھا اس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔ (اس کے سامنے زبان چلانے کی عادی تھی)

تیسری عورت جس کو پستان کے ذریعے لٹکایا گیا تھا وہ بدکار عورت تھی جو غیر مردوں سے زنا کی مرتکب ہوتی تھی۔

چوتھی عورت جس کے دونوں پاؤں چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیے گئے اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیے گئے۔ وہ عورت حیض اور جنابت کے بعد اچھی طرح فرض غسل سے اپنے بدن کو پاک صاف نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔

پانچویں عورت جس کا سر سور جیسا اور جسم گدھے جیسا تھا تو یہ عورت چغل خوری کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی۔

چھٹی عورت جس کی شکل کتے جیسے تھی اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر پاخانے کے راستے باہر نکلتی تھی تو یہ وہ عورت تھی جو حسد کرتی تھی اور احسان جتلاتی تھی۔

(الکبائر للذہبی: ص ۱۷۷)

☆ امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

وَقَدْ حَكَىٰ اَنَّ اِمْرَأَةً كَانَتْ مِنَ الْمُتَبَرِّجَاتِ فِي الدُّنْيَا وَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا مُتَبَرِّجَةً۔ فَمَاتَتْ فَرَآهَا بَعْضُ اَهْلِهَا فِي الْمَنَامِ وَقَدْ عُرِضَتْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي ثِيَابٍ رِقَاقٍ۔ فَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْهَا فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ خُذُوْا بِهَا ذَاتَ الشِّمَالِ اِلَى النَّارِ فَاِنَّهَا كَانَتْ مِنَ الْمُتَبَرِّجَاتِ فِي الدُّنْيَا (الکبائر للذہبی: ۱۷۷)

''ایک عورت دنیا میں بہت بن سنور کر بے پردہ رہتی تھی۔ اسی زیب و زینت کے ساتھ بے پردہ گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسے پتلے اور باریک کپڑوں میں پیش کیا گیا۔ اتنے میں ایک زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے ننگا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسے جہنم کی بائیں جانب

پھینک دو کیونکہ یہ دنیا میں بن سنور کر بے پردہ رہا کرتی تھی۔"

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار ہیں۔

یہی دھن ہے تجھ کو رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی اور فیشن نرالا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

نتیجہ: بے پردگی کی تکلیف دردناک، اس کے خطرات عظیم اور اس کے نتائج برے ہوتے ہیں۔

پردہ داری کی برکات

☆......امام ابن العربی کہتے ہیں کہ میں ملک نابلس کی تقریباً ایک ہزار بستیوں میں گیا ہوں۔ان بستیوں میں سے ایک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔ میں نے نابلس کی عورتوں سے زیادہ پاکدامن عورتیں کہیں نہیں دیکھیں۔ میں نے ان بستیوں میں بہت دیر قیام کیا مگر میں نے دن کے وقت کسی عورت کو باہر نکلتے نہیں دیکھا۔ ہاں جب جمعہ کا دن ہوتا تو عورتیں اپنے گھروں سے مسجدوں کی طرف آتیں حتیٰ کہ تمام مساجد کے مخصوص حصے عورتوں سے بھر جاتے۔ جمعہ کی نماز کے بعد عورتیں اپنے اپنے گھروں میں واپس لوٹ جاتیں، پھر آئندہ جمعہ تک گلیوں میں ایک عورت بھی چلتی پھرتی نظر نہ آتی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۱۶)

⊙......راقم الحروف کو چند سالوں سے چترال کے تبلیغی دورے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ وہاں کے ایک بزرگ عالم دین نے بتایا کہ یہاں پر قتل و غارت گری کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اتنا امن وسکون آخر کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہماری عورتیں پردے کی بہت پابند ہیں۔ کئی کئی مہینے گلی کوچہ میں بے پردہ عورت نظر نہیں آسکتی۔ اس پردے کی برکت سے زنا اور فحاشی کا راستہ بند ہے۔ لہٰذا خاندانوں میں دشمنی اور رقابت نہیں ہے۔ ہر طرف امن اور آشتی، محبت اور بھائی چارے کی فضا ہے۔ آپ کو ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کا خیر خواہ نظر آئے گا۔

⊙......امریکہ کی ایک انگریز نوجوان لڑکی مسلمان ہوئی تو اس نے باقاعدہ نقاب والا برقعہ پہننا شروع کر دیا۔ اس سے بہت ساری عورتوں نے سوال پوچھا کہ آپ تو کھلے ماحول سے کھلے بدن پھرنے والی لڑکی ہیں یکدم اتنا گہرا پردہ کرنے سے آپ کو تنگی نہیں ہوتی؟ دم گھٹتا محسوس نہیں ہوتا؟ آپ اپنے آپ کو قید میں محسوس نہیں کرتیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی جوانی کی راتیں نائٹ کلبوں اور ناچ گھروں میں گزاری ہیں، میں نے ہر مرد کی نظر کو ہوس زدہ دیکھا ہے، میں گلی بازار میں چلتی تھی تو مردوں کو اپنی طرف گھورتا دیکھتی تھی، میرے دل میں ہر وقت ڈر رہتا تھا کہ کوئی بدمست بد بخت نوجوان مجھ پر جھپٹ نہ پڑے، کیا پتہ عزت بھی لوٹے اور جان سے بھی مار دے۔ لیکن جب سے میں نے پردہ کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے میں لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوں، نہ تو کوئی میرے حسن وجمال کا مشاہدہ کر سکتا ہے، نہ مجھے دل میں کسی سے خطرہ ہے، میں تو پردے میں آکر سکھی زندگی گزار رہی ہوں۔ کاش بے پردہ عورتوں میں میرے دل کے سکون کو تقسیم کر دیا جاتا تو انہیں بھی سکون مل جاتا۔ اس نے کتاب لکھی ہے۔ **Behind the veil** (پردے کی اوٹ سے)

⊙......امریکہ کی ریاست مینی سوٹا میں ایک نوجوان مسلمان لڑکی فاطمہ نقاب والے برقعے میں لپٹی ہوئی خراماں خراماں اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں بھی پہن رکھی تھیں۔ ایک پولیس افسر نے دیکھا تو اسے تجسس ہوا کہ یہ کپڑے میں لپٹا کون شخص ہے۔ اس نے پانچ چھ پولیس والوں کو بلا لیا اور کہا کہ اس کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشن پہنچاؤ۔ چنانچہ پولیس والوں نے فاطمہ کو روک کر کہا کہ چہرے سے کپڑا ہٹاؤ تاکہ ہم تمہیں دیکھ سکیں۔ اس نے کہا کہ کسی عورت کو لاؤ تاکہ وہ میرا چہرہ دیکھے، آپ لوگ ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ پولیس والوں نے کہا کہ اگر تم نے کپڑا نہ ہٹایا تو ہم تمہیں گرفتار کر لیں گے چونکہ امریکہ میں 1963ء میں ایک قانون پاس ہوا تھا کہ کوئی شخص سو فیصد جسم کو چھپا کر نہیں چل سکتا۔ اس طرح تو بڑے بڑے مجرم راہ فرار اختیار کر سکیں گے۔ فاطمہ نے جواب دیا کہ میں اسی ملک میں پیدا ہوئی پلی بڑھی اور تعلیم پائی ہے، مجھے معلوم ہے کہ ہمارے ملک کا آئین ہر شخص کو مذہبی آزادی دیتا ہے، میں نے یہ پردہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کیا ہے، یہ میرا آئینی حق ہے۔ یہ سن کر پولیس والے اسے پولیس اسٹیشن لے گئے، ایک عورت کے ذریعے اس کی شناخت کروائی اور اسے ایک کارڈ بنا کر دیا کہ آئندہ تمہیں کوئی پولیس والا روکے تو اسے یہ کارڈ دکھا دینا۔ کارڈ پر لکھا ہوا تھا کہ فاطمہ کو 1963ء کے قانون سے مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ فاطمہ آج بھی باپردہ حالت میں امریکہ کے گلی کوچوں میں چلتی ہے۔ نہ اسے اپنی عزت و آبرو لٹنے کا ڈر ہے نہ جان کا خوف ہے اسکی زندگی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا مصداق بن گئی ہے۔

باب ۴

مخلوط محفلوں سے اجتناب

مردوں اور عورتوں میں بے محابا اختلاط تو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی نبی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت میں جائز نہیں رکھا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو انہوں نے ایک کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ ایک طرف دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو لیکر الگ تھلگ کھڑی تھیں۔ جب ہجوم رخصت ہو گیا تو ان لڑکیوں نے بچے کچھے پانی سے اپنی بکریوں کو سیراب کیا مگر مردوں کے ہجوم میں گھسنا پسند نہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر بتایا:

﴿قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ﴾ (القصص: ۲۳)

''بولیں ہم نہیں پانی پلاتیں چرواہوں کے چلے جانے تک''

اس سے معلوم ہوا کہ شریف گھرانوں کی عورتیں عام مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط کو طبعاً بھی گوارا نہیں کرتی تھیں۔

جامع ترمذی کی روایت ہے جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح ہونے لگا تو پردے کی آیات نازل ہوئیں۔ اس وقت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر کے بیٹھی ہوئی تھیں۔

وَهِيَ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا اِلَى الْحَائِطِ (ترمذی شریف)

''وہ اپنا رخ دیوار کی طرف کیے بیٹھی تھیں''

اس سے معلوم ہوا کہ قدسی نفوس طبعاً اس چیز کی طرف مائل نہیں ہوتے جن سے بچنے کا شریعت نے حکم دیا ہو، تاہم نفس اور شیطان ہمارے دشمن ہیں ۔ان کو مل کر کام کرنے کا موقع میسر آجائے تو یہ دھیرے دھیرے نیک لوگوں کو بھی گناہ میں ملوث کر دیتے ہیں۔

ایک ناقابل تردید حقیقت:

اگر ایک تنگ راستے پر دوطرفہ ٹریفک چل رہی ہو تو گاڑیوں کے ٹکرانے کی شرح بہت زیادہ ہوگی، اگر یک طرفہ ٹریفک چلے تو شرح بہت کم ہو جائے گی ۔اسی طرح اگر کسی جگہ مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ہوتا ہے تو ان کے گناہ میں ملوث ہونے کی شرح بہت زیادہ ہو جائے گی ۔اگر پردے کی پابندیاں لگا کر مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کر دیا جائے تو پھر گناہ میں ملوث ہونے کی شرح بہت کم ہو جائے گی ۔شریعت نے اسی اصول کے تحت مسلمان مردوں اور عورتوں کو آزادانہ اختلاط سے مکمل اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری ۔دوسرے الفاظ میں اگر بانسری بجنے کو ختم کرنا ہے تو اس میں استعمال ہونے والے بانس کی پیداوار کو روکنا پڑے گا، یعنی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی پڑیں گی ۔جو کام نہ کرنا ہو اس کے موقع ہی سے بچنا چاہیے، جب بھی گاڑیاں آمنے سامنے آئیں گی تو ایک نہ ایک دن ضرور ٹکرائیں گی ۔اسی طرح جب بھی غیر محرم کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملے گا تو ایک نہ ایک دن ملاپ ہو ہی جائے گا ۔دو ماہر ڈرائیور بھی ذرا سی غفلت کریں تو ایکسیڈنٹ کر بیٹھتے ہیں اسی طرح اگر نیک لوگ پردے میں بے احتیاطی کریں تو گناہ کے مرتکب ہو بیٹھتے ہیں۔

دو سنہری اصول:

روز مرہ کے تجربات و مشاہدات کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض لوگ اچھے اچھے اصول وضع کر لیتے ہیں۔ان میں سے دو اصول درج ذیل ہیں۔

{۱} مرفی کا قانون:(Murphy`s law)

If any thing can go wrong, it will go wrong

(اگر گناہ کا موقع ملتا رہیگا تو ایک نہ ایک دن ارتکاب ہو ہی جائے گا)

لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ گناہ کے موقع سے ہی بچا جائے تا کہ ملوث ہونے کی نوبت ہی نہ آئے۔اگر کسی جگہ مردوں عورتوں کی مخلوط محفلیں منعقد ہوتی رہیں گی تو گناہ کی صورتیں بھی سامنے آتی رہیں گی۔

{۲} احتیاط شرمندگی سے بہتر ہے:

Rather to be safe than to be sorry

(احتیاط کرنا شرمندہ ہونے سے بہتر ہے)

اگر کسی کام میں شرمندگی اور ندامت اٹھانے کا خطرہ ہو تو اس کام میں بہت احتیاط برتنی چاہیے۔اسی طرح عزت و ناموس کی حفاظت کرنی ہو تو مخلوط محفلوں میں جانے سے گریز کرنا چاہیے۔

ان دونوں اصولوں کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ نہ تو عورت کو بے حجاب مردوں کے سامنے آنا چاہیے اور نہ ہی مخلوط محفلوں کی زینت بننا چاہیے۔اسی میں عزت و ناموس کی حفاظت ہے اور یہی شریعت کا حکم بھی ہے۔

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال

دین اسلام کے احکام میں حسن و جمال کا یہ عالم ہے کہ جن کاموں سے روکا گیا ہے ان کی شروعات سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر زنا کو حرام قرار دیا تو مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول کو بھی سختی سے منع کر دیا۔ جن مواقع پر مردوں اور عورتوں کا اختلاط ممکن تھا ان کے بارے میں وضاحت سے ایسے قوانین لاگو کر دیئے کہ اختلاط کا امکان ہی نہ رہے چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱)......عورتوں کی تعلیم کا دن جدا:

ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں۔ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں اپنے پیچھے رہنے والی مسلمان عورتوں کی ایک جماعت کی نمائندہ اور قاصد ہوں۔ سب وہی کہتی ہیں جو میں کہتی ہوں۔ سب کی وہی رائے ہے جو میرے رائے ہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں جماعتوں کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے، ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی پیروی کی، ہم عورتیں گھروں میں پردے میں رہتی ہیں، مردوں کی جنسی ضرورت پوری کرتی ہیں، ان کے بچوں کو اٹھائے ہوتی ہیں۔ جبکہ مرد لوگ نماز باجماعت میں حاضری، نماز جنازہ میں حاضری اور جہاد میں شرکت کی وجہ سے نیک کاموں میں ہم سے بازی لے گئے۔ مرد لوگ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ہم ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں کیا ہم بھی ان کے اجر و ثواب میں شریک ہوں گی۔ یہ سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم نے دین کے سلسلے میں اس سے بہتر سوال کرنے والی کسی عورت کی بات سنی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا جی ہاں اے اللہ کے رسول! (واقعۃً اس

عورت نے بہترین سوال پوچھا ہے)

نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے اسماء! جاؤ اور ساری عورتوں کو بتادو کہ تمہارا شوہر کی خدمت کرنا، اس کی رضامندی طلب کرنا اور اس کی بات کو مان لینا، اس تمام اجر وثواب کے برابر ہو جائے گا جو تم نے مردوں کے متعلق ذکر کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اللہ اکبر کہتی ہوئی اور کلمہ طیبہ پڑھتی ہوئی خوشی خوشی واپس لوٹ گئیں۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر)

نبی علیہ السلام نے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک خاص دن مقرر فرما رکھا تھا۔ اس دن عورتیں اپنے گھروں سے باپردہ نکل کر اس جگہ آجاتی تھیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دین سکھایا کرتے تھے۔

②...... عورتوں کی گزرگاہ جدا:

نبی علیہ السلام نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

((عَلَیْکُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِیْقِ)) (ابن کثیر ۳/ ۲۸۷)

(عورتیں راستے کے کناروں پر چلیں)

اگر کسی عورت کو گھر سے نکل کر کسی جگہ جانا ہو تو وہ راستے کے درمیان میں اور مردوں میں گھس کر نہ چلے بلکہ راستے کے کنارے پر چلے تاکہ مردوں سے دور رہے۔ روایات میں آیا ہے کہ اس حکم کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن راستے کی دیواروں کے اتنا قریب چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے لگتے تھے۔

③...... مسجد میں داخلے کا دروازہ جدا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دروازہ عورتوں کے لیے مخصوص کرنے کا حکم فرمایا تاکہ عورتیں اس دروازے سے آئیں اور جائیں۔ مرد لوگ اس دروازے

کے قریب بھی نہ جائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان سنا تو مرنے تک پوری بقیہ زندگی دن رات کے کسی وقت بھی اس دروازے سے گزرنا گوارا نہ کیا۔ اس دروازے کا نام باب النساء پڑ گیا۔

ابوداؤد شریف کی روایت کے الفاظ ہیں۔

((لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ قَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ حَتّٰى مَاتَ)) (سنن ابی داود: ۵۸۱/۲)

''یہ دروازہ عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہ مرتے دم تک اس دروازے سے مسجد میں داخل نہیں ہوئے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس تقویٰ پر قربان جائیں۔ ان کا یہ عمل مخلوط محفلوں کے حامیوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔

۴۔ ......عورتوں کی صفیں مردوں سے جدا:

اللہ تعالیٰ کو نماز کی صفوں میں مردوں کا عورتوں سے دور رہنا اور عورتوں کا مردوں سے دور رہنا پسندیدہ اور محبوب ہے۔ حالانکہ نماز پڑھتے ہوئے انسان کوئی گندی حرکت کر بھی نہیں کرسکتا۔ مزید برآں مرد یا عورت کے لئے نماز کی حالت میں ایک دوسرے پر بری نگاہ بد ڈالنا بھی مشکل ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ

((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا)) (ابوداؤد)

''مردوں کی صفوں میں بہتر صف پہلی صف ہے جبکہ بری صف پچھلی ہے۔ عورتوں کی صفوں میں بہتر صف آخری صف ہے اور بری صف پہلی صف ہے''

نماز میں توجہ الی اللہ اور رجوع الی اللہ کی کیفیت ہوتی ہے۔ مؤمن کو کسی نہ کسی

درجے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اگر اس یکسوئی کی حالت میں بھی مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو پسند نہیں کیا گیا تو پھر شادی بیاہ کی غفلت بھری محفلوں میں مردوں عورتوں کا اختلاط کہاں جائز ہوگا۔

نماز میں عورتوں کو آخری صفوں میں کھڑا ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ نماز کے لئے مرد لوگ پہلے مسجدوں میں آجائیں بعد میں عورتیں آئیں۔ جب جماعت ہو جائے تو عورتیں جلدی سے نکل کر گھروں میں پہنچ جائیں بعد میں مرد لوگ مسجد سے باہر نکلیں۔ شرع شریف کی اس احتیاط پر شیطان کے لئے رونے پیٹنے کے سوا اور کچھ نہیں بچتا۔

۵......عورتوں کا مسجد میں آنا:

باوجود اس کے کہ دین اسلام میں عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع نہیں کیا گیا، اگر وہ پردے کی حدود اور شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسجد میں آکر جماعت میں شریک ہوں تو اجازت ہے تاہم پسند اس بات کو کیا گیا ہے کہ عورتیں مسجد میں آنے کی بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھیں۔

ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے مگر تیرا ایک گوشہ میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے یہ اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو جامع مسجد میں نماز پڑھے۔ (مسند احمد وطبرانی)

آخر یہ فرق کیوں ہے کہ مرد کے لیے تو بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اور عورت کیلئے گوشہء تنہائی میں نماز پڑھنا افضل ہے؟ اس میں حکمت یہ ہے کہ

مردوزن کے اختلاط کوروکا جائے۔

۶......حج میں عورتوں کا طریق:

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور مردوعورت دونوں پر فرض ہے۔ اگرچہ یہ بھی ایک اجتماعی عبادت ہے لیکن اس میں بھی حتی الامکان مردوعورت کو آپس میں خلط ملط ہونے سے روکا گیا ہے۔

عطاء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن آپس میں خلط ملط نہیں ہوتی تھیں۔ مقصد یہ ہے کہ عورتیں مطاف کے کنارے پر چلتی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف میں عورتوں اور مردوں کو خلط ملط ہونے سے روکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مرد کو عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے (فتح الباری)

۷......جنازوں میں شرکت

کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنا مسلمانوں کیلئے فرض کفایہ ہے، مگر عورتوں کو جنازے میں شرکت سے منع کیا گیا ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دین اسلام میں مخلوط محفلوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عورتوں کی فطرت

عورت اگر نیک بنے تو دنیا کی سب سے قیمتی متاع بن جاتی ہے اگر بگڑ جائے تو ستر مردوں سے زیادہ بے حیائی اور فحاشی پھیلاتی ہے۔ سلف صالحین کا قول ہے کہ مرد اگر کدال لے کر بھی گھر گرانا چاہے تو اسقدر جلدی نہیں گرا سکتا جتنا جلدی عورت ایک سوئی کے ذریعے گھر کو گرادیتی ہے۔ اسی لئے عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند اور بچوں کو اپنی

تمام تر توجہات کا قبلہ بنائے جب فرصت ملے تو اپنے رب کی عبادت میں وقت لگائے، دوسرے لوگوں کے ساتھ زیادہ اختلاط رکھنا عورت کی تباہی کا بڑا سبب ہوتا ہے۔ جب کوئی عورت اپنے خاوند سے اپنی باتیں چھپانی شروع کر دیتی ہے تو یہ گھر برباد ہونے کی واضح علامت ہوا کرتی ہے۔ مرد جتنا بھی بگڑ جائے عیاری اور فحاشی میں بدکار عورت سے آگے نہیں بڑھ سکتا، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المنثور میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے:

((عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمُوْرُ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ۔ مَا هٰذَا بِمُقِرَّةٍ عَلٰى ظَهْرِهَا فَاَصْبَحَتْ صُبْحًا وَفِيْهَا رَوَاسُهَا فَلَمْ يَدْرُوْا مِنْ اَيْنَ خُلِقَتْ ؟ فَقَالُوْا: رَبَّنَا هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ اَلْحَدِيْدُ۔ فَقَالُوْا: هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ: نَعَمْ خُلِقَ النَّارُ قَالُوْا: رَبَّنَا هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ: نَعَمْ اَلْمَاءُ۔ قَالُوْا: رَبَّنَا هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ هُوَ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّيْحُ۔ قَالُوْا: رَبَّنَا هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ هُوَ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ؟ قَالَ نَعَمْ اَلرَّجُلَ۔ قَالُوْا: رَبَّنَا هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ هُوَ اَشَدُّ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَرْاَةُ))

(الدر المنثور ۳/۱۱۳) (رواہ احمد عن انس بن مالک عن انس۔ تفسیر ابن کثیر ۳/۳۸۰)

"قیس رضی اللہ عنہ بن عباد سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو بنایا تو وہ گھومنے لگی فرشتوں نے کہا کہ یہ کسی کو اپنے اوپر ٹھہرنے نہیں دے گی۔ پھر جب صبح ہوئی تو اس میں پہاڑ گاڑ دیے گئے۔ فرشتوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ یہ کیسے بنا دیئے گئے۔ فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار۔ کیا آپ کی مخلوق میں سے کوئی چیز ان پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، اس سے زیادہ سخت لوہا ہے (جو پہاڑوں کو بھی توڑ پھوڑ دیتا ہے) انہوں نے پوچھا: آپ کی مخلوق میں کوئی چیز لوہے

سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا کہ ہاں اس سے زیادہ سخت چیز آگ ہے (جو لوہے کو پگھلا کر رکھ دیتی ہے)۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں اس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں پانی ہے (جو آگ کو بجھا دیتا ہے) فرشتوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں تیز ہوا ہے (جو پانی کو اچھال دیتی ہے) پوچھا: کیا آپ کی مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں مرد ہے (حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں ہوا رہی ہے) فرشتوں نے عرض کیا: اے ہمارے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں مردوں سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں عورت ہے (جو مردوں کو اپنے فریب میں پھنسا لیتی ہے)

اس مضمون کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں شیطان کے مکروفریب کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ (النساء:٧٦)

''شیطان کا مکروفریب کمزور اور ضعیف ہے''

جبکہ قرآن پاک میں عزیز مصر کا قول نقل کیا گیا ہے۔

﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ﴾ (یوسف:٢٨)

''تمہارا مکروفریب بہت بڑا ہے''

مکار عورتوں کے مکروفریب کے چند واقعات درج ذیل ہیں:

(۱)...... بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا۔ اس کی خوبصورت بیوی نے کسی نوجوان سے آشنائی کر لی۔ عورت نے نوجوان کو ایسی کنجی بتا دی کہ وہ جب چاہے اس عورت کے پاس چلا آئے۔ ایک دن اس کے خاوند نے کہا ''مجھے تیری حالت اچھی معلوم نہیں ہوتی لہٰذا متبرک پہاڑ پہ چڑھ کر قسم اٹھاؤ کہ کوئی خیانت نہیں ہوئی، اس نے کہا بہت اچھا

جب اس کا خاوند کسی کام کے لئے باہر چلا گیا، عورت نے نوجوان کو بلا کر سارا ماجرا سنایا۔ نوجوان نے پوچھا کہ اس سے بچاؤ کی کیا صورت ہو سکتی ہے، عورت نے کہا کہ کرایہ پر گدھے کی سواری کرنے والوں کا لباس پہن لینا اور شہر کے باہر فلاں جگہ پہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا۔ جب عورت کا خاوند آیا تو اس نے کہا مقدس پہاڑ پر جانے کی تیاری کرو، عورت اپنے خاوند کے ساتھ سفر کے لئے چل پڑی۔ شہر سے باہر نکل کر جب اس نے گدھے والے کو دیکھا تو بہانہ کرنی لگی کہ میں تھک گئی ہوں بقیہ سفر گدھے پر سوار ہو کر کروں گی، خاوند نے عورت کو گدھے پر سوا کرا دیا۔ جب سواری پہاڑ پر پہنچ گئی تو عورت اترتے وقت جان بوجھ کر گر گئی اور اپنے ستر سے کپڑا اہٹا دیا۔ پھر افسوس کرتی اٹھ کھڑی ہوئی اور خاوند کے سامنے قسم اٹھا کر کہنے لگی کہ خدا کی قسم تیرے سوا میرا پوشیدہ بدن کسی نے نہیں دیکھا مگر ہاں اس گدھے والے نے دیکھ لیا ہے۔

(۲)......ایک عورت بدکردار تھی اور اپنی راز کی باتیں اپنی سہیلی کو بتا دیتی تھی۔ اس کی سہیلی نے اسے بہت سمجھایا کہ غیر مرد سے تعلق حرام ہے، تم گناہ کرنا چھوڑ دو۔ وہ عورت باز نہ آئی بلکہ جب بھی گناہ کرتی اس کی تفصیل اپنی سہیلی کو آ کر بتاتی۔ اس کی سہیلی نے عورت کے خاوند کو اشارۃً کنایۃً بتا دیا کہ اپنی بیوی کی فکر کرو یہ راستے سے بھٹک گئی ہے۔ عورت ایسی چرب زبان اور مکار تھی کہ اس نے اپنے خاوند کے ذہن میں بٹھا دیا تھا کہ مجھ جیسی نیکو کار عورت شاید ہی کوئی ہوگی۔ جب سہیلی نے بار بار خاوند کو بتایا تو خاوند نے کہا اگر میں اس عورت کی زبان سے واقعہ سن لوں تو اس کی خبر لوں گا۔ سہیلی نے کہا کہ بہت اچھا آپ میرے گھر میں آ کر پردے کے پیچھے بیٹھ جانا، میں تمہاری بیوی سے ساری داستان پوچھوں گی وہ جب مجھے سنائے گی تو آپ خود بھی سن لینا، مرد نے کہا بہت اچھا۔ سہیلی نے ایک دن اس عورت کے خاوند کو پردے کے پیچھے چھپا دیا اور عورت سے کہا کہ آج مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم اپنے آشنا کے ساتھ کیسے وقت گزارتی ہو، عورت نے اسے

ایک ایک بات کی تفصیل بتائی۔ اچانک مرد کو ہلکی سی کھانسی ہوئی تو عورت کو شبہ پڑ گیا کہ پردے کے پیچھے کوئی موجود ہے۔ اس نے اپنی داستان جاری رکھی اور سارا واقعہ سنا کر کہنے لگی کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ سہیلی نے پوچھا کہ کیا مطلب؟ کہنے لگی کہ میں نے تمہیں ایک خواب سنایا ہے خواب دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اتنے میں خاوند نے پردے کے پیچھے سے آ کر کہا کہ کیا تم نے جو کچھ بتایا وہ حقیقت ہے؟ کہنے لگی: ہرگز نہیں، خواب کی باتیں ہیں اور خواب تو کسی طرح کا بھی ہو سکتا ہے، خواب دیکھنے پر اللہ تعالیٰ پکڑ نہیں کرتا، آپ کیسے میری گرفت کر سکتے ہیں؟ خاوند شرمندہ ہوا اور عورت غلط کاری کے باوجود مکاری کی وجہ سے غالب آ گئی۔

(۳)......ایک عورت گاؤں سے تانگے پر سوار ہوئی کہ مجھے شہر جانا ہے۔ راستے میں تانگے والے کا دوست ملا جس نے اسے قرض کے دو ہزار روپے ادا کیے۔ عورت نے دیکھ لیا کہ مرد پیسوں کو کس جیب میں ڈال رہا ہے۔ جب شہر پہنچے تو تانگے والے نے عورت سے کہا کہ مجھے ۱۰ روپے کرایہ ادا کرو۔ عورت کہنے لگی کہ مجھے واپس بھی جانا ہے میرا چھوٹا سا کام عدالت میں ہے۔ انتظار کر لو تو تمہیں واپسی کی سواری بھی مل جائے گی۔ تانگے والا راضی ہو گیا۔ عورت نے تانگے والے سے کہا میرا عدالت میں ایک معاملہ ہے اگر آپ قاضی کے سامنے جا کر یہ الفاظ کہہ دیں کہ میں نے تمہیں تین طلاق دے دیں تو میں واپسی کا کرایہ بھی دوں گی اور ۱۰۰ روپے اضافی بھی دوں گی۔ مرد لالچ میں آ گیا، اس نے عدالت میں جا کر بیان دے دیا، عورت نے جھوٹ موٹ رونا شروع کر دیا۔ جب مرد طلاق کے الفاظ کہہ کر واپس جانے لگا تو عورت نے قاضی سے کہا کہ اس شخص نے مجھے طلاق تو دے دی آپ مجھے اس سے دو ہزار روپیہ حق مہر تو دلوائیں۔ قاضی نے مرد سے کہا کہ عورت کو دو ہزار حق مہر ادا کرو، اس نے کہا کہ یہ تو میری بیوی نہیں ہے۔ عورت نے کہا پیسے بچانے کے لئے ایسا نہیں کر سکتے، تمہاری فلاں جیب میں

موجود ہیں، میں تمہاری بیوی ہوں، مجھے تمہاری ہر بات کا علم ہے۔ جب تلاشی لی گئی تو دو ہزار روپے ملے۔ قاضی نے حکم دیا کہ عورت کو حق مہر دے دیا جائے۔ مرد دو ہزار روپے دے کر شرمندہ ہوا، جبکہ عورت مکاری سے دو ہزار روپے لے کر بازار میں غائب ہوگئی۔

(۴)...... حضرت لقمان علیہ السلام نے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے۔ کسی عورت کے پیچھے جانے کی بجائے کسی شیر کے پیچھے چلے جانا بہتر ہے۔ اس لئے کہ شیر آیا تو جان چلی جائے گی۔ اگر عورت پلٹ آئی تو ایمان چلا جائے گا۔ ایک دانا کا قول ہے کہ شریف عورت سے ہوشیار رہو اور بری عورت سے بے کنار رہو۔

مردوں کی فطرت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (آل عمران:۱۴)

''فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرد کے نفس میں سب سے زیادہ شدید طلب عورت کے ساتھ اپنی شہوت پوری کرنے میں رکھی گئی ہے۔

اس کی تصدیق نبی علیہ السلام کی حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے کہ فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَشَدُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ)) (متفق علیہ قرطبی ۲۰/۳)

''میں اپنے بعد مردوں کے لئے عورت سے بڑا فتنہ نہیں چھوڑے جا رہا''

عورت کا فتنہ تمام اشیاء سے زیادہ خطرناک اور سخت ترین ہے۔ اسی لئے شیطان کا قول ہے کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

((اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّيَاطِيْنِ)) (مشکوۃ: ج۳،ص ۱۴۳۷)

''عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں''

جس طرح رسی کے ذریعے شکاری اپنے شکار کو پھنسا لیتا ہے اسی طرح شیطان عورت کے ذریعے مرد کو گناہ میں پھنسا لیتا ہے۔ چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

مرد کو موقع نہ دیں:

عورتوں کو چاہیے کہ وہ غیر مردوں سے دور رہیں۔ اگر کسی مرد پر اعتماد کریں گی تو یقینی طور پر دھوکا کھائیں گی۔ اکثر مرد اس لئے گناہ نہیں کرتے کہ انہیں موقع میسر نہیں ہوتا۔ اگر کسی مرد کو عورت پر قدرت ملے اور وہ گناہ نہ کرے تو وہ یا تو ولی ہوگا یا پھر غبی (بے عقل) ہوگا۔ نارمل انسان شہوت کے جوش میں آ کر گناہ کر بیٹھتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ آج کے دور میں جوان بہن کو جوان بھائی پر اعتماد کر کے تنہائی میں اکیلے پاس نہیں رہنا چاہیے، شیطان فتنے میں مبتلا کر دے گا۔ عورت مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔

مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا:

عورت کے معاملے میں مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ اس کی امنگیں اور آرزوئیں ہمیشہ جوانوں کی مانند رہتی ہیں۔ جب کسی نوجوان لڑکے کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے تو محفل میں موجود اس کے باپ اور دادا دونوں کے دل میں حسرت بھری کیفیت ہوتی ہے کہ کاش یہ ہمارے نکاح کی محفل ہوتی۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی عمر سو سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ ایک دن عورتیں آپس میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوگئی ہے ان سے پردہ نہ بھی کیا جائے تو ٹھیک ہے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی باتیں سن کر انہیں بتایا کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے ایک دن مجھے ان کے ہمراہ کسی جگہ قیام کرنے کا موقع ملا۔ صبح اٹھ کر انہوں نے خادم سے کہا کہ رات احتلام ہو گیا ہے غسل کے لئے پانی کا انتظام کر دو۔ یہ سن کر عورتیں ایسے چپ ہوگئیں جیسے کہ

انہیں کسی سانپ نے سونگھ لیا ہو۔

دل کبھی نہیں بھرتا:

علماء نے لکھا کہ چند چیزوں سے انسان کا دل کبھی نہیں بھرتا مثلاً

❶ آسمان دیکھنے سے:

ہر آدمی روزانہ آسمان کو دیکھتا ہے۔ نیلا رنگ، بادل، سورج، چاند اور ستارے وغیرہ مگر کوئی شخص ایسا نہ ملے گا جو یہ کہے کہ آسمان دیکھ دیکھ کر میرا دل بھر گیا ہے۔ میں اکتا چکا ہوں۔ ہر روز نئے شوق کے ساتھ انسان آسمان کے ستاروں کو دیکھتا ہے۔

❷ پانی پینے سے:

ہر شخص روزانہ پانی پیتا ہے مگر اس کے باوجود اس سے طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی۔ ایک دن جتنا بھی پیٹ بھر کر پانی پی لے۔ دوسرے دن پھر پیاس کی شدت کی وجہ سے پانی کی طلب پیدا ہوگی۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ مصنوعی مشروبات پینے سے طبیعت اکتا جائے مگر پانی پینے سے طبیعت نہیں اکتا سکتی۔

❸ بیت اللہ کو دیکھنے سے:

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو دیکھنے میں ایسی لذت رکھ دی ہے کہ آدمی ایک دفعہ دیکھے تو دوبارہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ایک بار دیکھا ہے بار بار دیکھنے کی طلب ہے۔ بقول شاعر:

يَزِيْدُكَ وَجْهُهٗ حُسْنًا   اِذَا مَا زِدْتَهٗ نَظَرًا

”اے محبوب جتنا زیادہ میں تمہاری طرف دیکھتا ہوں اتنا زیادہ میری محبت میں اضافہ ہوتا ہے“

۴ مرد کا دل عورت سے:

یہ بھی اظہر من الشمس حقیقت ہے کہ مرد کا دل عورت سے کبھی سیراب نہیں ہوتا۔ اگر وقتی طور پر ضرورت پوری ہونے کی وجہ سے کشش محسوس نہ ہو۔ لیکن دو چار دن کے بعد پھر طبیعت کے اندر میل ملاپ کی خواہش پیدا ہوگی اور انسان کو ملے بغیر چین کی نیند نہیں آئے گی۔ اگر چہ انسان جوانی سے بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جائے مگر عورت کی کشش میں کمی نہیں آتی۔ شاید بھوک پیاس نیند کی مانند شہوانی ضرورت بھی انسان کی فطرت کا حصہ ہے۔ جو موت تک انسان کے ساتھ رہتی ہے۔

ہڑتال فقط جانچ پڑتال:

ایک امیر شخص نے پوری زندگی عیاشی میں گزار دی۔ بڑھاپے کی عمر میں پہنچ کر وہ جنسی طور پر عورت کے قابل نہ رہا۔ مگر اس کے باوجود وہ پیشہ ور عورتوں کو بھاری رقم کے عوض اپنے پاس بلاتا اور ہم آغوش ہو کر انہیں واپس بھیج دیتا۔ ایک عورت نے اس سے پوچھا کہ جب تم عورت کے ساتھ ہمبستری کے قابل ہی نہیں رہے تو اتنے پیسے خرچ کر کے تمہیں آخر کیا ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ گو میں نا قابل ہوں مگر نسوانی اعضا کو چھو کیا اور ہم آغوش ہو کر میری شہوت کی تسکین ہو جاتی ہے۔ میرے جسم میں بڑھاپے کی وجہ سے ہڑتال ہے بس میں جانچ پڑتال کر کے وقت گزار لیتا ہوں۔

سنا ہے کہ ایک شاعر کو کھانے پینے کی بہت ہوس تھی۔ وہ دستر خوان پر کھانا کھاتے کھاتے تھک جاتا تھا۔ جب بیوی دستر خوان سمیٹنے کے لئے آتی تو کہتا:

؎ گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

یہ شعر اس عیاش امیر کی حالت کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے۔

بکرے بکری کا کھیل:

علامہ دمیری نے حیات الحیوان میں لکھا ہے کہ ایک بوڑھے شخص نے بکریاں اور بکرے پالے ہوئے تھے۔ وہ روزانہ بیٹھ کر گھنٹوں بکرے بکریوں کو دیکھتا رہتا۔ کسی نے پوچھا کہ تم اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں خود تو بڑھاپے کی وجہ سے بیوی کے قابل نہیں رہا۔ لہٰذا میں بکرے بکریوں کو دیکھتا رہتا ہوں۔ جب کوئی بکرا شہوت کے ساتھ بکری پر سواری کرتا ہے تو مجھے اپنی جوانی یاد آجاتی ہے۔

بوسیدہ ہڈیوں میں کشش:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی جگہ دو بوسیدہ ہڈیاں قریب رکھ دی جائیں تو وہ بھی آپس میں جڑنے کی کوشش کریں گی۔ کسی نے وضاحت پوچھی تو فرمایا کہ اگر کسی بوڑھے اور بڑھیا کو اکٹھا رہنے کا موقع مل جائے تو وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔

حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام العلماء والصلحاء حضرت خواجہ محمد عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مرد اور عورت کی باہمی کشش کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ مرد کے اندر عورت کی شہوت اس قدر رکھ دی گئی ہے کہ اگر عورت کسی راستے سے گزرے اور اس کے قدموں کے نشان زمین پر رہ جائیں۔ پھر بعد میں کسی مرد کو اسی راستے سے گزرنا پڑے اور اس کے پاؤں عورت کے پاؤں کے نشان پر پڑ جائیں تو بھی مرد کے اندر شہوت بیدار ہو جاتی ہے۔

آمدم برسر مطلب:

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ عورت کے معاملے میں مرد کی ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی۔ شادی شدہ مردوں میں عورت کا تذکرہ چھڑ جائے تو ہر

ایک نئی شادی کرنے کے لئے تیار نظر آتا ہے۔ ایک پروفیسر صاحب گھر میں بیٹھے ناول پڑھ رہے تھے۔ ان کی بیوی بن سنور کر ان کے قریب موجود تھی اور خاوند کی نظر عنایت چاہتی تھی پروفیسر صاحب اس کی طرف دھیان ہی نہیں دے رہے تھے۔ انتظار بسیار کے بعد عورت نے قریب آ کر کہا کہ کاش میں بھی کتاب ہوتی تا کہ آپ مجھے گھنٹوں دیکھتے رہتے۔ پروفیسر صاحب بولے کتنا اچھا ہوتا کہ آپ ڈائری ہوتی کہ میں اسے ہر سال بدل سکتا۔

اس سے واضح ہوا کہ مرد کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو اسے غیر محرم عورت کے قریب ہونے کا موقع ہی نہیں دینا چاہیے۔ ایک نوجوان ریل کے سفر پر جانے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا۔ انتظار گاہ میں ایک پردہ نشیں عورت بھی ریل گاڑی آنے کی منتظر تھی۔ کسی وجہ سے اطلاع ملی کہ گاڑی دو گھنٹے لیٹ آئے گی۔ نوجوان نے سوچا کہ چلو اس عورت سے ہی بات چیت بڑھاتے ہیں۔ اس نے پہلے دریافت کیا کہ آپ بھی گاڑی پہ جانے کے لئے یہاں بیٹھی ہیں، عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نوجوان کی جرأت بڑھی کہ وقت بھی ہے تنہائی بھی ہے عورت بات کا جواب بھی دے رہی ہے، ذرا مزید بات بڑھائی جائے۔ اس نے دوبارہ پوچھا کہ میں آپ کے لئے کوئی شربت یا ٹھنڈی بوتل لے آؤں۔ عورت نے پہلے تو انکار کیا مگر بار بار کے اصرار پر ہاں کر دی، نوجوان بھاگ کر ٹھنڈی بوتل لے آیا، عورت نے پی کر ایک طرف رکھ دی۔ کچھ دیر کے بعد نوجوان نے پوچھا کہ کیا میں آپ کے لئے کچھ کھانے کی چیز لے آؤں، عورت نے سر کے اشارے سے انکار کر دیا۔ نوجوان بار بار پوچھتا رہا۔ اِدھر سے اصرار اور اُدھر سے انکار، اسی طرح کافی دیر گزر گئی۔ بالآخر نوجوان کو دور ریڑھی والا پھل فروش نظر آیا تو اس نے بڑمست انداز میں پوچھا کہ کیا میں آپ کے لئے سیب لے آؤں، عورت نے سر ہلا کر انکار کیا۔ نوجوان نے بڑی محبت بھری آواز میں کہا، کیا بات ہے آپ میری کوئی چیز قبول ہی نہیں

کر رہیں، عورت چپ رہی۔ جب نوجوان نے منت سماجت کی انتہا کر دی کہ آخر آپ پھل کیوں نہیں کھانا چاہتیں تو عورت نے تنگ آ کر بتا دیا کہ میرے منہ میں دانت ہی نہیں ہیں میں ۸۰ سال کی بڑھیا ہوں۔ نوجوان سخت شرمندہ ہوا اور وہاں سے کھسک گیا۔

ایک طرف تو عورت کے معاملے میں مردوں کا حال اتنا پتلا ہے دوسری طرف اگر کسی عورت کی نیت میں فتور آ جائے تو مکر وفریب کی وجہ سے وہ خاوند کی ناک کے نیچے دیا جلا کر دکھا دیتی ہے، اسی لئے شرع شریف نے مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط پر قطعی پابندی لگا دی ہے۔ نہ تو شیطان کو گناہ کروانے کا موقع ملے نہ ہی عزتوں کے جنازے نکلیں اور نہ ہی معاشرے میں فساد پھیلنے کی صورت رہے۔

مخلوط تعلیم کے نقصانات

آجکل سکولوں اور کالجوں میں لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم عام ہوتی جا رہی ہے۔ جس کے برے اور منفی اثرات بھی کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ تجربات سے بھی یہی بات ثابت ہو رہی ہے کہ

﴿وَ اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا﴾

''ان کے منافع سے ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں''

غیر محرم کی جھجک ختم:

مخلوط تعلیم والے اداروں کے طلباء وطالبات میں سب سے پہلی اور بنیادی تبدیلی یہ آتی ہے کہ غیر محرم سے گفتگو کرنے کی جھجک ختم ہو جاتی ہے۔ لڑکیاں پروفیسروں سے اور ہم جماعت لڑکوں سے بے محابا گفتگو کرتی ہیں۔ ہوم ورک کے نام پر دنیا جہان کی باتیں گفتگو کا عنوان بنتی ہیں اور بات نجی زندگی تک پہنچ جاتی ہے۔

بقول شخصے۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

پھر جب جوانی کی باتیں شروع ہوتی ہیں تو صورتحال وہی بنتی ہے کہ

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

غیر محرم سے بات کرتے ہوئے طبیعت میں جھجک کا ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، اس کی وجہ سے گناہ کا دروازہ بند رہتا ہے۔ عام حالات میں بوقت ضرورت کوئی مرد غیر عورت سے گفتگو کرے گا تو عورت کی نگاہیں شرم وحیا کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ جب مخلوط تعلیمی ماحول میں غیر محرم سے بات کرنے کی جھجک ختم ہو جاتی ہے تو پھر نگاہیں جھکنے کی بجائے دوسرے کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ جہاں نگاہیں چار ہوئیں وہیں اچار کی طرح ایک دوسرے کو کھا جانے کو دل کرتا ہے۔ دل چاہتا ہے۔

انتہا تک ہی پہنچ جائے گی
تم کہانی کی ابتدا تو کرو

فیشن پرستی:

جب لڑکی ایسے ماحول میں رہے جہاں غیر محرم کی تجسس والی متلاشی نگاہیں اس پر پڑیں تو اس کا جی چاہتا ہے کہ لوگ میرے حسن و جمال سے متاثر ہوں، میری تعریفیں کریں، پس وہ بن سنور کر رہتی ہے تاکہ حور کی بچی نظر آ سکے۔ گفتگو کرتے وقت آواز میں لوچ ہوتی ہے، چلنے پھرنے میں ناز انداز ہوتا ہے، بقول شاعر:

بجلیاں دیکھنے والوں پہ گراتے آئے
تم جدھر آئے ادھر آگ لگاتے آئے

ایسے ماحول میں تعلیم کی طرف توجہ نہیں رہتی تصویر کی طرف دھیان رہتا ہے۔ خوف خدا دلوں سے نکل جاتا ہے گناہ سے نفرت کی بجائے گناہ کی حسرت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان نفس پرستی، زن پرستی اور شہوت پرستی کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ لڑکیاں فیشن پرستی کی دلدادہ بن جاتی ہیں نتیجہ۔ لڑکیاں اور لڑکے دونوں خدا پرستی سے دور ہو جاتے ہیں۔

دوستی یاری کے تعلقات:

مخلوط تعلیمی اداروں میں طلبا و طالبات کے درمیان ناجائز تعلقات قائم ہونے کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ شیطان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ سکول کالج آنے جانے کے اوقات میں میل ملاپ کے مواقع میسر آ جاتے ہیں۔ ایک شہر میں ایک بڑی سڑک کا نام سکس روڈ (Six Road) ہے مگر لوگوں نے اسکا نام Sex Road رکھ دیا ہے۔ طلبا و طالبات اپنے گھروں میں پہنچ کر فون کے ذریعے ایک دوسرے سے گھنٹوں باتیں کرتے ہیں۔ موبائیل فون کے ذریعے بستر میں لیٹے لیٹے SMS پیغام ایک دوسرے کو پہنچاتے رہتے ہیں۔ جیسے جیسے بے تکلفی بڑھتی ہے ایک دوسرے سے فحش مذاق اور پیغامات کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ بات آخری حدوں تک پہنچ جاتی ہے۔

جنسی بے راہروی:

فرنگی ممالک میں عریانی اپنے عروج پر ہے مخلوط محفلیں روز مرہ کا معمول بن گئی ہیں۔ جنسی بے راہروی اپنے سابقہ ریکارڈ توڑ چکی ہے۔ چند تلخ حقائق پیش خدمت ہیں۔

① تیسری جماعت کا طالبعلم

گورنمنٹ سکولوں میں تیسری جماعت کے طالبعلم کو مرد و عورت کے جنسی تعلقات

کے متعلق بتانا شروع کر دیا جاتا ہے۔ایک مسلمان ماں نے روتے ہوئے فون پر کہا کہ کاش یہاں پر ایسے سکول ہوتے جن میں ہمارے بچے مسلمان اساتذہ کی زیر نگرانی تعلیم پاتے۔آج میرا بیٹا سکول سے واپس آیا تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ امی! جب ابو آپ سے ہمبستری کرتے ہیں تو کیا غبارہ (Condom) استعمال کرتے ہیں۔اس کے الفاظ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرے، میں نے غصے کا اظہار کرنے کی بجائے پیار سے بیٹے سے پوچھا کہ تمہیں یہ سوال پوچھنے کی نوبت کیسے آئی، اس نے کہا کہ آج سکول میں تیسری کلاس کے ٹیچر نے تمام بچوں بچیوں کو مرد وعورت کے جنسی تعلقات کے متعلق بتایا، پھر غبارے کے استعمال کے بارے میں بتایا کہ اس کے دو فائدے ہیں، ایک تو عورت حاملہ نہیں ہوتی دوسرا بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی۔اس کے بعد بچے نے اپنی ماں کو بتایا کہ پیریڈ ختم ہونے کے بعد لڑکے لڑکیاں آپس میں مذاق کر رہے تھے۔ایک لڑکی اپنے دوست لڑکے کو کہہ رہی تھی کہ میں غبارے کے بغیر تمہیں کچھ نہیں کرنے دوں گی، اس پر وہاں موجود سب لڑکے لڑکیوں نے زوردار قہقہہ لگایا۔

۲ شرم مار مکاؤ سکیم:

فرنگیوں کے نزدیک شرم ایک صفت نہیں بلکہ بیماری ہے۔اس کو ختم کرنے کے لیے چھوٹی کلاس میں لڑکے لڑکیوں کو آس پاس والی سیٹوں پر بٹھایا جاتا ہے۔رول نمبر اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ لڑکی کے دونوں طرف لڑکے ہوتے ہیں اور ہر لڑکے کے دونوں طرف لڑکیاں ہوتی ہیں۔استاد کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ اس بات پر نظر رکھے کہ لڑکے لڑکیاں آپس میں کھلی بات چیت ہنسی مذاق یا چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اگر کوئی لڑکی دوسرے لڑکوں سے دور دور رہے تو استاد اس کو سمجھاتا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں۔اگر لڑکی پھر بھی نہ سمجھے تو ماہر نفسیات کو بلا کر اسکا چیک اپ کروایا جاتا ہے کہ آخر یہ نارمل کیوں نہیں ہے۔ہر مہینے میں ایک یا دو دفعہ سوئمنگ کی کلاس رکھی جاتی ہے

جس میں لڑکے لڑکیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے جسم سے تمام لباس اتار کر نہائیں۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کے درمیان جھجک ختم ہو جائے یعنی شرم کا بیج ہی مار دیا جائے۔

اس سے اگلی کلاس کے طلبا کو جنسی تعلقات کے متعلق فلمیں دکھائی جاتی ہیں تا کہ ہر لڑکے لڑکی کو اچھی طرح پتہ چل جائے کہ جماع کا طریقہ کیا ہے۔ اگر مسلمان ماں باپ سکول کے پرنسپل کو لکھ کر دیں کہ ہمارے بچے کو یہ کلاس نہیں لینی، ہم خود ہی مناسب وقت پر اسے ازدواجی زندگی کے متعلق بتا دیں گے تو ایسی صورتحال میں اس لڑکے کو کلاس سے جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے، مگر اگلے پیریڈ میں ساتھ بیٹھنے والے لڑکے لڑکیاں اپنا آنکھوں دیکھا حال اس لڑکے کو بتا دیتے ہیں۔ طالبعلم اگر دیکھتا نہیں تو سن ضرور لیتا ہے، پھر ان تمام مناظر کو تنہائی میں خیال کی آنکھ سے دیکھنے اور اس سے دل بہلانے کی کوشش کرتا ہے۔

فائن آرٹس کے ایک طالبعلم نے بتایا کہ جب ہم کالج میں پہنچے تو ہماری کلاس کو تصویر بنانے سے متعلق تھیوری پڑھائی گئی پھر ایک دن پریکٹیکل کے لئے ساری جماعت کے طلباء اور طالبات کو ایک بڑے ہال میں اکٹھا کیا گیا۔ سب کو کہا گیا کہ اپنے ہاتھوں میں ڈرائنگ شیٹ لے لیں اور ربڑ پنسل تھام لیں چونکہ سب کو تصویر بنانی ہے۔ ایک پیشہ ور عورت کو مدعو کیا گیا، اس نے ساری کلاس کے سامنے اپنے جسم سے کپڑے اتار دیے پھر وہ ایک بڑے میز پر ایک خاص پوز میں لیٹ گئی، سب طلبا کو کہا گیا کہ اس کی ہو بہو تصویر بناؤ، چنانچہ پورے دو گھنٹے طلبا ڈرائنگ شیٹ پر اس کی تصویر بناتے رہے۔ یہ تصویر اتنی وضاحت سے بنوائی گئی کہ پوشیدہ حصوں کے بالوں کو بھی بنوایا گیا، رنگ کے شیڈ کا بھی خیال رکھا گیا۔ جب پیریڈ ختم ہوا تو اس پیشہ ور عورت کے ساتھ سب طلبا اور طالبات نے مل کر چائے نوش کی اور انتظامیہ کی طرف سے اسے تحفے تحائف دے کر

رخصت کیا گیا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیریڈ کے بعد کتنے دنوں تک اس عورت کی ننگی تصویر طلبا کے ذہنوں میں نقش رہی ہوگی۔

کئی مرتبہ شرم وحیا کو ختم کرنے کے لئے یونیورسٹی کے طلبا و طالبات کو گھر سے دور کسی یونیورسٹی میں داخلہ دیا جاتا ہے، تاکہ نوجوان بچوں کو ماں باپ سے دور آزاد زندگی گزارنے کا موقع ملے۔ جو طلبا ہوسٹل میں رہتے ہیں تو وہاں ایک بڑے کمرے میں کئی لڑکے اور لڑکیوں کو اکٹھا ٹھہرایا جاتا ہے۔ رات، دن اکٹھا رہنے کی وجہ سے دوستی یاری کا ہوجانا یقینی بات ہے۔ طلباء اور طالبات کے بیت الخلا بھی اکٹھے ہوتے ہیں، لڑکی نہا رہی ہوتی ہے تو لڑکا دروازے پر انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ بعض مسلمان طلباء نے بتایا کہ اکثر مرتبہ شرارتی طلبا کی طرف سے بیت الخلا کے دروازے کا لاک توڑ دیا جاتا ہے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی کھلے دروازے کے باوجود نہا رہی ہے اور آنے والے لڑکے دروازکھول کر اس کو دیکھ رہے ہیں۔ جب سب کمرے میں اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے جسم کے متعلق اپنے اپنے تاثرات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان باتوں کا تعلیم سے کیا واسطہ، یہ سب کچھ اپنی تہذیب کے گندے اثرات طلباء کے دل ودماغ میں بٹھانے کیلئے کیا جاتا ہے۔

اکثر طلبا و طالبات باہمی رضامندی کے ساتھ ایک دوسرے سے جنسی ملاپ کرتے رہتے ہیں پس اتنی احتیاط کی جاتی ہے کہ حمل نہ ٹھہرنے پائے چونکہ تعلیم میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یونیورسٹی کی لڑکیوں کے پرس میں سے اکثر مانع حمل گولیاں نکلتی ہیں۔

یہ باتیں اس لئے سپرد قلم کی گئی ہیں کہ مسلمان ماں باپ کو اندازہ ہوسکے کہ ان کے بچے فرنگیوں کے تعلیمی اداروں میں کیسے ماحول میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور ماں باپ کو ان کی کتنی قیمت چکانی پڑتی ہے۔

۳ ایک سو منگیتریں:

ایک مرتبہ راقم الحروف کو سویڈن کے کالج میں لیکچر دینے کا موقع ملا۔ لیکچر کا عنوان یہ تھا کہ اسلام میں انسانی حقوق کا تصور کیا ہے۔ پرنسپل نے کہا کہ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ لیکچر کے شروع میں سائنس گروپ کے سب طلبا و طالبات موجود ہوں گے، اگر انہیں لیکچر میں دلچسپی محسوس ہوئی تو بیٹھے رہیں گے ورنہ اٹھ کر چلے جائیں گے، ہم انہیں زبردستی روک نہیں سکتے۔

جب لیکچر شروع ہوا تو راقم الحروف نے ٹرانسپیرنسی کے ذریعے اپنے عنوان کو واضح کرنا شروع کیا۔ الحمد للہ طلبا نے اٹھ کر تو کیا جانا تھا دوسری کلاسز کے طلبا اور اساتذہ بھی کمرے میں آ کر بیٹھ گئے، اضافی کرسیاں منگوانی پڑیں۔ جب لیکچر ختم ہوا تو سوال وجواب کا مرحلہ شروع ہوا، ایک لڑکے نے سوال پوچھا کہ آپ انسانی حقوق کی باتیں کر رہے ہیں جبکہ اسلام نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ راقم الحروف نے وضاحت کی کہ اسلام نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے تاکہ ہر شخص اپنے حالات کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت کے تحت مناسب فیصلہ کر سکے۔ جب اس کی مثالیں پیش کیں تو حاضرین مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگلے سوال کا جواب دیں۔ راقم الحروف نے اس نوجوان سے کہا کہ آپ مطمئن ہو گئے ہیں اس نے کہا کہ جی ہاں۔ راقم الحروف نے کہا کہ کیا میں بھی آپ سے ایک مختصر سا سوال پوچھ سکتا ہوں، اس نے کہا ضرور پوچھیں۔ راقم الحروف نے پوچھا کہ آپ کے اس ماحول اور معاشرے میں جب کوئی نوجوان شادی کرتا ہے تو اس سے پہلے وہ کتنی لڑکیوں سے جنسی تعلقات کا تجربہ حاصل کر چکا ہوتا ہے؟ اس نے کہا سچ بتاؤں؟ راقم الحروف نے کہا ہاں سچ کی تلاش ہے۔ اس نے جواب دیا کہ سکول کالج یونیورسٹی اور نائٹ کلب وغیرہ سب کو گنا جائے تو کم از کم ایک سو لڑکیوں سے ہمبستری کا تجربہ حاصل کر چکا ہوتا ہے، اس پر پوری کلاس میں موجود طلباء

اور طالبات نے روزدار قہقہہ لگایا۔

﴿۴﴾ عورتیں بسوں کی مانند ہیں:

ایک فیکٹری میں سٹیم بوائلر لگانے کے لیے فرانس سے انجینئر آیا۔ کام مکمل کرنے میں دو ماہ کی مدت درکار تھی۔ چند دنوں میں فرنگی انجینئر کی مقامی انجینئرز سے کھلی گپ شپ ہونے لگی۔ دو ہفتے کے بعد اس نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے عورت کے بغیر رات کو نیند نہیں آتی۔ اسے سمجھایا گیا کہ یہ مسلمان ملک ہے یہاں ایسی عورتیں آسانی سے نہیں ملتیں۔ اس نے کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے چنانچہ اس نے اپنے ساتھ لائی ہوئی فحش فلموں کے مناظر دیکھ دیکھ کر وقت گزارنا شروع کر دیا۔ جب کام مکمل ہوا اور اس کے جانے کا دن قریب آیا تو ایک انجینئر نے اسے کہا کہ کیا تمہاری گرل فرینڈ اب تک تمہارا انتظار کر رہی ہوگی۔ ممکن ہے ان دو مہینوں میں اس نے کسی اور سے آشنائی کر لی ہو۔ فرنگی انجینئر نے جواب دیا کہ

In our country women are like buses, if you miss one take an other one.

”ہمارے ملک میں عورتیں بسوں کی مانند ہیں، اگر ایک پر سوار نہ ہو سکے تو دوسری سواری کے لئے مل جاتی ہے“

﴿۵﴾ گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے:

ایک مرتبہ فیکٹری میں مشین لگانے کے لئے لندن سے انجینئر آیا۔ دو ہفتے کے قیام کے دوران مقامی انجینئر سے اس کی خوب واقفیت ہو گئی۔ دونوں مل کر کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن اس نے مقامی انجینئر سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں اس نے کہا کہ تین ہیں۔ پھر مقامی انجینئر نے اس سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں اس نے کہا کوئی نہیں ہے۔ مقامی انجینئر نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا کہ ابھی میری شادی

نہیں ہوئی۔ مقامی انجینئر نے پوچھا کہ اچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا باون سال۔ مقامی انجینئر نے کہا کہ آخر کیا بات ہے، آپ پڑھے لکھے ہیں، اچھی نوکری ہے خوب پیسے کماتے ہیں، اتنی عمر ہو جانے کے باوجود شادی نہ کرنے کی آخر کیا وجہ ہے؟ اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ

If you can get milk from market , therew in the house.

(اگر تمہیں بازار سے تازہ دودھ مل جاتا ہے تو پھر گھر میں گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے)

دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ جب ہمیں بدکاری کے لیے نوجوان لڑکیاں آسانی سے مل جاتی ہیں تو گھر میں بیوی رکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ روزانہ اسی کا باسی چہرہ دیکھتے رہیں۔

﴿۷﴾ اجتماعی زنا کی محفلیں:

فرنگی ممالک یورپ میں شادی بیاہ کی خوشی منانے کے لئے کئی مرتبہ ایک بڑا ہال کرایہ پر حاصل کیا جاتا ہے۔ پہلے کھانا پینا ہوتا ہے، پھر رقص و سرود کی محفل منعقد ہوتی ہے، اس کے بعد شراب پی کر اجتماعی طور پر زنا کاری کی جاتی ہے۔

بعض لوگ بحری کشتیاں کرائے پر حاصل کرتے ہیں اور اجتماعی گناہ کی یہ محفلیں سمندر میں منعقد کی جاتی ہیں۔ اس کے لیے دعوت نامے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ شرکت کے لئے دعوت نامے کا ہر مرد و عورت کے پاس ہونا ضروری ہوتا ہے۔

﴿۸﴾ زنا بالجبر کا رجحان:

فرنگی ممالک میں مردوں کو برائی کرنے کے لیے ہر وقت عورتیں میسر آ جاتی ہیں۔

بعض نوجوان لڑکوں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم برائی کرنا چاہیں تو عورت ناں ناں کرے، رکاوٹ ڈالے پھر ہم زبردستی اس کے ساتھ جماع کریں تو اس میں مزہ آتا ہے، چنانچہ وہ زنا بالجبر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اخباری خبر کے مطابق ایک خاوند نے اپنے تین دوستوں کے ہمراہ رات کے اندھیرے میں اپنی سوئی ہوئی بیوی سے زنا بالجبر کیا۔ اگرچہ اندھیرا تھا عورت دوسرے مردوں کو تو نہ پہچان سکی لیکن جب اس کے اپنے خاوند اس کے قریب ہوا تو اس نے پہچان لیا۔ صبح عورت کی رپورٹ پر اس کے خاوند کو گرفتار کیا گیا تو ساری حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔ پولیس نے خاوند سے پوچھا کہ تمہیں اپنی عورت سے جنسی تعلقات قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی تو پھر ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کہ زبردستی زنا کرنے میں صحیح مزا آتا ہے۔ ہم چاروں نے پروگرام بنایا کہ باری باری ہر ایک کے گھر میں جا کر اس کی عورت سے زنا بالجبر کر کے معلوم کریں کہ کس کی بیوی زیادہ رکاوٹ ڈالتی ہے اور کس کی بیوی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔ میری بیوی نے زیادتی کی ہے کہ اس نے ہمیں گرفتار کروادیا ہے۔

﴿۹﴾ آلاتِ زنا:

بعض شہروں میں ''Adult toys'' کے نام سے دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ان میں ایسے کھلونے اور آلات ملتے ہیں جو مباشرت کے وقت لذت کو بڑھا دیتے ہیں۔ اور ایسے آلات ملتے ہیں جن کے ذریعے غیر فطری طریقوں سے جنسی لذت کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ یوں بے حیائی پھیلانے کا باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے۔

﴿۱۰﴾ چلے بھی آؤ:

فرنگی ماحول میں اگر کسی عورت کو تیس سال کی عمر میں اسکا خاوند چھوڑ دے تو اس عورت کے لئے دوسرا خاوند ڈھونڈنا مصیبت ہوجاتا ہے۔ نائٹ کلب میں اس سے جنسی

ضرورت پوری کرنے والے مرد تو روزانہ مل جاتے ہیں۔ اسے اپنانے والا اور بیوی بنا کر گھر میں رکھنے والا کوئی مرد نہیں ملتا۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر دوست کے مطابق فرنگی ماحول میں صرف نوجوان ہی خطرے میں نہیں ہوتے بلکہ اگر کوئی بوڑھا آدمی بھی گھر سے باہر نکلے تو اسے شادی کے لئے کوئی نہ کوئی بوڑھی عورت تیار مل جاتی ہے۔ ایک ۳۲ سال کی نوجوان لڑکی ایک گھنٹہ میک اپ کر کے گھر کے دروازے پر گھنٹوں منتظر رہتی تا کہ اس کا ۶۵ سالہ بوائے فرینڈ اس کی ملاقات کے لئے آجائے۔ بقول شاعر:

چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

ہمسائے میں رہنے والی ایک مسلمان عورت کبھی گزرتے ہوئے اس سے پوچھتی کہ کیا حال ہے تو وہ جواب دیتی

Life is very dificult.

(زندگی گزارنی مشکل ہوگئی ہے)

میں، آپ اور تنہائی

یورپ کے بعض اخباروں میں بڑے بڑے صفحات پر ملاقات کے خواہش مند مرد اور عورتوں کے ہزاروں فون نمبر چھپتے ہیں، جب کئی کئی دن تک کوئی رابطہ نہیں کرتا تو وہ اپنے فون کے ساتھ حسرت بھرے فقرات لکھواتے ہیں مثلاً

میں آپ اور تنہائی **(you me and heavan)**

نتیجہ:

مندرجہ بالا حالات وواقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فرنگی عورت نے بے پردہ ہو کر اور مخلوط محفلوں کی زینت بن کر اپنی قدر گھٹالی ہے۔ مرد کی حیثیت ایک ایسے بھنورے کی سی ہے جس کے سامنے پھولوں کی قطار موجود ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب وہ ایک کی خوشبو سونگھ لے گا اور رس چوس لے گا تو دوبارہ اس پھول پر بیٹھنے کی بجائے کسی

نئے پھول پر جا بیٹھے گا۔ اس سارے کھیل میں کھلونا تو عورت بنی، تماشا بھی عورت ہی بنی، بے پردہ ہو کر اس کے ہاتھ کیا آیا؟ مردوں نے آزادی کے نام پر اسے بے وقوف بنایا۔ جب عورت کے ساتھ استعمال شدہ کاغذ جیسا برتاؤ کیا گیا تو وہ مجبور ہو کر گھر میں کتے پالنے لگی اور ان سے اپنی جنسی ضرورت پوری کرنے لگی۔ ذرا ایسی عورت کے کربناک بڑھاپے کا تصور کریں تو محسوس ہوگا کہ وہ بیچاری تو جیتے جی مر جاتی ہے بلکہ ایسے جینے سے تو مر جانا ہی بہتر ہے۔

آدمی کے پاس سب کچھ ہے مگر ایک تنہا آدمیت ہی نہیں

اسلامی تعلیمات میں باپردہ زندگی گزارنے کا سبق اسی لئے دیا گیا ہے کہ مرد اور عورت نکاح کے ذریعے باعزت زندگی گزاریں۔ قرآن مجید نے لتسکنوا الیھا کے الفاظ سے ثابت کر دیا کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے سے سکون ملتا ہے۔ لہٰذا مخلوط محفلوں سے مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے تاکہ میاں بیوی کی توجہ ایک دوسرے پر ہی جمی رہے اور وہ دونوں محبت و پیار کے ذریعے پرسکون زندگی گزاریں۔ عام مشاہدہ ہے کہ اگر بھوکے آدمی کو گھر میں خشک اور باسی روٹی بھی مل جائے تو وہ اسے ہی نعمت سمجھ کر رغبت اور خوشی سے کھالیتا ہے۔ اسی طرح جب مخلوط محفلیں نہیں ہوں گی بے پردہ خوبصورت عورتیں نظر نہیں آئیں گی تو ہر مرد اپنے گھر میں موجود عام شکل و صورت کی بیوی کو بھی نعمت سمجھے گا اور ضرورت کے وقت اسی سے لطف اندوز ہوگا۔ نہ طلاق کی دھمکی نہ بدصورتی کے طعنے نہ ہر وقت کی ذہنی اذیت کہ خاوند رات کو دیر سے گھر آتا ہے۔ ایسے میں تو ہر گھر عورت کیلئے چھوٹی سی جنت کا نمونہ بن جائے گا اور یہی اسلامی تعلیمات کا مقصد ہے۔

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

''میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور اسلام کے اپنا دین ہونے پر راضی ہوں''

باب ۵

زنا کے اسباب

اللہ رب العزت نے انسانی نسل کی بقا کے لئے مرد اور عورت کے درمیان جنسی کشش اور مقناطیسیت کو پیدا کیا ہے۔ انسانی طبیعت میں جب یہ ضرورت بیدار ہوتی ہے تو بقیہ تمام ضرورتیں دب جاتی ہیں۔ طبیعت میں انتشار اور شرمگاہ میں ابھار پیدا ہو جاتا ہے، نیند اڑ جاتی ہے ذکر و عبادت میں دل نہیں لگتا۔ جی چاہتا ہے کہ جو کچھ ہو جائے کسی نہ کسی طرح شہوت کو پورا کر لینا چاہیے۔ اکثر اوقات عقل ماؤف ہو جاتی ہے اچھے برے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ ﴾ (آل عمران:۱۴)

''فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں''

ایسی صورتحال میں جبکہ مرد کی طبیعت پر شہوت کا بھوت سوار ہے اگر کوئی عورت اسے ملاپ کا موقع دے تو مرد کے لئے اپنے نفس کو قابو میں رکھنا شیوۂ پیغمبری کی مانند ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مرد کسی عورت کو بہلائے پھسلائے تو عورت بھی جال میں پھنس جاتی ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جب اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بے خود ہو جاتی ہے، جب بکرا جوش شہوت کی وجہ سے آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے، کبوتر غٹر غوں کرتا ہے تو کبوتری مزے میں آجاتی ہے، مرغا ککڑوں کرتا ہے تو مرغی طرب میں آجاتی ہے۔ اسی طرح جب مرد عشق و محبت کے میٹھے بول بولتا ہے تو عورت سرِ تسلیم خم کر دیتی

ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے سے دور رہیں۔ قریب اسی صورت میں ہوں جبکہ ملاپ جائز ہو۔ شرع شریف نے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے نکاح کا حکم دیا ہے اور زنا کو حرام قرار دے دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى﴾ (بنی اسرائیل :۳۲)

''تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ''

اس سے معلوم ہوا کہ زنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر وہ عمل جو زنا کا سبب بن سکتا ہے اس کو اپنانے سے روک دیا گیا ہے۔ درج ذیل میں انہی اسباب کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

۱ غیر محرم کو دیکھنا

زنا کی ابتدا غیر محرم کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اسی لیے شریعت نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اگر شرعی ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو باپردہ حالت میں نکلنے کا حکم ہے۔ مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں تاکہ ایک دوسرے پر نظر ہی نہ پڑے اور زنا کا خیال ہی دل میں پیدا نہ ہو۔ جہاں پردے میں کوتاہی اور غفلت ہوگی اور غیر محرم مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو طبیعتوں میں شہوت بیدار ہو جائے گی۔ نفس اور شیطان گھوڑے کی ڈاک کا کام کریں گے اور زنا کا مرتکب کروا کے رہیں گے۔ اجنبی غیر محرم سے میل ملاپ میں بہت رکاوٹیں ہوتی ہیں لیکن قریبی رشتہ دار غیر محرم سے میل ملاپ میں بہت آسانیاں ہوتی ہیں۔ اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا۔ **الحمو الموت** (دیور تو موت ہے) شریعت نے دیور

اور بہنوئی سے بھی پردے کا حکم دیا ہے عام طور پر خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور چچا زاد ہی چار بڑے رشتے ہوتے ہیں۔ بلاشک بہت نازک ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ انتہائی خطرناک بھی ہوتے ہیں۔ عورتیں انہیں بھائی کہتی ہیں حالانکہ درحقیقت وہ قصائی ہوتے ہیں۔ عام لوگ کہتے ہیں کہ سالی آدھی گھر والی ہوتی ہے جبکہ سالی ہی تو سوالی ہوتی ہے۔

عورت کی کمزوری ہے کہ جب بھی کسی کی شخصیت، حسن، گفتگو اور اخلاق وغیرہ سے متاثر ہوتی ہے تو اس کے لئے نرم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے عورت کے لیے عافیت اسی میں ہے کہ نہ تو غیر محرم کو دیکھے اور نہ اپنا آپ کسی غیر محرم کو دکھائے۔ مرد کے لئے بھی اسی میں بھلائی ہے کہ اپنی نگاہیں پست رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ فتنے میں پڑ جائے اور قیامت کے دن اسے جہنم میں اوندھا پھینک دیا جائے۔

جس طرح غیر محرم کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح اسکی تصویر دیکھنا بھی حرام ہے۔ اخباروں کے فلمی صفحے یا سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے اشتہارات کی طرف بھی نہیں دیکھنا چاہیے۔ پتنگ کی رسی ڈھیلی چھوڑیں گے تو کہیں نہ کہیں پیچا لگ ہی جائے گا۔ اللھم احفظنا منه۔

پس جو شخص زنا سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ حتی المقدور غیر محرم کو دیکھنے سے ہی بچے۔ جب کام کی ابتدا ہی نہیں ہوگی تو پھر انتہا بھی نہیں ہوگی۔

۲ غیر محرم کے ساتھ باتیں کرنا

غیر محرم سے باتیں کرنا بھی زنا کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ اگر انہیں کسی وقت غیر محرم مرد سے گفتگو کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اپنی آواز میں لوچ اور نرمی پیدا نہ ہونے دیں۔ نہ ہی پر تکلف

انداز سے چبا چبا کر اور الفاظ کو بنا سنوار کر باتیں کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (الاحزاب:۳۲)

''اور نہ ہی چبا کر باتیں کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ تمنا کرنے لگے اور تم معقول بات کرو''

عورت اگر پردے کی اوٹ میں بھی بات کرے تو آواز میں شرینی اور جاذبیت پیدا نہ ہونے دے بلکہ لب ولہجہ خشک ہی رکھے۔ ایسی لگی لپٹی باتیں جن کو سن کر مرد کی شہوت بھڑکے ان سے عورت کو اجتناب کرنا ضروری ہے۔ غیر محرم مرد سے گفتگو عشوہ اور ادا کے ساتھ نہ کی جائے بلکہ صاف کھلی اور دھلی بات ہو، مختصر ہو، جو بات دو فقروں میں کہی جاتی ہے اس کو ایک میں ہی کہے تو بہتر ہے، مرد کو بھی خواہ مخواہ ایک سے دوسری بات کرنے کی ہمت نہ ہو سکے۔

بات سے بات بڑھتی ہے:

جب غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان بے جھجک بات چیت کرنے کی عادت پڑ جائے تو معاملہ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے۔ یعنی ایک دوسرے کو دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید سے ملتی ہے کہ انبیائے کرام تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ آئے مگر ان میں سے کسی نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

﴿رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

''اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے''

مفسرین نے لکھا ہے کہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر ربِ کریم سے ہمکلامی کے لئے جایا کرتے تھے۔ لہٰذا کلیم اللہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں محبوب حقیقی کو

دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔اس سے ثابت ہوا کہ بات سے بات بڑھتی ہے پہلے بات کرنے کا مرحلہ طے ہوتا ہے پھر دیکھنے کی نوبت آتی ہے۔ جب دیکھ لیا جائے تو ملاقات کا شوق پیدا ہوتا ہے دل کہتا ہے کہ

؎ نہ تو خدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انسان ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

جب حجاب اتر جاتا ہے تو میل ملاپ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔جس کا نتیجہ ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

آواز کا جادو:

عورت کی آواز اگرچہ ستر نہیں ہے بوقتِ ضرورت وہ غیر محرم مرد سے گفتگو کر سکتی ہے یا فون سن سکتی ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی آواز میں کشش ہوتی ہے۔ اسی لئے فقہا نے عورت کو اذان دینے سے منع کیا چونکہ اذان خوش الحانی کے ساتھ دی جاتی ہے۔اس سے فتنے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسکا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ایک ریڈیو اناونسر کے کئی نادیدہ عاشق ہوتے ہیں۔آواز کا جادو بھی اپنا اثر دکھاتا ہے اسی لئے غیر محرم سے بات چیت کے دوران مناسب لہجے میں بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو عورتیں مجبوری کی وجہ سے خرید وفروخت اور لین دین کا کام خود کرتی ہیں وہ بہت خطرے میں ہوتی ہیں۔ دکاندار، درزی، جیولرز، منیاری والا، رنگریز، ڈاکٹر اور حکیم سے بہت محتاط انداز میں بات کرنی چاہیے۔ مرد لوگ تو پہلے ہی عورت کو شیشے میں اتارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، اگر کوئی عورت ذرا سا ڈھیلا پن دکھائے تو بات بہت دور نکل جاتی ہے۔

چنانچہ ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ مال دیکھنے دکھانے کے بہانے لڑکیاں دکاندار کو گناہ کرنے کا موقع دے دیتی ہیں۔ جو عورتیں کپڑے سلوانے درزی

کے پاس جاتی ہیں انہیں جسم کی پیمائش بھی دینی پڑتی ہے۔ نئے نئے فیشن اور فٹ سائز کے کپڑے تیار کرنے کے بہانے درزی کو کھلی باتیں کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کئی مرتبہ تو نئے کپڑے سل رہے ہوتے ہیں جبکہ پہنے ہوئے کپڑے اتر رہے ہوتے ہیں۔

جیولرز کا کام تو ویسے ہی زیب و زینت سے متعلق ہوتا ہے۔ کئی عورتیں انگوٹھی اور چوڑیاں خرید کر مرد کو کہتی ہیں کہ پہنا دیں۔ جب ہاتھ ہی ہاتھ میں دے دیا تو پیچھے کیا رہا۔

؎ مجھے سہل ہوگئیں منزلیں تو خزاں کے دن بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

ڈاکٹر حکیم کو بیماری سے متعلق کیفیات بتانی ہوں تو نہایت احتیاط برتی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جسم کا علاج کرواتے کرواتے دل کا روگ لگا بیٹھیں۔ کئی ڈاکٹر حضرات مریضہ کا علاج کرتے ہوئے خود مریض عشق بن جاتے ہیں۔

سیل فون یا ہیل فون:

آجکل کی سائنسی ترقی کی وجہ سے سیل فون کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے۔ سیل فون کی کمپنیاں عشا سے فجر تک کالیں فری دے دیتی ہے۔ یہی وقت شیطانی شہوانی باتیں کرنے کا ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے سیل فون پر اپنے کمروں کی تنہائی میں بیٹھے گھنٹوں باتیں کرتے ہیں۔ اس طرح یہ سیل فون ہیل فون (Hell phone) بن جاتے ہیں۔ بہن بھائی ماں باپ قریب بھی ہوں تو بستر کے اندر پڑے پڑے SMS پیغام کے ذریعے گفتگو جاری ہوتی ہے۔ سیل فون کو بیل کی بجائے وائبریشن پر سیٹ کر دیں تو گھنٹی بھی نہیں بجتی۔ فون کے ہلتے ہی دل دھڑکنے شروع ہو جاتے ہیں۔

سیل فون کتنی بھولی بھالی لڑکیوں کی عزت کا خون کر دیتے ہیں۔ غریب گھروں کی لڑکیاں اگر فون نہیں لے سکتیں تو اوباش نوجوان خود فون لیکر انہیں تحفہ دے دیتے ہیں۔ نہ

بل کی پرواہ، نہ بیل کی آواز، یہ جہنم میں جانے کی پکی تدبیر نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

Chating یا Cheating

Chating کہتے ہیں کمپیوٹر کے ذریعے ایک دوسرے کو پیغام رسانی کرنے کو جبکہ Cheating کہتے ہیں دھوکا دینے کو۔ آج کل نوجوان ایک دوسرے سے Chat نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ایک دوسرے کو Cheat کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک نوجوان کالج کی سٹوڈنٹ نے پوچھا کہ میں اپنی زندگی کے معاملات ماں باپ کے سامنے نہیں بیان کرسکتی۔ میرے ایک انکل پانچ بچوں کے باپ ہیں۔ عمر میں مجھ سے دگنے ہیں۔ کیا میں ان سے کمپیوٹر پر Chat کر لیا کروں اسے منع کیا گیا کہ یہ حرام ہے۔ وہ باز نہ آئی، چھ مہینے بعد پتہ چلا کہ وہ دونوں حرامکاری کے مرتکب ہو گئے۔

ٹیوشن سنٹر یا ٹینشن سنٹر:

بعض لوگ اپنی نوجوان بچیوں کو مرد استاد کے پاس ٹیوشن پڑھنے بھیجتے ہیں یا انہیں ٹیوشن پڑھانے اپنے گھر بلاتے ہیں۔ دونوں صورتحال میں نتائج برے ہوتے ہیں۔ شرع شریف کے احکام سے غفلت برتنے کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ شاگردہ کو استاد کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کا موقع ملتا ہے تو شیطان مشورہ دیتا ہے کہ کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی شخصیت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرو۔ جب پرسنل لائف کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں تو حرامکاری کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ٹیوشن پڑھنی تھی ٹینشن پلے پڑ گئی۔ مردوں کو بھی عورت سے گفتگو کرتے وقت احتیاط کرنی چاہیے۔ علامہ جزری نے لکھا ہے:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنْ يَّخْضَعَ الرَّجُلُ بِغَيْرِ اِمْرَأَةٍ اَنْ يَّلِيْنَ لَهَا بِالْقَوْلِ بِمَا يَطْمَعُهَا مِنْهُ (النهايه)

''نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کے سامنے نرمی سے بات چیت کرے جس سے عورت کو مرد میں دلچسپی پیدا ہو جائے''

نوکری پیشہ خواتین:

بعض لڑکیاں حالات کو مجبوری کا بہانہ بنا کر دفتروں یا کارخانوں میں مرد حضرات کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ شیطان کے لئے ان لڑکیوں کو گناہ میں پھنسانا بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔ اکثر اوقات تو افسر ہی عزت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ ورنہ ساتھ مل کر کام کرنے والے لڑکے ہی میل ملاپ کی راہیں ڈھونڈ لیتے ہیں۔ مرد حضرات ایسی صورتحال پیدا کر دیتے ہیں کہ لڑکیوں کو گناہ میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔ ایک سختی کرتا ہے کہ تم اچھا کام نہیں کرتی تمہاری چھٹی کروا دینی چاہیے، لڑکی ڈر جاتی ہے گھبرا جاتی ہے۔ دوسرا نجات دہندہ بن جاتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں گا، کچھ نہیں ہونے دوں گا، کچھ عرصے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ لڑکی نجات دہندہ کے پھندے میں پھنس چکی ہوتی ہے۔ دفتر میں کام کرنے والی لڑکیوں کو کم یا زیادہ ایسے ناپسندیدہ واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، وہ نوکری پیشہ خواتین جو کم گو ہوتی ہیں، کسی مرد پر اعتبار نہیں کرتیں نہ ہی کسی سے اپنی زندگی کے بارے میں تبادلہ خیالات کرتی ہیں، بس کام سے کام رکھتی ہیں۔ جو مرد ان سے LooseTalk یعنی آزاد گفتگو کرنے لگے اسے ڈانٹ پلا دیتی ہیں وہ اگرچہ وہ دفتر میں سڑیل مشہور ہو جائیں مگر کم از کم وہ اپنی عزت بچا لیتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

خلافت فاروقی کے دور میں ایک شخص کسی جگہ سے گزرا تو اس نے ایک مرد و عورت

کو آپس میں نرم گفتگو کرتے سنا۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ وہ آپس میں غیر محرم تھے۔ اس شخص نے مرد کے سر پر اس زور سے کوئی چیز ماری کہ سر پھٹ گیا۔ جب مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے سر پھاڑنے والے شخص کو کوئی سزا نہ دی۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ اس طرح سختی سے شر اور برائی کے بیج کو ہی ختم کر دینا چاہیے تا کہ دوسرے اس سے عبرت پکڑیں۔

③ غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا

عورت کا غیر محرم مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانُ)) (مشکوٰۃ:۲۶۹)

''کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہیں ملتا ہے مگر تیسرا شیطان موجود رہتا ہے''

ایسی حالت میں شیطان دونوں کی شہوت میں ابھار پیدا کرتا ہے اور دلوں میں گناہ کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ اگر اس میں کامیاب نہ بھی ہو سکے تو کسی تیسرے کو بہکاتا ہے کہ ان پر تہمت لگائے۔

حسن بصری اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہم:

مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ استاد ہوں اور رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا شاگردہ ہو اور دونوں تنہائی میں قرآن پڑھ رہے ہوں تو بھی شیطان کوشش کریگا کہ دونوں کو ایک دوسرے کی طرف مائل کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے کے قریب رکھ دی جائیں تو وہ بھی اکٹھا ہونے کی کوشش کریں گی۔ یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت بھی زنا کے مرتکب ہو جائیں گے۔

برصیصا راہب کا عبرتناک انجام:

شیطان کے مکروفریب کے بارے میں حدیث پاک میں بہت ہی عجیب واقعہ آیا ہے۔ابن عامر نے عبید بن یسار سے لے کر نبی علیہ السلام تک اس واقعہ کی سند پہنچائی ہے۔ یہ واقعہ تلبیس ابلیس میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل میں برصیصا نامی ایک راہب تھا۔اس وقت بنی اسرائیل میں اس جیسا کوئی عبادت گزار نہیں تھا۔اس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا اور اسی میں دن رات عبادت میں مست رہتا تھا۔اسے لوگوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔نہ تو وہ کسی کو ملتا تھا اور نہ ہی کسی کے پاس آتا جاتا تھا۔شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔

برصیصا اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہی نہیں تھا۔وہ ایسا عبادت گزار تھا کہ اپنا وقت ہرگز ضائع نہیں کرتا تھا۔شیطان نے دیکھا کہ جب کبھی دن میں وہ کچھ وقت کیلئے تھک جاتا ہے تو کبھی کبھی اپنی کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھ لیتا ہے۔ادھر قریب کوئی آبادی نہیں تھی۔برصیصا کے عبادت خانے کے اردگرد کھیت اور باغ تھے۔جب شیطان نے دیکھا کہ وہ دن میں ایک یا دو مرتبہ کھڑکی سے دیکھتا ہے تو اس مردود نے انسانی شکل میں آکر اس کھڑکی کے سامنے نماز کی شکل وصورت بنالی۔

چنانچہ جب برصیصا نے کھڑکی میں سے باہر جھانکا تو ایک آدمی کو قیام کی حالت میں کھڑے دیکھا، وہ بڑا حیران ہوا۔جب دن کے دوسرے حصے میں اس نے دوبارہ ارادۃً باہر دیکھا تو وہ شخص رکوع کی حالت میں تھا۔پھر تیسری مرتبہ سجدے کی حالت میں دیکھا۔کئی دن اسی طرح ہوتا رہا۔آہستہ آہستہ برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی کہ یہ تو کوئی بڑا ہی بزرگ انسان ہے جو دن رات اتنی عبادت کررہا ہے۔وہ کئی مہینوں تک اسی طرح شکل بنا کر قیام، رکوع اور سجدے کرتا رہا۔یہاں تک کہ برصیصا کے دل میں نے سوچا کہ میں اس سے پوچھوں تو سہی کہ یہ کون ہے؟

جب برصیصا کے دل میں یہ خیال آیا تو شیطان نے کھڑکی کے قریب مصلیٰ بچھانا شروع کر دیا۔ جب مصلیٰ کھڑکی کے قریب آ گیا تو برصیصا نے باہر جھانکا اور شیطان سے پوچھا، تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، آپ کو مجھ سے کیا غرض ہے، میں اپنے کام میں لگا ہوا ہوں، براہ مہربانی آپ مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔ وہ سوچنے لگا کہ عجیب بات ہے کہ یہ شخص کسی کی کوئی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتا۔ دوسرے دن برصیصا نے پھر پوچھا کہ آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے اپنا کام کرنے دو۔ میں فارغ نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک دن بارش ہونے لگی۔ وہ شخص بارش میں بھی نماز کی شکل بنا کر کھڑا ہو گیا۔ برصیصا کے دل میں بات آئی کہ جب یہ اتنا عبادت گزار ہے کہ اس نے بارش کی بھی کوئی پروانہیں کی، کیوں نہ میں ہی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کروں اور اس سے کہوں کہ آپ! اندر آ جائیں۔ چنانچہ اس نے شیطان کو پیشکش کی کہ باہر بارش ہو رہی ہے، آپ اندر آ جائیں۔ وہ جواب میں کہنے لگا، ٹھیک ہے، مؤمن کو مؤمن کی دعوت قبول کر لینی چاہیے، لہٰذا میں آپ کی دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ شیطان تو چاہتا ہی یہی تھا۔ چنانچہ اس نے کمرے میں آ کر نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ کئی مہینوں تک اس کے کمرے میں عبادت کی شکل بنا کر کھڑا رہا۔ وہ دراصل عبادت نہیں کر رہا تھا، فقط نماز کی شکل بنا رہا تھا، لیکن برصیصا یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔

جب کئی مہینے گزر گئے تو برصیصا نے اسے واقعی بہت بڑا بزرگ سمجھنا شروع کر دیا اور اس کے دل میں اس کے ساتھ عقیدت پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ اتنے عرصے کے بعد شیطان برصیصا سے کہنے لگا کہ اب میرا سال پورا ہو چکا ہے لہٰذا میں اب یہاں سے جاتا ہوں، میرا مقام کہیں اور ہے۔ روانگی کے وقت ویسے ہی دل نرم ہوتا ہے لہٰذا شیطان برصیصا سے کہنے لگا، اچھا میں آپ کو جاتے جاتے ایک ایسا تحفہ دے جاتا ہوں جو مجھے اپنے بڑوں سے ملا تھا۔ وہ تحفہ یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھی بیمار آئے تو اس

پر کچھ پڑھ کر دم کر دینا، وہ ٹھیک ہو جایا کرے گا۔ برصیصا نے کہا کہ مجھے اس عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان کہنے لگا کہ ہمیں یہ نعمت طویل مدت کی محنت کے بعد ملی ہے، میں وہ نعمت تمہیں تحفے میں دے رہا ہوں اور تم انکار کر رہے ہو، تم تو بڑے نالائق انسان ہو۔ یہ سن کر برصیصا کہنے لگا، اچھا جی، مجھے بھی سکھا ہی دیں۔ چنانچہ شیطان نے اسے ایک عمل سکھا دیا اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گیا کہ اچھا پھر کبھی ملیں گے۔

شیطان وہاں سے سیدھا بادشاہ کے گھر گیا۔ بادشاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ شیطان نے جا کر اس کی بیٹی پر اثر ڈالا اور وہ مجنونہ سی بن گئی۔ وہ خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی لیکن شیطان کے اثر سے اسے دورے پڑنا شروع ہو گئے۔ بادشاہ نے اس کے علاج کے لئے حکیم اور ڈاکٹر بلوا لئے۔ کئی دنوں تک وہ اس کا علاج کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جب کئی دنوں کے علاج کے بعد بھی کچھ افاقہ نہ ہوا تو شیطان نے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کروالیا ہے، اب کسی بزرگ سے ہی دم کروا کر دیکھ لو۔ یہ خیال آتے ہی اس نے سوچا کہ ہاں کسی عابد کو تلاش کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اپنے سرکاری بندے بھیجے تاکہ وہ پتہ کر کے آئیں کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک بندہ کون ہے۔ سب نے کہا کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک آدمی تو برصیصا ہے اور وہ تو کسی سے ملتا ہی نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر وہ کسی سے نہیں ملتا تو ان کے پاس جا کر میری طرف سے درخواست کرو کہ ہم آپ کے پاس آ جاتے ہیں۔

چنانچہ کچھ آدمی برصیصا کے پاس گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا کہ آپ مجھے ڈسٹرب کرنے کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کی بیٹی بیمار ہے، حکیموں اور ڈاکٹروں سے بڑا علاج کروایا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بادشاہ چاہتے ہیں

کہ آپ بیشک یہاں نہ آئیں تا کہ آپ کی عبادت میں خلل نہ آئے، ہم آپ کے پاس بچی کو لے کر آجاتے ہیں، آپ یہیں اس بچی کو دم کر دینا، ہمیں امید ہے کہ آپ کے دم کرنے سے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ برصیصا کے دل میں خیال آیا کہ ہاں میں نے ایک دم سیکھا تھا، اس کو آزمانے کا یہ اچھا موقع ہے، چلو یہ تو پتہ چل جائے گا کہ وہ دم ٹھیک بھی ہے یا نہیں، چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بادشاہ کی مریضہ بیٹی کو لانے کی اجازت دے دی۔

بادشاہ اپنی بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس آ گیا، اس نے جیسے ہی دم کیا وہ فوراً ٹھیک ہوگئی۔ مرض بھی شیطان نے لگایا تھا اور دم بھی اسی نے بتایا تھا لہٰذا دم کرتے ہی شیطان اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی اس کے دم سے ٹھیک ہوئی ہے۔

ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد شیطان نے پھر اسی طرح بچی پر حملہ کیا اور وہ اسے پھر برصیصا کے پاس لے آئے۔ اس نے دم کیا تو وہ پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ حتی کہ دو چار مرتبہ کے بعد بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی کا علاج اس کے دم میں ہے۔ اب برصیصا کی بڑی شہرت ہوئی کہ اس کے دم سے بادشاہ کی بیٹی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد اس بادشاہ کے ملک پر کسی نے حملہ کیا تو وہ اپنے شہزادوں کے ہمراہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنے لگا۔ اب بادشاہ سوچ میں پڑ گیا کہ اگر جنگ میں جائیں تو بیٹی کو کس کے پاس چھوڑ کر جائیں۔ کسی نے مشورہ دیا کہ کسی وزیر کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی نے کوئی اور مشورہ دیا۔ بادشاہ کہنے لگا کہ اگر اس کو دوبارہ بیماری لگ گئی تو پھر کیا بنے گا، برصیصا تو کسی کی بات بھی نہیں سنے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے کہا کہ میں خود برصیصا کے پاس اپنی بیٹی کو چھوڑ جاتا ہوں...... چنانچہ بادشاہ اپنے تینوں بیٹوں اور بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ہم جنگ پر جا رہے ہیں، زندگی

اور موت کا پتہ نہیں ہے، مجھے اس وقت سب سے زیادہ اعتماد آپ پر ہے اور میری بیٹی کا علاج بھی آپ ہی کے پاس ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچی آپ کے پاس ہی ٹھہر جائے۔ برصیصا کہنے لگا، توبہ توبہ!!! میں یہ کام کیسے کرسکتا ہوں کہ یہ اکیلی میرے پاس ٹھہرے۔ بادشاہ نے کہا، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، بس آپ اجازت دے دیں، میں اس کے رہنے کے لئے آپ کے عبادت خانے کے سامنے ایک گھر بنوا دیتا ہوں تو یہ اسی گھر میں ٹھہرے گی۔ برصیصا نے یہ سن کر کہا، چلو ٹھیک ہے۔ جب اس نے اجازت دی تو بادشاہ نے اس کے عبادت خانے کے سامنے گھر بنوا دیا اور بچی کو وہاں چھوڑ کر جنگ پر روانہ ہو گیا۔

برصیصا کے دل میں بات آئی کہ میں اپنے لیے تو کھانا بناتا ہی ہوں، اگر بچی کا کھانا بھی میں ہی بنا دیا کروں تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ وہ اکیلی ہے پتہ نہیں کہ اپنے لئے کھانا پکائے گی بھی یا نہیں پکائے گی۔ چنانچہ برصیصا کھانا بناتا اور آدھا خود کھا کر باقی آدھا کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر رکھ دیتا اور اپنا دروازہ کھٹکھٹا دیتا۔ یہ اس لڑکی کے لئے اشارہ ہوتا تھا کہ اپنا کھانا اٹھا لو۔ اس طرح وہ لڑکی کھانا اٹھا کر لے جاتی اور کھا لیتی۔ کئی مہینوں تک یہی معمول رہا۔

اس کے بعد شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھو، وہ لڑکی اکیلی رہتی ہے، تم کھانا پکا کر اپنے دروازے کے باہر رکھ دیتے ہو اور لڑکی کو وہ کھانا اٹھانے کے لئے گلی میں نکلنا پڑتا ہے۔ اگر کبھی کسی مرد نے دیکھ لیا تو اس کی عزت خراب کر دے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کھانا بنا کر اس کے دروازے کے اندر رکھ دیا کرو تا کہ اس کو باہر نہ نکلنا پڑے۔ چنانچہ برصیصا نے کھانا بنا کر اس لڑکی کے گھر کے دروازے کے اندر رکھنا شروع کر دیا۔ وہ کھانا رکھ کر کنڈی کھٹکھٹا دیتا اور لڑکی کھانا اٹھا لیتی۔ یہی سلسلہ چلتا رہا۔

جب کچھ اور مہینے بھی اسی طرح گزر گئے تو شیطان نے اس کے دل میں ڈالا کہ تم

خود تو عبادت میں لگے ہوتے ہو۔ یہ لڑکی اکیلی ہے، ایسا نہ ہو کہ تنہائی کی وجہ سے اور زیادہ بیمار ہو جائے، اس لئے بہتر ہے کہ اس کو کچھ نصیحت کر دیا کرو تا کہ وہ بھی عبادت گزار بن جائے اور اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ یہ خیال دل میں آتے ہی اس نے کہا کہ ہاں، یہ بات تو بہت اچھی ہے لیکن اس کام کی کیا ترتیب ہونی چاہیے۔ شیطان نے اس بات کا جواب بھی اس کے دل میں ڈالا کہ لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اپنے گھر کی چھت پر آجایا کرے اور تم بھی اپنے گھر کی چھت پر بیٹھ جایا کرو اور اسے وعظ و نصیحت کیا کرو، چنانچہ برصیصا نے اسی ترتیب سے وعظ و نصیحت کرنا شروع کر دی۔ اس کے وعظ کا اس لڑکی پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے نمازیں پڑھنی اور وظیفے کرنے شروع کر دیئے۔ اب شیطان نے برصیصا کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھ، تیری نصیحت کا لڑکی پر کتنا اثر ہوا۔ ایسی نصیحت تو تمہیں ہر روز کرنی چاہیے۔ چنانچہ برصیصا نے روزانہ نصیحت کرنا شروع کر دی۔

اسی طرح کرتے کرتے جب کچھ وقت گزر گیا تو شیطان نے پھر برصیصا کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتے ہو اور لڑکی اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتی ہے، راستے میں سے گزرنے والے کیا باتیں سوچیں گے کہ یہ کون لوگ باتیں کر رہے ہیں، اس طرح تو بہت ہی غلط تاثر پیدا ہو جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ چھت پر بیٹھ کر اونچی آواز سے بات کرنے کی بجائے تم لڑکی کے گھر کے دروازے سے باہر کھڑے ہو کر تقریر کرو اور وہ دروازے کے اندر کھڑی ہو کر سن لے، پردہ تو ہو گا ہی سہی۔ چنانچہ اب اس ترتیب سے وعظ و نصیحت شروع ہو گئی۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح معمول رہا۔

اس کے بعد شیطان نے پھر برصیصا کے دل میں خیال ڈالا کہ تم باہر کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہو، دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ یہ شخص پاگلوں کی طرح ایسے ہی باتیں کر رہا ہے، اس لئے اگر تقریر کرنی ہی ہے تو چلو کواڑ کے اندر کھڑے ہو کر کر لیا کرو۔ لڑکی دور

کھڑی ہوکر سن لیا کرے گی۔ چنانچہ اب برصیصا نے دروازے کے اندر کھڑے ہوکر تقریر کرنا شروع کر دی۔ جب اس نے اندر کھڑے ہوکر تقریر کرنا شروع کر دی تو لڑکی نے اس کو بتایا کہ اتنی نمازیں پڑھتی ہوں اور اتنی عبادت کرتی ہوں۔ یہ سن کر اسے بڑی خوشی ہوئی کہ میری باتوں کا لڑکی پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ اب میں اکیلا ہی عبادت نہیں کر رہا ہوتا بلکہ یہ بھی عبادت کر رہی ہوتی ہے۔ کئی دن تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔

بالآخر شیطان نے لڑکی کے دل میں برصیصا کی محبت ڈالی اور برصیصا کے دل میں لڑکی کی محبت ڈالی۔ چنانچہ لڑکی نے کہا کہ آپ جو کھڑے کھڑے بیان کرتے ہیں، میں آپ کے لئے چارپائی ڈال دیا کروں گی، آپ اس پر بیٹھ کر بیان کر دیا کرنا اور میں دور بیٹھ کر سن لیا کروں گی۔ برصیصا نے کہا، بہت اچھا۔ لڑکی نے دروازے کے قریب چارپائی ڈال دی۔ برصیصا اس پر بیٹھ کر نصیحت کرتا رہا اور لڑکی دور بیٹھ کر بات سنتی رہی۔ اس دوران شیطان نے برصیصا کے دل میں لڑکی کے لئے بڑی شفقت و ہمدردی پیدا کر دی۔ کچھ دن گزرے تو شیطان نے برصیصا کے دل میں بات ڈالی کہ نصیحت تو لڑکی کو سنانی ہوتی ہے۔ تمہیں دور بیٹھنے کی وجہ سے اونچا بولنا پڑتا ہے۔ گلی سے گزرنے والے لوگ بھی سنتے ہیں، کتنا اچھا ہو کہ یہ چارپائی ذرا آگے کر کے رکھ لیا کریں اور دونوں پست آواز میں گفتگو کر لیا کریں۔ چنانچہ برصیصا کی چارپائی لڑکی کی چارپائی کے قریب تر ہوگئی اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔

کچھ عرصہ اسی طرح گزرا تو شیطان نے لڑکی کو مزین کر کے برصیصا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا اور وہ اس لڑکی کے حسن و جمال کا گرویدہ ہوتا گیا۔ اب شیطان نے برصیصا کے دل میں جوانی کے خیالات ڈالنا شروع کر دیئے۔ حتی کہ برصیصا کا دل عبادت خانے سے اچاٹ ہو گیا اور اس کا زیادہ وقت لڑکی سے باتیں کرنے میں گزر جاتا۔ سال گزر چکا تھا۔ ایک دفعہ شہزادوں نے آکر شہزادی کی خبر گیری کی تو شہزادی کو

خوش وخرم پایا اور برصیصا کے گن گاتے دیکھا۔ شہزادوں کو لڑائی کے لئے دوبارہ سفر پر جانا تھا اسلئے وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اب شہزادوں کے جانے کے بعد شیطان نے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ چنانچہ اس نے برصیصا کے دل میں لڑکی کا عشق پیدا کر دیا اور لڑکی کے دل میں برصیصا کا عشق بھر دیا۔ حتی کہ دونوں طرف برابر کی آگ سلگ اٹھی۔

اب جس وقت برصیصا نصیحت کرتا تو سارا وقت اس کی نگاہیں شہزادی کے چہرے پر جمی رہتیں۔ شیطان لڑکی کو ناز وانداز سکھاتا اور وہ سراپا نازنین اور رشک قمر اپنے انداز واطوار سے برصیصا کا دل لبھاتی۔ حتیٰ کہ برصیصا نے علیحدہ چارپائی پر بیٹھنے کی بجائے لڑکی کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر بیٹھنا شروع کر دیا۔ اب برصیصا کی نگاہیں جب شہزادی کے چہرے پر پڑیں تو اس نے اسے سراپا حسن وجمال اور جاذب نظر پایا۔ چنانچہ برصیصا اپنے شہوانی جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور اس نے شہزادی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ شہزادی نے مسکرا کر اس کی حوصلہ افزائی کی۔ یہاں تک کہ برصیصا زنا کا مرتکب ہو گیا۔ جب دونوں کے درمیان سے حیا کی دیوار ہٹ گئی اور زنا کے مرتکب ہوئے تو وہ آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنے لگ گئے۔ اس دوران شہزادی حاملہ ہو گئی۔

برصیصا کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو کیا بنے گا، مگر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہ کوئی فکر کی بات نہیں، جب وضع حمل ہو گا تو نومولود کو زندہ درگور کر دینا اور لڑکی کو سمجھا دینا۔ وہ اپنا عیب بھی چھپائے گی اور تمہارا عیب بھی چھپائے گی۔ اس خیال کے آتے ہی ڈر اور خوف کے تمام حجاب دور ہو گئے اور برصیصا بے خوف و خطر ہوس پرستی اور نفس پرستی میں مشغول رہا۔

ایک وہ دن بھی آیا جب اس شہزادی نے بچے کو جنم دیا۔ جب بچے کو دودھ پلاتے بہت عرصہ گزر گیا تو شیطان نے برصیصا کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ اب تو ڈیڑھ دو سال گزر گئے ہیں بادشاہ اور دیگر لوگ بھی جنگ سے واپس آنے والے ہیں۔ شہزادی تو ان

کو سارا ماجرا سنا دے گی۔ اس لیے تم اس کا بیٹا کسی بہانے سے قتل کر دو تا کہ گناہ کا ثبوت نہ رہے۔

چنانچہ ایک دفعہ شہزادی سوئی ہوئی تھی تو برصیصا نے اس نے بچے کو اٹھایا اور قتل کر کے گھر کے صحن میں دبا دیا۔ ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ جب وہ اٹھی تو اس نے کہا، میرا بیٹا کدھر ہے؟ برصیصا نے کہا کہ مجھے تو کوئی خبر نہیں۔ ماں نے ادھر ادھر دیکھا تو بیٹے کا کہیں سراغ نہ ملا۔ چنانچہ وہ اس سے خفا ہونے لگی تو شیطان نے برصیصا کے دل میں بات ڈالی کہ دیکھو، یہ ماں ہے، یہ اپنے بچے کو ہرگز نہیں بھولے گی، پہلے تو نہ معلوم یہ بتاتی یا نہ بتاتی اب تو یہ ضرور بتا دے گی، لہٰذا اب ایک ہی علاج باقی ہے کہ لڑکی کو بھی قتل کر دو۔ تا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ جب بادشاہ آ کر پوچھے گا تو بتا دینا کہ لڑکی بیمار ہوئی اور مر گئی تھی۔ جیسے ہی اس کے دل میں یہ بات آئی تو کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے لڑکی کو بھی قتل کر دیا اور لڑکے کے ساتھ ہی صحن میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی عبادت میں مشغول ہو گیا۔

کچھ مہینوں کے بعد بادشاہ سلامت واپس آ گئے۔ اس نے بیٹوں کو بھیجا کہ جاؤ اپنی بہن کو لے آؤ۔ وہ برصیصا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری بہن آپ کے پاس تھی، ہم اسے لینے آئے ہیں۔ برصیصا ان کی بات سن کر رو پڑا اور کہنے لگا کہ آپ کی بہن بہت اچھی تھی، بڑی نیک تھی اور ایسے ایسے عبادت کرتی تھی، لیکن وہ اللہ کو پیاری ہو گئی، یہ صحن میں اس کی قبر ہے۔ بھائیوں نے جب سنا تو وہ رو دھو کر واپس چلے گئے۔

گھر جا کر جب وہ رات کو سوئے تو شیطان خواب میں بڑے بھائی کے پاس گیا اور اس سے پوچھنے لگا کہ بتاؤ تمہاری بہن کا کیا بنا؟ وہ کہنے لگا کہ ہم جنگ کے لئے گئے ہوئے تھے اور اسے برصیصا کے پاس چھوڑ کر گئے تھے، وہ اب فوت ہو چکی ہے۔ شیطان کہنے لگا، وہ فوت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کہ اگر فوت نہیں ہوئی تھی تو پھر کیا ہوا تھا؟

شیطان کہنے لگا برصیصا نے اس سے زنا کیا، جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے خود اسے قتل کیا اور فلاں جگہ اسے دفن کر دیا، اور بچے کو بھی اس نے اسی کے ساتھ دفن کیا تھا۔ اس کے بعد وہ خواب میں ہی اس کے درمیانے بھائی کے پاس گیا اور اس کو بھی یہی کچھ کہا اور پھر اسکے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر بھی یہی کچھ کہا۔

تینوں بھائی جب صبح اٹھے تو ایک نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے، دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے، تیسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ سب کو ایک جیسا خواب آیا ہے۔ سب سے چھوٹے بھائی نے کہا، یہ اتفاق کی بات نہیں ہے بلکہ میں تو جا کر اس کی تحقیق کروں گا۔ دوسروں نے کہا، چھوڑو بھائی یہ کونسی بات ہے، جانے دو۔ وہ کہنے لگا، نہیں میں ضرور تفتیش کروں گا۔ چنانچہ چھوٹا بھائی غصے میں آ کر چل پڑا۔ اسے دیکھ کر باقی بھائی بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ انہوں نے جا کر جب زمین کو کھودا تو انہیں اس میں بہن کی ہڈیاں بھی مل گئیں اور ساتھ ہی چھوٹے سے بچے کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی مل گیا۔

جب ثبوت مل گیا تو انہوں نے برصیصا کو گرفتار کر لیا۔ جب قاضی کے پاس لے جایا گیا تو اس نے قاضی کے روبرو اپنے اس گھناؤنے اور مکروہ فعل کا اقرار کر لیا اور قاضی نے برصیصا کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا۔

جب برصیصا کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا اور اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا اور پھندا کھینچنے کا وقت آیا تو پھندہ کھینچنے سے عین دو چار لمحے پہلے شیطان اس کے پاس وہی عبادت گزار شخص کی شکل میں آیا۔ وہ اسے کہنے لگا، کیا مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ برصیصا نے کہا، ہاں میں تمہیں پہچانتا ہوں، تم وہی عبادت گزار شخص ہو جس نے مجھے دم کرنا سکھایا تھا۔ شیطان نے کہا سنو! وہ دم بھی آپ کو میں نے بتایا تھا، لڑکی کو بھی میں نے اپنا اثر ڈال کر بیمار کیا تھا، پھر اسے قتل بھی میں نے تجھ سے کروایا تھا اور اگر اب تو بچنا

چاہے تو میں ہی تمہیں بچا سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا، اب تم مجھے کیسے بچا سکتے ہو؟ شیطان کہنے لگا، تم میری ایک بات مان لو میں تمہارا یہ کام کر دیتا ہوں۔ برصیصا نے پوچھا کہ میں آپ کی کون سی بات مانوں؟ شیطان نے کہا کہ بس یہ کہہ دو کہ خدا نہیں ہے۔ برصیصا کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔ اس نے سوچا کہ چلو، میں ایک دفعہ یہ کہہ دیتا ہوں، پھر پھانسی سے بچنے کے بعد دوبارہ اقرار کرلوں گا۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا، خدا موجود نہیں ہے۔ عین اس لمحہ میں کھینچنے والے نے رسہ کھینچ دیا اور یوں اس عبادت گزار کی کفر پر موت آگئی۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ شیطان کتنی لمبی پلاننگ کر کے انسان کو گناہ کے قریب کرتا چلا جاتا ہے۔ اس سے انسان خود نہیں بچ سکتا، بس اللہ تعالیٰ ہی اس سے بچا سکتا ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت کے حضور یوں دعا مانگنی چاہیے۔

((اَللّٰهُمَّ احفَظْنَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ))

”اے اللہ! ہمیں شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما۔ اے پروردگار! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں“

سجاح اور مسیلمہ کذاب:

سجاح بن حارث ہوازن کے قبیلہ بنی تمیم میں پیدا ہوئی۔ اسکی نشو ونما عرب کے شمال مشرق میں اس سرزمین پر ہوئی جو آجکل عراق کہلاتی ہے۔ اس کو دو دریاؤں (دجلہ اور فرات) کے درمیان ہونے کی وجہ سے الجزیرہ کہا جاتا ہے۔ سجاح مذہباً عیسائی اور نہایت فصیحہ بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی۔ اسے تقریر وگویائی میں خوب مہارت حاصل تھی۔ جدت فہم، جودت طبع اور اصابت رائے میں اپنی مثال آپ تھی۔ اپنے زمانے کی

مشہور کاہنہ تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شباب اور دلربائی میں چاند کو شرماتی تھی۔
جب سید العرب والعجم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی تو سجاح نبوت اور وحی الٰہی کی دعویدار بن بیٹھی۔ سب سے پہلے بنی تغلب نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا۔ سجاح نے مسجع اور مقفا عبارتوں میں خطوط لکھ کر تمام قبائلِ عرب کو اپنے دین جدید کی دعوت دی۔ بنی تمیم کا سردار مالک ابن ہبیرہ اس کے مکتوب کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر اس کا گرویدہ ہو گیا۔ تھوڑے عرصے میں سجاح کے جھنڈے تلے ایک لشکر جرار جمع ہو گیا۔ سجاح نے سب سے پہلے بنی تمیم پر حملہ کیا۔ سخت گھمسان کا رن پڑا لیکن بنی تمیم کے لوگوں نے اس سے مصالحت کر لی۔

سجاح نے اگلے روز ایک پر اثر عبارت تیار کی اور صبح کے وقت فوج کے سرداروں کو کہنے لگی کہ میں اب وحی الٰہی کی بنا پر یمامہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔ یمامہ وہ جگہ تھی جہاں مسیلمہ کذاب اپنی فوج کے ہمراہ موجود تھا۔ جب مسیلمہ کذاب کو سجاح کی آمد کی خبر ملی تو اس نے عیاری اور مکاری سے کام لیا۔ اپنے لوگوں کو قیمتی تحائف و ہدایا دیکر سجاح کے پاس پیغام بھیجا کہ پہلے عرب کے تمام شہر نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے تھے۔ چونکہ قریش نے بدعہدی کی لہٰذا وہ نصف تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ یہ پیغام بھی دیا کہ مجھے آپ سے ملاقات کا شوق ہے اگر اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں۔ سجاح نے اسے ملاقات کی اجازت دے دی۔

مسیلمہ کذاب اپنے چالیس ہوشیار مکار فوجیوں کو لیکر سجاح کے پاس پہنچا اور بڑے پرتپاک طریقے سے ملا، اس نے سجاح کے حسن و جمال کو دیکھا تو فریفتہ ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ جنگ وجدل سے عورت ذات کو جیتنا مشکل ہے البتہ عشق و محبت کی کمند میں پھنسا کر رام کرنا آسان ہے۔ مسیلمہ نے سجاح کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے اور درخواست پیش کی کہ آپ میری دعوت قبول کر کے میرے خیمہ تک تشریف لے چلیں۔

وہاں ہم دونوں تنہائی میں ایک دوسرے سے ہمکلامی کریں گے اور اپنی اپنی نبوت کا تذکرہ درمیان میں لائیں گے۔ سجاح اپنی تعریفیں سن سن کر جوش مسرت میں پھولی نہیں سماتی تھی۔ اس نے حامی بھر لی اور یہ وعدہ بھی کر لیا کہ دونوں کے حامی خیمہ سے دور رہیں گے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس کامیابی پر مسیلمہ کذاب کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے واپس آکر حکم دیا کہ ایک خوشنما اور پر تکلف خیمہ نصب کیا جائے، اس میں اعلیٰ قسم کے اسباب عیش ونشاط رکھے جائیں، زیب وزینت سے آراستہ کر کے انواع واقسام کے عطریات مہیا کیے جائیں اور خیمہ کو بنا سجا کر حجلہ عروسی بنا دیا جائے۔ جب سب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو اس نے سجاح کو آنے کی دعوت دی۔ سجاح اگر چہ رشک قمر اور حسن وجمال کا پیکر تھی مگر اس ملاقات کے لئے وہ خوب بن سنور کر اور جوبن نکھار کر حسن ولطافت کے پھول برساتی اور معشوقانہ انداز میں خراماں خراماں چلتی ہوئی مسیلمہ کذاب کے خیمہ میں آپہنچی۔ مسیلمہ اگر چہ عمر میں سجاح سے دگنا تھا مگر ڈیل ڈول کے اعتبار سے اچھا مضبوط تھا، اس نے سجاح کا مسکراہٹوں سے استقبال کیا، نہایت نرم وگداز ریشمی گدیلے پر بٹھایا اور میٹھی میٹھی چکنی چپڑی باتیں کرنے لگا۔

خوشبو کی لپٹوں نے سجاح کو مست ومسرور کر دیا تھا۔ مسیلمہ جانتا تھا کہ عورت جب خوشبو کی وجہ سے مست ہو جاتی ہے تو مرد کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ مسیلمہ نے سجاح سے کہا کہ اگر آپ پر حال ہی میں کوئی وحی نازل ہوئی ہو تو سنایئے۔ سجاح بولی کہ نہیں پہلے آپ سنائیں، مسیلمہ تو پہلے ہی شہوت بھری گفتگو کرنے کیلئے تیار بیٹھا تھا اس نے سجاح کا رویہ معلوم کرنے کے لئے کہا کہ مجھ پر یہ وحی اتری ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلٰی۔ اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰی بَیْنَ صَفَاقٍ وَحَشٰی

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارا رب حاملہ عورتوں سے کیا سلوک کرتا ہے۔ ان سے

چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے، جو پردوں اور جھلیوں کے درمیان لپٹے ہوئے ہوتے ہیں''

چونکہ مسیلمہ کی وحی سجاح کی نفسانی خواہشات کے مطابق تھی۔ شباب کی امنگوں نے اسے گدگدانا شروع کر دیا وہ غیر مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھی تھی اور چاہتی تھی کہ شہوانی گفتگو جاری رہے لہٰذا بولی اچھا کوئی اور وحی بھی سنایئے۔

جب مسیلمہ نے دیکھا کہ اس نازنین نے اتنی فحش گفتگو کو گوارا کر لیا ہے اور برا ماننے کی بجائے خوش ہوئی ہے تو اس کا حوصلہ بڑھا، اس نے مست مست نگاہوں سے سجاح کی طرف دیکھا، اس کے حسن و جمال کی خوب تعریف کی اور کہا کہ حق تعالیٰ نے یہ آیات بھی نازل فرمائی ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ اَفْرَاجًا وَجَعَلَ الرِّجَالَ لَھُنَّ اَزْوَاجًا فَتُوْلِجُ فِیْھِنَّ اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ اِذَا نَشَاءُ اِخْرَاجًا فَیُنْتِجْنَ لَنَا سِخَالًا وَاِنْتَاجًا

اس شرمناک اور شہوت انگیز ابلیسی کلام کو سن کر سجاح کے اندر شہوت بیدار ہوگئی۔ اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے نظر آنے لگے۔ مسیلمہ بہت چالاک اور عیار تھا عورت کی نفسیات جانتا تھا۔ کہنے لگا سنو، خدائے بزرگ و برتر نے نصف زمین مجھے دی اور نصف قریش کو دی مگر قریش نے ناانصافی کی لہٰذا میں نے قریش کا نصف حصہ تمہیں دے دیا ہے۔ میں بڑے خلوص سے مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ہماری فوجیں مل جائیں تو ہم سارے عرب پر قبضہ کر لیں گے، تم عرب کی ملکہ کہلاؤ گی، تمہاری فوج کی دیکھ بھال کا کام میں کروں گا، ہم آپس میں نکاح کر لیتے ہیں۔ ہماری نبوت بھی خوب چمکے گی۔

سجاح پر مسیلمہ کا جادو چل چکا تھا وہ بولی مجھے آپ کا مشورہ قبول ہے۔

یہ سن کر مسیلمہ مسکرایا اور کہنے لگا ہاں مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم ملا ہے۔ الغرض میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی کے مصداق دونوں نے بغیر کسی گواہ کے خود ہی

نکاح کر لیا اور شب زفاف منانی شروع کر دی۔ تنہائی میں غیر مرد کے ساتھ گفتگو کرنے کا منطقی انجام یہی ہوتا ہے۔

خیمے سے باہر دونوں مدعیان نبوت کے پیروکار یہ گمان کر رہے تھے کہ خیمے کے اندر ہر مسئلے پر بہت کچھ ردو قدح ہو رہی ہوگی۔ بحث و اختلاف کی محفل اپنے عروج پر ہوگی۔ لوگ انجام ملاقات معلوم کرنے کیلئے چشم براہ اور گوش بر آواز بنے ہوئے تھے جبکہ خیمے کے اندر دلہا اور دلہن بساط عیش پر نوجوانی کے مزے لوٹ رہے تھے۔ شوق وصال کا یہ عالم تھا کہ تین دن تک خیمے سے باہر نہ نکلے۔

تین دن میں اپنی نبوت کو خاک میں ملا کر اور مسیلمہ کے ہاتھوں اپنی عزت لٹا کر شرمندگی میں ڈوبی ہوئی سجاح لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چلتی ہوئی اپنے لشکر میں واپس آئی۔ اس کے سرداروں نے پوچھا کہ تین دن کی مجلس کا کیا نتیجہ نکلا، کہنے لگی وہ بھی نبی برحق ہے میں نے اسکی نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے نکاح کر لیا ہے۔ فوجیوں کے صبر و انتظار کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا، ایک نے پوچھا کہ گواہ کون تھا اور مہر کتنا تھا۔ سجاح نے شرمندگی سے آنکھیں نیچی کر لیں، نادم چہرہ اپنی بازی ہارنے کی وجہ سے زمین کی طرف جھک گیا، کہنے لگی کہ میں مسیلمہ سے حق مہر پوچھنا ہی بھول گئی۔ معتقدین نے مشورہ دیا کہ آپ اسی وقت دوبارہ جائیں اور اپنے مہر کا تصفیہ کریں، اس کے بغیر نکاح ٹھیک نہیں ہوتا۔ ان کے مجبور کرنے پر سجاح ندامت و شرمندگی کی زندہ تصویر بنی ہوئی واپس لوٹی۔ مسیلمہ نے خیمے کے دروازے بند کر لئے تھے، وہ اس بات پر گھبرایا ہوا تھا کہ کہیں سجاح کے پیروکار اسے اپنی توہین سمجھ کر اس کو قتل کرنے کے درپے نہ ہوں۔ جب مسیلمہ کو پتہ چلا کہ سجاح دروازے پر آئی ہے تو اس نے ایک سوراخ سے جھانک کر پوچھا کہ دوبارہ کیسے آنا ہوا۔ سجاح نے کہا کہ میں اپنا مہر پوچھنا بھول گئی تھی۔ مسیلمہ نے مسکرا کر کہا محمد ﷺ معراج میں عرش بریں سے پانچ نمازیں لائے تھے، رب العزت

نے مؤمنین کو سجاح کے مہر کے عوض فجر اور عشا کی نمازیں معاف کر دیں۔ سجاح واپس آئی تو اس کے لشکر کے مرد حضرات کو شک پڑ گیا کہ دال میں کالا کالا ہے، وہ سجاح جو لوگوں کے سامنے چہکتی تھی، اپنی لفاظی کے ذریعے ان کے دل موہ لیتی تھی، جوش تقریر اور حسن تصویر سے دلوں کو رام کر لیتی تھی، اب سہمی گھبرائی اور شرمائی کیفیت سے دوچار تھی، زبان سے بے ربط الفاظ نکل رہے تھے۔ عورت جب اپنا جوہر عصمت لٹا بیٹھے تو اسکا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ اپنی جیتی ہوئی بازی ہار چکی تھی۔ اس کی فوج کے لوگ بددل ہو کر گھروں کو واپس جانے لگے۔

اسی دوران حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اسلامی لشکر کو لے کر یمامہ پہنچے۔ مسیلمہ قتل ہوا، سجاح نے بھاگ کر جان بچائی اور جزیرہ میں جا کر مقیم ہوگئی، نبوت کے دعوے سے توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔ قبیلہ بنی تغلب سے اس کا ننہالی رشتہ تھا، اس میں جا کر خاموشی کی زندگی گزارنے لگی۔ اس کے کہنے پر اس کی قوم نے اسلام قبول کر لیا تو وہ بصرہ منتقل ہوگئی اور نیکوکاری اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسکی وفات ہوئی تو ایک صحابی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ابن جندب نے اسکا جنازہ پڑھایا۔

اس پورے واقعے سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ اگر سجاح مسیلمہ کذاب سے تنہائی میں ملنے والی غلطی نہ کرتی تو مسیلمہ اس کی ماتحتی کو قبول کر لیتا۔ بوڑھے مرد نے تنہائی کا فائدہ اٹھا کر جوان دوشیزہ کو پوری زندگی کیلئے ناکارہ بنا دیا، اس کے ہاتھ ندامت و شرمندگی کے سوا کچھ نہ آیا۔ چند لمحوں کی غلطی نے پوری زندگی کی عزت خاک میں ملا دی۔ سجاح نے اس صدمے کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا چونکہ اسے اپنی اور مسیلمہ کی حقیقت کا پتہ چل گیا تھا۔ احساس ندامت بھی کتنی عجیب نعمت ہے کہ اللہ رب العزت نے سجاح کا انجام اچھا کر دیا۔ سچ ہے کہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے گنہگار جب چاہے

اپنے رب کو منائے۔

۴ غیر محرم سے چھپی آشنائی کرنا

انسان بعض اوقات ایسی غلطیاں کر بیٹھتا ہے جو پوری زندگی کیلئے سوہان روح بن جاتی ہیں۔ان غلطیوں میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ عورت کسی نامحرم مرد سے اپنے ذاتی معاملات پر باتیں کرنی شروع کر دے۔اس کی ابتدا کتنے ہی خلوص پر مبنی کیوں نہ ہو اس کی انتہا ہمیشہ بری ہوتی ہے۔بعض لڑکیاں اپنے ماں باپ سے بات کرنے میں دشواری محسوس کرتی ہیں نہ ہی کوئی ایسی بہن ہوتی ہے جو راز دار بن سکے۔لہٰذا وہ اپنے کسی کزن سے یا سہیلی کے بھائی سے یا محلے دار لڑکے سے یا کلاس فیلو سے بات کر بیٹھتی ہیں۔مرد بڑی فراخدلی سے اس کی بات سنتے ہیں اسکی مدد کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اس لڑکی میں دلچسپی لینا بھی شروع کر دیتے ہیں۔شروع میں دونوں فریقین کو اس بات چیت میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ دونوں میں ناجائز تعلقات کی صورت بن جاتی ہے۔

آجکل کے نوجوان لڑکے بھولی بھالی لڑکیوں کو جال میں پھنسانے اور ان کو دانہ ڈالنے میں مہارت حاصل کر چکے ہیں۔عموماً لڑکیاں ناتجربہ کار ہوتی ہیں جبکہ لڑکے محبت کی پینگیں بڑھانے کا تجربہ حاصل کر چکے ہوتے ہیں، لہٰذا وہ ہر نئی لڑکی کو ایسی حکمت عملی سے قریب کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔اگر لڑکی انہیں دینی ذہن کی نظر آتی ہے تو اس سے نیکی اور نماز کی باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔اس لڑکی کو کہتے ہیں کہ تمہاری وجہ سے میرے دل میں نیک بننے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔اگر لڑکی کی طبیعت میں ہمدردی نظر آتی ہے تو اس کے سامنے اپنی والدہ کی سختی اور ترشروئی یا اپنی بیوی کی تلخ کلامی کا ایسا منظر پیش کرتے ہیں کہ لڑکی کو اس پہ ترس آجاتا ہے، وہ سوچتی ہے کہ اگر میں اس سے

بات نہیں کروں گی تو یہ لڑکا کہیں خودکشی نہ کر لے۔ اگر لڑکی غریب نظر آتی ہے تو اس کو نوکری دلوانے یا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اگر لڑکی نازنخرے والی اور چنچل نظر آتی ہے تو اس کی جوتی اور کپڑوں کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ اس کے جسم سے ریح بھی خارج ہو تو کہتے ہیں واہ کیا گلاب کی خوشبو آرہی ہے۔ کلر میچنگ کی تعریف کر کے اس کو قریب کر لیتے ہیں۔ جو لڑکی دیکھنے میں عام سی شکل وصورت رکھتی ہو اس کو کہتے ہیں تمہارے چہرے پہ سادگی کا نور نظر آتا ہے۔ جو لڑکی عمر میں بڑی ہو جائے اس کو کہتے ہیں کہ تمہارے چہرے پہ بڑی معصومیت ہے۔ جو لڑکی بے وقوف نظر آئے اس کی عقلمندی کی خوب تعریفیں کرتے ہیں۔ جو لڑکی موٹی ہو اسے کہتے ہیں کہ آپ کی صحتمندی کا راز کیا ہے؟ ہمیں بھی بتائیں کہ آپ کونسے وٹامن استعمال کرتی ہیں؟ اگر کچھ اور سمجھ نہ آئے تو کہتے ہیں کہ میرے دل میں آپ کا بڑا احترام ہے آپ کی شرافت مجھے اچھی لگی ہے۔ غرض کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتے ہیں جو اس لڑکی کی دکھتی رگ ہوتی ہے کہ وہ لڑکی محسوس کرے کہ مجھے بھی کوئی چاہنے والا ہے۔ ساتھ یہ بھی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ میں عام لڑکوں کی طرح نہیں ہوں میں تو کسی سے بات ہی نہیں کرتا، پتہ نہیں کیوں میرے دل میں آپ کا بڑا مقام ہے۔ جب لڑکی بات چیت کرنے لگ جاتی ہے تو پھر آہستہ آہستہ اسے شیشے میں اتارتے ہیں۔ اس کی تاریخ پیدائش لکھ کر رکھتے ہیں تاکہ اسے مبارکباد دی جاسکے۔ خط کے ذریعے رابطہ ہو تو ایسے ایسے اشعار لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا دل تھام کے رہ جائے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ مجھے کھانا کھاتے یاد آئیں، آپ مجھے سوتے وقت یاد آئیں، آپ مجھے نماز پڑھتے وقت یاد آئیں، اگر چہ وہ بیت الخلاء میں یاد آئی ہو۔ اگر لڑکی میں شرافت نظر آئے تو کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے سیدھے رستے پہ ڈالا ہے میں تو گندگی کی دلدل میں پھنس رہا تھا۔ اگر لڑکی نمازی ہو تو کہتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرنا مجھے تمہاری دعاؤں کی قبولیت پہ بڑا یقین ہے۔ اگر لڑکی میں کوئی بیماری نظر

آئے تو اس کے علاج معالجے کی باتیں کرتے ہیں۔

مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات کی جائے جو لڑکی کو اچھی لگے اور وہ بھی کوئی بات کرے تو پھر بات سے بات بڑھے۔ جب محسوس کرتے ہیں کہ لڑکی نے بے جھجک بات کرنا شروع کر دی ہے تو بات چیت کے دوران کبھی کبھار کہتے ہیں کہ آپ مجھے بتائیں ناں کہ آپ مجھے اچھی کیوں لگتی ہیں؟ جب دیکھتے ہیں کہ اس نے مسکرا کر دیکھا ہے تو کہتے ہیں پلیز آپ مجھے یاد نہ آیا کریں، میری نیت صاف ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے آپ کو بھلانا مشکل ہو جائے۔ کبھی کبھی بات چیت کے دوران کہتے ہیں، حیرانگی کی بات ہے کہ میری اور آپکی پسند اور ناپسند بہت ملتی ہے۔ کبھی کبھی یہ کہتے ہیں کہ آپ بہت عقلمند ہیں آپ نے فلاں مشورہ بڑا ہی اچھا دیا۔ کبھی صاف لفظوں میں کہہ دیتے ہیں کہ میں آپ کو اپنانا چاہتا ہوں، میرا مقصد برا نہیں ہے۔ ان تمام ہتھکنڈوں کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ لڑکی ہم سے بات چیت کرے، ہنسی مذاق کرے اور اپنی ذاتی زندگی کی باتیں کھولنا شروع کرے۔ جب لڑکی نے اپنی ذاتی باتیں شروع کیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ پرندہ اب جال میں پھنس جائے گا۔

دوسرے مرحلے میں اس لڑکی کو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ میری نیت بری نہیں ہے مگر مجھے آپ سے محبت ہوگئی ہے۔ زبان سے کہتے ہیں **I Love you** مگر دل میں کہتے ہیں **I need you** (مجھے آپ کی ضرورت ہے)

جب دیکھتے ہیں کہ اب ایک قدم اور آگے بڑھایا جا سکتا ہے تو اس لڑکی کو اپنے فرضی اور جھوٹے عشق کی داستان سناتے ہیں۔ اگر وہ غور سے سن لے تو اسے اپنے خواب سناتے ہیں کہ آج رات میں نے خواب میں ایک لڑکی سے یہ کیا وہ کیا۔ اگر اس پر بھی لڑکی اچھا رویہ ظاہر کرے تو اس سے فلموں ڈراموں اور گانوں کے بارے میں تبادلہ خیالات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ تمہیں کونسا گانا پسند ہے مجھے تو یہ پسند

ہے، تمہیں کونسی فلم پسند ہے مجھے تو یہ پسند ہے۔

غرض جب اس قسم کی ناشائستہ باتیں کھلے عام ہونے لگیں تو سمجھتے ہیں کہ اب کامیابی کے امکان روشن ہیں۔

تیسرے مرحلے میں اس لڑکی سے کہتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے پاس بیٹھ کر آمنے سامنے جی بھر کے باتیں کروں، میرے لیے کچھ وقت اور موقع نکالو، کبھی کہتے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ سمندر کا کنارا ہو اور ہم دونوں باتیں کرتے کرتے دور چلے جائیں۔ گرمی کے موسم میں کہتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ٹھنڈی سڑک ہو اور ہم دونوں ننگے پاؤں اس پر چلتے چلتے تھک جائیں تو اسی پر سو جائیں چاہے کوئی ہمارے اوپر سے ٹرک ہی گزار دے۔ سردی کے موسم میں کہتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ہم ایک چار پائی پر بیٹھے باتیں کرتے رہیں اور ہمارے ہاتھ پاؤں کمبل میں لپٹے ہوں۔ اگر لڑکی ایسی بات چیت کو خوشی خوشی سن لے تو سمجھتے ہیں کہ منزل قریب ہے۔

چوتھے مرحلے میں اس لڑکی سے تنہائی میں ملاقات کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور تھوڑی گفتگو کے بعد کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر گلے مل لو، ایک مرتبہ اپنی آنکھوں کا بوسہ لینے دو، آئندہ میں کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ اگر اجازت مل گئی تو ہر ملاقات میں کھلتے کھلتے بالآخر زنا کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ایک اوباش نوجوان نے توبہ کی تو اس نے یہ ساری رام کہانی سنائی، یہ بھی بتایا کہ ایک وقت میں پانچ پانچ چھ چھ لڑکیوں سے معاشقہ چل رہا ہوتا ہے۔ ایک سے بات چیت کر کے فون بند کرتے ہیں تو دوسری لڑکی کو کال کر کے کہتے ہیں کہ آج میں آپ کے لئے بہت زیادہ اداس ہوں۔ جب فون بند کرتے ہیں تو تیسری لڑکی کو کال کر کے کہتے ہیں کہ ہائے میں تو آج آپ سے بات چیت کرنے کیلئے ترس گیا تھا۔ شیطانی کام کے لئے قدم قدم پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

مقصد صرف اور صرف لڑکی سے اپنی شہوت پوری کرنا ہوتا ہے۔ لیکن جس لڑکی سے

ایک دفعہ شہوت پوری کرلیں اس سے کبھی شادی کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ جولڑکی کنوارے پن میں میرے ساتھ ناجائز تعلقات استوار کرسکتی ہے وہ میری بیوی بن گئی تو اوروں سے تعلقات کیوں نہیں جوڑے گی۔ لہذا اس پیار کو ختم بھی مرحلہ وار کرتے ہیں۔

مرحلہ نمبر۱: (Use The Girl)

لڑکی سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرو جتنا عرصہ بھی داؤ لگ سکے۔ جب لڑکی مجبور کرے کہ آپ میرے گھر اپنی والدہ کو رشتہ کے لئے کیوں نہیں بھیجتے تو بہانے بناؤ۔ اگر لڑکی سمجھدار ہو اور پیچھے ہٹنے لگے تو اسے برائی کے لئے مجبور کرو۔

مرحلہ نمبر۲: (Abuse the girl)

لڑکی کو مجبور کر کے اس سے خواہش پوری کرو۔ کبھی کہو میں گولیاں کھالوں گا، میں پنکھے سے اٹک جاؤں گا، میں جیب میں تمہارے نام خط لکھ کر چھت سے چھلانگ لگا دوں گا، ورنہ تم مجھ سے ضرور ملو۔ اس طرح جتنا عرصہ گزر سکتا ہے گزارنے کی کوشش کرو۔

مرحلہ نمبر۳: (Confuse the Girl)

اگر لڑکی کے والدین اسکا رشتہ کہیں اور کرنا چاہتے ہیں تو اسکے سامنے اداسی کے فقرے بولو۔ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گا، تم نے میرا سکون تباہ کر دیا ہے، تمہاری وجہ سے میرا پڑھائی میں دل نہیں لگتا لہذا میں فیل ہو گیا ہوں، اگر تم نے میرے ساتھ شادی نہ کی تو میں عین اس وقت خودکشی کروں گا جب تمہاری ڈولی جارہی ہوگی۔ یاد رکھنا اگر تم نے میرے ساتھ شادی نہ کی تو میں تمہارے ہونے والے خاوند کو سب کچھ بتا دوں گا، میں تمہارے خاوند کو تمہارے خط دکھاؤں گا تمہاری تصویریں دکھاؤں گا، تمہیں طلاق دلوا کر رہوں گا، اب تم میری بیوی بن کر ہی زندہ رہ سکو گی۔ لڑکی بیچاری ان

جھوٹی مکاریوں سے متاثر ہو کر اچھے اچھے رشتوں سے انکار کر دیتی ہے۔ والدین کے سامنے ذلت ورسوائی برداشت کرتی ہے مگر ضد کرتی ہے کہ میرا رشتہ فلاں لڑکے سے ہی کیا جائے ورنہ میں خود کشی کرلوں گی، کہیں چلی جاؤں گی، سب کی ناک کٹوا کے رہوں گی۔ اگر والدین آمادہ ہو جائیں کہ چلو اسی اوباش لڑکے سے تمہاری شادی کر دیتے ہیں اور لڑکی اس لڑکے سے کہے کہ آپ اپنی والدہ کو ہمارے گھر رشتہ مانگنے کیلیے بھیجو میرے والدین ہاں کر دیں گے تو لڑکا سمجھ لیتا ہے کہ چوتھا مرحلہ شروع ہو گیا۔

مرحلہ نمبر۴: (Refuse the girl)

لڑکا جب دیکھتا ہے کہ لڑکی ہر طرف سے ہٹ کٹ کے میرے لیے فارغ ہو گئی ہے۔ تو اس سے جنسی تعلقات قائم رکھتا ہے مگر والدہ کو بھیجنے کے بارے میں بہانے کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ فلاں کام کی وجہ سے امی مصروف ہیں، کبھی کہتا ہے کہ فلاں بات پیش آ گئی لہٰذا اب میں گھر میں یہ بات کیسے کروں۔ جب لڑکی زیادہ مجبور کرتی ہے تو لڑکا کہہ دیتا ہے کہ میری امی نہیں مانتیں، کیا کروں میرے ابو نہیں مانتے۔ اسی لیت ولعل میں وقت گزار دیتا ہے۔ لڑکی کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے، وہ نہ آگے کی رہتی ہے نہ پیچھے کی۔ ایسے موڑ پر پہنچ کر بعض لڑکیاں خود کشی کر لیتی ہیں، بعض دن رات وظیفے کرتی ہیں کہ لڑکا اپنی ماں کو بھیج دے بعض منتیں مانتی ہیں یا تعویز دھاگے کے پیچھے وقت ضائع کرتی ہیں۔ بعض اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے نمازیں پڑھنا چھوڑ دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول نہیں کی۔ حالانکہ غلطی تو اپنی ہوتی ہے۔ لڑکا اس لڑکی سے اپنی شہوت پوری کر چکا ہوتا ہے، اب وہ لڑکی اس کی نظر میں استعمال شدہ ٹائلٹ پیپر کی مانند ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ حیلے بہانے کر کے لڑکی کو ٹالتا ہے اور ملنا بند کر دیتا ہے۔ یوں سمجھیں کہ لڑکی کو بند گلی میں پہنچا کر خود غائب ہو جاتا ہے۔

نتیجہ:

اکثر اوقات تو چھپی آشنائی والی شادیاں ہوتی ہی نہیں اگر ہو بھی جائیں تو دو وجوہات کی بنا پر طلاق ہونے کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں۔

(۱) خاوند اپنی بیوی کے بارے میں شکی مزاج بن جاتا ہے حتی کہ وہ لڑکی اپنے سگے بھائی سے بھی مسکرا کر بات کرلے تو خاوند کو ناجائز تعلقات کا شبہ ہو جاتا ہے۔ لڑکی اگر والدین کو ملنے کے لیے گھر جانے کی اجازت مانگے تو خاوند اس لئے اجازت نہیں دیتا کہ میکے جا کر کہیں کسی مرد کے ساتھ ملوث نہ ہو جائے۔

ایک تعلیم یافتہ نوجوان کی پسند کی شادی ہوئی تو وہ دفتر جاتے ہوئے گھر کو تالا لگا کر جاتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ گھر میں بیوی کو ایمر جنسی ضرورت پیش آسکتی ہے کہ وہ باہر نکلے، آپ اسے بند کیوں کر دیتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ جو لڑکی والدین سے چھپ چھپا کر محبت کرسکتی ہے وہ مجھ سے چھپ چھپا کر کسی ہمسائے سے محبت کیوں نہیں کرسکتی۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ چھپی دوستی کرنے والی ایسی لڑکیاں ساری عمر کے لئے اپنا اعتبار کھو بیٹھتی ہیں۔

(۲) شادی ناکام ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا ہر بات میں لڑکی کی تعریف کرتا تھا، اس کی ہر الٹی بات کو سیدھی کہتا تھا۔ اب شادی کے بعد حقیقت میں وہ خاوند بن کر رہتا ہے، ٹھیک کو ٹھیک اور غلط کو غلط کہتا ہے۔ لڑکی سمجھتی ہے کہ پہلے میں اچھی تھی اب کیا ہوا کہ اسے میرے اندر عیب نظر آنے لگے اسی طرح آپس میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ شادی سے پہلے لڑکا جس طرح لڑکی کی تعریفوں کے پل باندھتا تھا اسے آئے دن تحفے تحائف دیتا تھا شادی کے بعد وہ معاملہ چل نہیں سکتا تو لڑکی سمجھتی ہے کہ اسے مجھ سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ بعض مرتبہ لڑکا شادی تو کر لیتا ہے مگر اس کو

چھپی آشنائی کی لت پڑی ہوتی ہے، لہٰذا وہ کسی اور لڑکی سے وہی پیار ومحبت کے مراحل کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے پہلی شادی ناکام ہو جاتی ہے۔

نصیحت کی بات:

یہ بات کھلی حقیقت ہے کہ عورت کسی غیر مرد کی جھولی میں اس وقت گرتی ہے جب اس کے اپنے گھر کے حالات اچھے نہیں ہوتے۔ اگر ماں فوت ہو جاتی ہے تو رضاعی ماں محبت نہیں دیتی، اگر ماں ان پڑھ ہوتی ہے تو بیٹی کے حالات سے بے خبر رہتی ہے، اگر میاں بیوی آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں تو اولاد کی طرف سے غفلت ہوتی ہے، یا ان پڑھ ماں بات بات میں بیٹی کو ڈانٹتی ہے جبکہ بیٹوں کی ہر بات مانتی ہے، یا بیٹی کو ہر چھوٹی سی غلطی پر کوسنے دیتی ہے حتی کہ وہ بیٹی ماں کے سامنے اپنی کسی غلطی کا اظہار نہیں کرنا چاہتی، یا پھر ماں اپنی بیٹی کو گھر میں اکیلے چھوڑ کر گھر سے باہر چلی جاتی ہے اور ٹیلیفون کال پر غیر محرم مرد کو اس کی بیٹی سے بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے، یا قریب کے غیر محرم مردوں کو اکیلی لڑکی سے معاشقہ بڑھانے کا موقع مل جاتا ہے، یا خاوند بیوی کو محبت نہیں دے پاتا اور وہ محبت کی بھوکی غیر محرم کی میٹھی آواز پر قربان ہو جاتی ہے، یا خاوند گھر سے دور رہتا ہے اور بیوی غیر مرد کے چکر میں پھنس جاتی ہے، یا خاوند کا رویہ بیوی کے ساتھ انتہائی سخت ہوتا ہے لہٰذا بیوی کو جہاں سے کچھ پڑے وہ کچی چلی جاتی ہے۔ یا عورت کو اکیلا باہر جانے کی کھلی اجازت ہوتی ہے، خرید وفروخت کیلئے بازار جاتی ہے اور غیر مرد سے آشنائی کا موقع نکل آتا ہے یا، لڑکی سکول کالج اکیلی جاتی ہے یا سہیلی کے ساتھ جاتی ہے اور راستے میں غیر محرم لڑکے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

ایسی تمام صورتحال میں:

پہلا قصور گھر والوں کا ہوتا ہے کہ وہ لڑکی یا عورت کو غیر محرم کی طرف مائل ہونے کا

موقع ہی کیوں دیتے ہیں۔

دوسرا قصور غیر مرد کا ہوتا ہے کہ وہ مختلف ہتھکنڈوں سے عورت یا لڑکی کو محبت کے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔

تیسرا قصور عورت یا لڑکی کا اپنا ہوتا ہے کہ اگرچہ حالات ناساز گار سہی مگر وہ غیر محرم کے قریب کیوں آتی ہے، اپنی عزت کا جنازہ نکالتی ہے اور زندگی بھر کی بدنامی کا داغ اپنے ماتھے پہ سجاتی ہے۔ جہاں قصور دوسروں کا ہوتا ہے وہاں اپنا بھی ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

کجھ اوں وی راہواں اوکھیاں سن
کجھ گل وچ غماں دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

جو لڑکیاں اپنے عزت وناموس کی قیمت قدر و قیمت جانتی ہیں وہ لاکھوں پریشانیوں کے باوجود غیر محرم مرد کی طرف بال برابر متوجہ نہیں ہوتیں، نہ ہی کسی کو قریب ہونے کا موقع دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قریب کر لیتے ہیں اور ولایت کا نور عطا فرماتے ہیں۔

⑤ تنہا یا غیر مرد کے ساتھ سفر کرنا

دین اسلام میں عورت کے لئے تنہا سفر کرنا یا غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ حتی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض حج کا سفر کرنا بھی جائز نہیں۔ عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عورت کے لئے کوئی

کراہت نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے نیک وصالح لوگوں کے ساتھ سفر کرے۔ یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ثقہ (پرہیزگار) عورتوں کے ساتھ سفر کرے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عورت اپنے نفس کو پرامن سمجھتی ہے تو اکیلی نکلے۔ فقہائے احناف کے نزدیک اگر عورت نے بغیر محرم کے حج کیا تو اس کا حج بالاتفاق جائز ہوگا مگر وہ بغیر محرم کے حج کی طرف نکلنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔ محرم کو بھی اس وقت سفر میں ساتھ جانا جائز ہے جبکہ اس کو اپنے آپ پر شہوت وفتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ محرم کے بغیر سفر کی مسافت اگر ایک دن کی مسافت سے کم ہو تو عورت کے لئے سفر کرنا مباح ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

((لَا یَحِلُّ لِاِمْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ لَیْسَ مَعَھَا حُرْمَۃٌ)) (متفق علیہ)

”مؤمنہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن اور ایک رات کی مسافت میں تنہا سفر کرے“

محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو جیسے باپ بھائی بیٹا وغیرہ۔

یہ بات ویسے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عورت تنہا سفر میں نکلے تو اس کی جان مال آبرو تینوں چیزیں خطرے میں ہوتی ہیں۔ اگر بالفرض اس کو کسی وجہ سے غشی کا دورہ پڑ جائے تو پھر یا تو اس کی جان خطرے میں ہوگی یا پھر کوئی غیر محرم مرد اس کی خبر گیری کریگا ایسے میں اس کی آبرو لٹنے کا قوی امکان ہے۔ عورت ناقص العقل ہوتی ہے باہر کی دنیا کو نہیں جانتی لہٰذا کوئی غیر محرم شخص اس کو بہلا پھسلا کر دھوکا دیکر اس کی عزت لوٹ سکتا ہے، مال لے کر اسے قتل کر سکتا ہے۔ عورت بدنی اعتبار سے مرد کی نسبت کمزور بھی ہوتی ہے لہٰذا یہ بھی امکان ہے کہ کوئی شخص تنہائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے زنا بالجبر کا

مرتکب ہو جائے، یا اسے اغوا کر کے لے جائے۔ اگر محرم مرد ساتھ ہوگا تو ہر چیز محفوظ ہوگی۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

((لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ اِلَّا وَ مَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُبْتُ فِيْ غَزْوَةٍ كَذَا وَ كَذَا وَ خَرَجَتْ اِمْرَأَتِيْ حَاجَةً قَالَ اِذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَأَتِكَ)) (متفق علیه)

''کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میری بیوی حج کو جارہی ہے اور میں نے غزوہ میں شرکت کا ارادہ کیا ہے آپ نے فرمایا تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا''

اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لیے جہاد میں نکلنے سے زیادہ افضل ہے کہ وہ اپنی محرم عورت کے ساتھ حج کا سفر کرے تا کہ عورت امن میں رہے۔

ہیثم بن عدی نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک خوبصورت عورت مکہ مکرمہ حج کرنے کے لئے آئی۔ عمر بن ربیعہ نے اسے دیکھا تو اسکا شیدائی ہو گیا۔ عمر بن ربیعہ نے بات چیت کرنا چاہی مگر اس عورت نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن جب عمر بن ربیعہ پھر اس کے سامنے ہوا تو عورت نے کہا یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ تم اللہ کے حرم میں ہو اور حرمت والے ایام میں ہو، عمر بن ربیعہ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا وہ اصرار کرتا رہا۔ عورت نیک پاک تھی سمجھ گئی کہ یہ مرد میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا، اسکا علاج کرنا پڑیگا۔ لہٰذا تیسرے دن اس نے بھائی سے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور مجھے حج عمرہ کے احکام اچھی طرح سکھاؤ۔ اس دن بھی عمر بن ربیعہ اس کے انتظار میں تھا۔ جب اس عورت کے بھائی کو دیکھا تو وہاں سے کھسک گیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر عورت نے شعر پڑھا:

تعدو الذئاب علی من لا کلاب له
و تتقی صولة المستاسد الضاری

''بھیڑیئے اس شخص پر حملہ کر دیتے ہیں جس کے پاس محافظ کتے نہ ہوں۔ مگر وہ خودخونخوار شیر کے حملے سے ڈرتے ہیں''

اس واقعے کا خلیفہ منصور عباسی کو علم ہوا تو اس نے کہا:

''میری خواہش ہے کہ یہ واقعہ قریش کی تمام لڑکیوں کو سنایا جائے حتیٰ کہ کوئی لڑکی بھی سنے بغیر نہ رہے''

عربی کا مقولہ ہے:

لَا يُحْفَظُ الْمَرْأَةُ اِلَّا بَيْتُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ قَبْرُهَا

''عورت کی حفاظت یا گھر کرتا ہے یا خاوند کرتا ہے یا قبر کرتی ہے''

مرد کے لئے لازم ہے کہ اگر اسے ضروری کام کی غرض سے گھر سے دور رہنا پڑے تو اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کا بندوبست کرے۔ مزید برآں سفر پر نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةِ فِی الْاَهْلِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ)) (ریاض الصالحین)

''اے اللہ تو سفر میں مالک ہے اور اہل وعیال میں خلیفہ، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ سفر کی مشقت اور برا منظر دیکھوں اور اس سے کہ مال وعیال کی برائی دیکھوں''

سفر میں نکلنے والوں کو بھی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ مقصد پورا ہوتے ہی جلدی گھر واپس لوٹ آئیں۔ حدیث پاک میں ہے:

((اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قُضِيَ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ)) (ریاض الصالحین)

''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تمہیں کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے لہٰذا جوں ہی سفر کی ضرورت ختم ہو جلدی سے بال بچوں میں پلٹ آؤ''

جو لوگ دین کی محنت کے لئے۔ دعوت تبلیغ کیلئے گھروں سے دور رہتے ہیں اسلام نے ان کی عورت کی حرمت کو عام عورتوں سے بڑھا کر پیش کیا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ. مَامِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ اِلَّا وَقَفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ مَاشَاءَ حَتّٰى يَرْضٰى (ریاض الصالحین)

''مجاہدین کی بیویوں کی عزت گھر پر رہنے والوں کے لئے ان کی ماں کے برابر ہے۔ اگر کوئی گھر میں رہنے والا کسی مجاہد کے اہل خانہ سے خیانت کا مرتکب ہوگا تو قیامت کے دن اس مجاہد کو لایا جائے گا اور وہ اس خائن کی جتنی نیکیاں چاہے گا لے لے گا''

دین اسلام نے ان تعلیمات کی روشنی میں واضح کر دیا ہے کہ اوّل تو عورت گھر سے تنہا باہر نہ نکلے۔ اگر سفر پر جانا ہی پڑے تو محرم مرد ساتھ ہو۔ اسی طرح مرد اپنی عورتوں کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر نہ جائیں۔ اگر سفر پر جانا ضروری ہو تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں چھوڑیں اور مقصد پورا ہوتے ہی گھر واپس آئیں۔ اگر دین کی محنت کے لئے اللہ کے راستے میں جانا بھی ضروری ہو اور گھر میں عورت بھی اکیلی ہو تو حدیث پاک کے مطابق مسلمانوں کے لیے اس عورت سے زنا کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنی ماں سے زنا کرنا۔ صاف ظاہر ہے کہ کوئی حیا کی رتی رکھنے والا شخص بھی اپنی ماں سے زنا نہیں کرسکتا۔

﴿٦﴾ گانا بجانا......زنا کا زینہ

اسلام میں گانے بجانے کی مذمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ)) (لقمٰن:٦)

''اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بہکائیں بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے اور ٹھہرائیں اسکو ہنسی مذاق، وہ لوگ ہیں جن کو ذلت کا عذاب ہوگا''

روح المعانی میں لھوالحدیث کا معنی لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جو عبادت الٰہی سے غافل کردے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کی تشریح پوچھی گئی تو آپ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا ھو واللہ الغناء (اللہ کی قسم اس سے مراد گانا اور راگ راگنیاں ہیں) اس سے متعلق چند احادیث اور اقوال درج ذیل ہیں۔

⊙......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والی لونڈیوں کے خریدنے اور بیچنے اور ان کو گانے بجانے کی تعلیم دینے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان کی قیمت کھانا حرام ہے پھر اوپر والی آیت تلاوت فرمائی۔

⊙......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو آوازوں سے منع فرمایا، ایک نغمہ دوسری نوحہ کرنا۔

⊙......نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا۔

⊙ ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیقی دل میں زنا کے خیال کو اس طرح پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔

⊙ ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیں جب تک کہ دور نہیں چلے گئے۔

⊙ ...... حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''گانا بجانا زنا کا منتر ہے''۔ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''غنا دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے''۔ یزید بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے بنی امیہ! تم غنا سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا ہے۔''

⊙ ...... ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو گانے بجانے سے دور رکھو اس لئے کہ غنا زنا کی دعوت ہے۔

⊙ ...... حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن قرہ نے نبی علیہ السلام سے فحش گانے کے علاوہ گانے بجانے کی اجازت مانگی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ہرگز اسکی اجازت نہیں دوں گا، نہ تمہاری عزت کرونگا، نہ تمہیں چشم عطا سے دیکھوں گا، اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے مگر حرام اختیار کرتا ہے، اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بری طرح سے پیش آتا۔ چل میرے پاس سے اٹھ جا، اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر۔ یاد رکھ اگر تو نے گانا بجانا کیا تو میں تمہیں دردناک سزا دونگا، تیرا منہ بگاڑ دوں گا، تجھے تیرے گھر سے نکال دوں گا، تیرا ساز و سامان مدینہ کے نوجوانوں میں لٹوا دوں گا۔ جب عمرو بن قرۃ پریشان ہو کر چلا گیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہی لوگ عاصی اور نافرمان ہیں جو کوئی ان میں سے توبہ کیے بغیر مرے گا حشر میں اللہ تعالیٰ اس کو ننگا کر کے اٹھائیں گے، ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہ ہوگا جب کھڑا ہونے لگے گا تو لڑکھڑا کر گر پڑیگا (تلبیس ابلیس)

⊙......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا وہ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہوں گے فرمایا ہاں (برائے نام) نماز۔ روزہ۔ حج بھی کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ آخر ان کا ایسا حال کیوں ہوگا فرمایا وہ آلات موسیقی۔ رقاصہ عورتوں اور طبلہ سارنگی کے شوقین ہوں گے شراب پئیں گے۔ رات بھر مصروف لہو رہیں گے جب صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔

گانے بجانے کے مضر اثرات:

(ایک تحقیقی جائزہ)

① ...... فرنگی ماحول میں 1920-1950ء تک گانے بجانے کو تفریحی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ کام کاج سے تھکے ہوئے لوگ یا ازدواجی زندگی کے مسائل میں الجھے ہوئے لوگ گانا بجانا سن کر محسوس کرتے تھے کہ وہ تھوڑی دیر کیلیے اپنی پریشانیوں کو بھول کر اپنے دماغ کو تفکرات سے آزاد کر لیتے ہیں۔ طبیعت کا بوجھ ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور وہ تھوڑی دیر کے بعد سکون کی نیند سو جاتے ہیں یا پھر دوبارہ اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

② ......1950-1985ء تک گانے بجانے کو سرمایہ کاروں نے اپنے تجارتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً کسی گلوکار یا گلوکارہ کا گانا لوگوں میں مقبول عام ہو گیا تو وہ اس گلوکارہ سے اپنے تجارتی اشیاء کی تشہیر کرواتے تھے۔ مثلاً ٹی وی پر اسے پیپسی کولا پیتے دکھاتے تھے تو ان کے مشروب کی مانگ بڑھ جاتی تھی۔ یا گلوکار کو خاص قسم کا لباس پہنا کر اسکا انٹرویو نشر کرتے تھے تو نوجوان نسل اس قسم کا لباس پسند کرنے لگ جاتی تھی۔ لہٰذا سرمایہ کار حضرات اپنے کارخانوں میں ویسا لباس تیار کر کے خوب پیسے

کماتے تھے۔تشہیر پر اگر ۱۰۰ڈالر لگتے تھے تو ہزاروں ڈالر منافع کما لیتے تھے۔یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی سے متاثر ہوتا ہے یا کسی کو پسند کر لیتا ہے تو اس کی مانند بننا چاہتا ہے اس کی طرح کھانا پینا پہننا پسند کرتا ہے۔گلوکار حضرات کو ایک ایک چیز پر دستخط (Endoresment) کے لیے لاکھوں ڈالر ملنے شروع ہوئے تو نوجوان نسل نے اپنی توانائیاں گلوکار بننے کے لئے استعمال کرنی شروع کر دیں۔موسیقی کے میدان میں آنے والوں کی قطار لگ گئی۔ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت نوجوان اپنی جادو بھری آواز کی سحر طرازیاں دکھانے کیلیے بے تاب نظر آنے لگا۔

﴿۳﴾...... 1985-2000ء تک موسیقی نے ماحول معاشرے پر اپنے گہرے اثرات مرتب کر دیے تو شیطان نے لوگوں کے ذہنوں میں نئے نئے راگ اور راگنیاں ڈالنی شروع کر دیں۔گانے بجانے والوں نے گانے کے ساتھ خاص انداز کی موسیقی اور رقص کو بھی شامل کر لیا۔یہ موسیقی اور گانے بہت مقبول ہوئے تو اسے Populer لفظ سے PoP Music کا نام دیا گیا۔ایسے گانوں کا مقصد مرد اور عورت کے درمیان جنسی محبت والفت کا تذکرہ کرنا تھا۔مثلاً

☆ To be in love (محبت کیسے کریں)

☆ Guy missing a girl (محبوب اپنی محبوبہ کے بغیر)

☆ Pain is real but no one knows.

(درد حقیقی ہے لیکن وجوہات معلوم نہیں)

ایسے گانوں نے فرنگی ماحول میں جنسی محبت اور بوائے فرینڈ یا گرل فرینڈ کے تصور کو عام کر دیا،اس کا مقصد نفسانی محبت کے ماحول (Romance Culture) کو عام کرنا تھا۔سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے سے ناجائز محبت کے رشتے جوڑنے لگے۔ابتدا میں انہیں وہ گانے اچھے لگتے جو یہ کیفیت

بیان کرتے کہ محبت کیسے کریں ۔ جب تھوڑے دنوں کی دوستی کے بعد مسائل جنم لینا شروع کرتے اور ناراضگیاں ہونا شروع ہو جاتیں تو انہیں وہ گانے اچھے لگتے جو محبوب اپنی محبوبہ کے ہجر میں گاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر نوجوان کو اپنے حالات کے مطابق جس گانے کے بول اچھے لگتے وہ اپنے گھر میں اور گاڑی میں بلکہ ہر جگہ اس گانے کو سینکڑوں بار سنتا۔ اس طرح موسیقی کے شیدائیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ وقت نے ثابت کیا کہ یہ کام محبت (Love) کے نام سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ اس نے شہوت (Lust) کا روپ دھار لیا۔ آج کل پاپ میوزک کے گانے انسان میں شہوت کو ابھارتے ہیں ۔ اس کو جنسی خواہش پورا کرنے کیلئے برانگیختہ کرتے ہیں ۔ گانے والا گا رہا ہوتا ہے تو اس کے پس منظر میں نیم عریاں خوبصورت ماڈل گرلز کو ڈانس کرتے دکھایا جاتا ہے جو کہ جلتی پہ پٹرول کا کام کرتی ہیں ۔ نوجوان گانا سن کر اپنے قابو میں نہیں رہتے اور کسی نہ کسی صورت اپنی شہوت کو پورا کرنے کا انتظام کر لیتے ہیں ۔ لہٰذا Love کی نیت سے جو گانے بجانے کا سلسلہ شروع ہوا وہ بالآخر اپنے منطقی انجام شہوت Lust تک پہنچ گیا۔ نبی علیہ السلام کی حدیث مبارکہ سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ موسیقی سننے سے دل میں زنا کا خیال اس طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح بارش برسنے سے زمین میں گھاس پیدا ہوتا ہے ۔

۴ ...... فرنگی ماحول میں کثرت زنا کی وجہ سے بن بیاہی مائیں بہت زیادہ ہوتی ہیں ۔ کئی لڑکیاں تو ۱۰ سال کی عمر میں ہی حاملہ ہو جاتی ہیں ۔ گیارہ بارہ اور تیرہ سال کی لڑکیوں کا حاملہ ہو جانا تو روزمرہ کی بات ہے ۔ ایسی لڑکیاں عموماً اپنے بچے کو جلدی اپنے سے دور کر دیتی ہیں ۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے بچے سکول کے ماحول میں جاتے ہی اپنی تنہائی دور کرنے کیلئے کسی نہ کسی کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں ۔ یہ نوعمر بچے اپنی وقت گزاری کے لئے مستقل اپنا گروپ بنا لیتے ہیں جسے Gang (گینگ) کہتے ہیں ۔ چونکہ ان نوجوان لڑکوں کے لیے فیملی کا سلسلہ تو ہوتا نہیں لہٰذا ان کا گینگ ان کا خاندان بن جاتا ہے ۔ وہ

اپنی اپنی ضرورتیں پوری کرنے کیلئے چھوٹے چھوٹے جرائم سے کام شروع کرتے ہیں تو وقت کے ساتھ بڑے مجرم بن جاتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ماحول معاشرے کے خلاف غم وغصہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ آپس میں اختلاف اور جھگڑوں کی وجہ سے نفرت کی انتہا ہوتی ہے۔ یہ اپنے آپ کو محروم القسمت لوگ سمجھتے ہیں لہٰذا دوسروں سے ہر چیز چھین کر لینا چاہتے ہیں۔ ایسے جرائم پیشہ نوجوانوں کی زندگی کا مقصد صرف اشارہ جاتا ہے کہ دوسروں سے انتقام لو اور اپنا غصہ ٹھنڈا کرو۔

چنانچہ Take anger out یعنی غصہ نکالو کی نیت سے ان لوگوں نے موسیقی اور گانے کا ایک نیا انداز شروع کیا جسے RAP میوزک کہتے ہیں۔ ان گانوں میں باقاعدہ اشعار کی بجائے آزاد عبارت اور درد بھری کہانی کو پرسوز آواز میں میوزک کے ساتھ اس طرح سناتے ہیں کہ سامعین کے دل متاثر ہوتے ہیں۔ سننے والے ہمدردی کے جذبات سے مغلوب ہو کر موسیقی کی اس قسم کے رسیا بن جاتے ہیں۔ حتی کہ مسلمان نوجوان بھی اس خطرناک موسیقی کو اچھا سمجھتے ہیں، اپنے والدین کو کہتے ہیں کہ ہم گانے نہیں سنتے بلکہ اسٹریٹ سٹوری سنتے ہیں۔ ایسے گلوکار عموماً اپنے لمبے بالوں، بے ڈھنگے لباس، عریاں جسم کے حصوں پر بنے ہوئے رنگین نشانات Tatoos اور ہاتھوں میں گٹار کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ موسیقی افریقی امریکن Afro-American باشندوں نے شروع کی مگر وقت کے ساتھ ساتھ سب گورے کالے اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ آج RAP میوزک نوجوانوں کی پسندیدہ موسیقی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں راستے میں آتے جاتے اور بھاگتے ہوئے (Jogging) ہر وقت واک مین جیب میں رکھتے ہیں اور ہیڈ فون کے ذریعے ہر وقت میوزک سن رہے ہوتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد سامعین میں کلام کا اثر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عام گھروں کے اچھے بچے بھی وہی کام کرنے کے متمنی ہوتے ہیں جو گینگ کے لوگ کرتے ہیں۔ وہ کوئی نہ کوئی بڑا جرم

کر کے ٹی وی اسکرین پر آنا چاہتے ہیں اخباروں کی زینت بنا چاہتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں سے پوچھا جائے کہ آپ کا مقصد کیا ہے تو وہ جواب دیں گے کہ Angola Prison انگولا خطرناک مجرموں کی جیل میں پہنچنا ہے۔ بقول شاعر:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

موسیقی کی اس قسم کو ابتداء میں فرنگی عوام نے ناپسند کیا بلکہ اپنے غم و غصے کا اظہار بھی کیا مگر وقت کے ساتھ ساتھ نوجوان لوگوں کی وجہ سے یہ موسیقی عام ہوتی گئی۔ آج کے دور میں یہ پسندیدہ موسیقی کی بہترین قسم ہے۔ اس کی CD سی ڈی وغیرہ کثرت سے فروخت ہوتی ہیں۔ سرمایہ کاروں نے اسے اپنے ممالک کے ہر کچے پکے مکان میں پہنچا دیا ہے۔

⑤...... گانے بجانے والوں نے جب کچھ عرصہ اپنی مظلومیت کا خوب چرچا کیا اور عوام میں مقبول ہوئے تو انہوں نے چار قدم اور آگے بڑھ کر ایسی موسیقی کے سر تال ایجاد کیے جو مایوس زندگی گزارنے والوں کے دلوں کو تڑپانے لگی۔ فرنگی ماحول میں مایوس Depression لوگوں کی بہت کثرت ہے، کوئی فیملی سے دور، کوئی گھر سے دور، کوئی محبوب سے دور، کوئی بڑھاپے میں تنہائی کا شکار لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوتا ہے ایسے لوگ ڈیپریشن کی گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ ان کا خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ انہیں موسیقی کی نئی قسم Heavy Metal ہیوی میٹل بہت اچھی لگنے لگی۔ موسیقی کی اس قسم میں گانے والا چیختا ہے، چلاتا ہے، اونچی اونچی آوازوں سے گاتا ہے، خوب شور مچاتا ہے اور طوفان بدتمیزی بپا کرتا ہے۔ جس طرح اکتایا ہوا جنونی اپنے غصے کا اظہار کرتا ہے یا مرجانے والا شور و شعب کے ذریعے دل کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اس طرح کی موسیقی اور گانوں کی یہ قسم بھی بہت مقبول ہوگئی ہے۔ یہ Rock میوزک کی ایک قسم کہلاتی ہے۔

⑥...... شیطان نے لوگوں کو خدا بیزار بنانے کیلئے اور اپنی پوجا کروانے کیلئے بعض گلوکاروں کے دلوں میں موسیقی کی نئی قسم کے نغمے پیدا کیے ۔ اس موسیقی کا نام ہی Satanic worship شیطانی عبادت رکھا گیا ۔ یہ Rock میوزک کی دوسری قسم کہلاتی ہے ۔ اس موسیقی میں ایسے گانے گائے جاتے ہیں جو نفس اور شیطان کی پوجا کرنے سے متعلق ہوتے ہیں ۔ کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ ہم شیطان کے پجاری ہیں نفس کے غلام ہیں، یہی ہمارا مقصد زندگی ہے ۔ اس قسم کے گانے بجانے والی عورتیں سٹیج پر انتہائی عریاں جسم کے ساتھ آ کر گانا گاتی ہیں، اپنے جسم کے چند انچ کے سوا ہر عضو کی نمائش کرتی ہیں، نوجوانوں کی شہوت کو خوب ابھارتی ہیں ۔ ان کی حرکات کو دیکھ کر اور ان کے نغمات کی آواز کو سن کر نوجوان انہیں اپنی بانہوں میں لینے کے لیے بیقرار ہو جاتے ہیں ۔ خوف خدا نام کی چیز کو اس طرح مٹایا جاتا ہے کہ ہر بول شیطان کی پوجا کرنا سکھا رہا ہوتا ہے ۔ ایسے مرد گلوکار لوگ بے ڈھنگے لباس پہنتے ہیں ۔ اول جین کا لباس پہنا گیا، پھر پھٹی ہوئی جین کا لباس شروع ہو گیا ، آجکل سٹون واش جین Stone wash gene کا لباس عام ہو گیا ہے ۔ سرمایہ کاروں نے اس کی خوب تشہیر کی چونکہ چند سالوں کے بعد نئی قسم کی جین کارخانوں میں تیار کرنے کا موقع ملا ۔ ان کے کارخانوں کا منافع بڑھ گیا ۔ مارکیٹ میں ان کے بنے ہوئے لباس کی خوب مانگ پیدا ہو گئی ، نئے سے نئے آرڈر ملنا شروع ہو گئے ۔ موسیقی کی اس قسم میں گلوکار مرد اکثر کالے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں، چہرے کے مختلف حصوں میں سوراخ کر کے چھلے پہنتے ہیں ۔ کبھی ناک میں، کبھی کان میں، کبھی ابرو میں، کبھی ہونٹ میں، کبھی زبان میں، غرض عجیب وغریب جگہوں میں چھلے پہننے کا رواج عام ہو گیا ہے ۔ ظاہر میں بھی اپنی شکل ایسی بناتے ہیں کہ جیسے شیطان کا بچہ کہیں سے آ گیا ہے ۔ دیہاتی علاقوں میں رہنے والے کسانوں نے اپنی موسیقی کنٹری میوزک Country Music کے نام سے مشہور کر لی ہے ۔

⑦......موسیقی کی اس نئی دوڑ نے نئے نئے رنگ دکھائے چنانچہ ہر میوزک کی ویڈیو بنتی ہے۔اس مقصد کے لیے ایک ٹی وی چینل شروع کیا گیا ہے جو MTV کے نام سے مشہور ہے۔موسیقی کے شائقین ہر وقت اس چینل کے نغمات سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ٹی وی چینل فرنگی ملکوں کے علاوہ ہر چھوٹے بڑے ملک میں کھولا جاسکتا ہے۔اس کے اثرات نوجوان نسل پر بڑی تیزی سے پڑتے محسوس ہوتے ہیں۔ یہ چینل فقط موسیقی ہی نہیں سناتا بلکہ فرنگی تہذیب پھیلانے کا ذریعہ بنتا چلا جارہا ہے۔اسکو کہا جاتا ہے (Culture Through Media) تہذیب کو میڈیا کے ذریعے سے لوگوں کے دل ودماغ میں اتاردو۔نوجوان کو بتایا جاتا ہے کہ دنیا میں ہمارے پیدا ہونے کا مقصد درج ذیل ہے۔

Live, Love And Laugh ,

Your Dreams Will Come True

(زندہ رہو، محبت کرو، ہنسو مسکراؤ۔تمہارے خواب پورے ہوجائیں گے)

⑧......شیطان کی گہری سازشیں:

⊙ غیر محسوس اطلاعات:

موجودہ سائنسی دور میں انسانی دماغ پر تحقیق کا کام بہت تیز ہوگیا ہے۔ دنیا کے ہزاروں سائنسدان روزانہ اپنی ریسرچ لیبارٹریز میں بیٹھے ہوئے دماغ کی حقیقت وماہیت کو سمجھنے کیلیے تجربات کررہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا دن بدن نئی معلومات سامنے آرہی ہیں یہ عجیب سی حقیقت کھل چکی ہے کہ انسانی دماغ اپنے ظاہری اعضاء کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف ۱۵ فی صد حصہ استعمال کرتا ہے جبکہ دماغ کا ۸۵ فی صد حصہ ہر وقت استعمال میں رہتا ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بقیہ ۸۵ فیصد دماغ کیا کام کرتا ہے ابھی

تک یہ راز پوری طرح کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ہمارے حواس ہمارے دماغ کو ایسے سگنل بھی پہنچا دیتے ہیں جو ہم محسوس کرتے ہیں اور ایسے سگنل بھی پہنچا دیتے ہیں جو ہم محسوس نہیں کرتے۔ مگر دماغ میں ان کی انفارمیشن کے آنے کی وجہ سے بندے کی شخصیت پہ اسکا اثر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم نے کسی راستے پر گاڑی دیکھی تو دماغ کو یہ اطلاعات ملیں۔

محسوس اطلاعات: گاڑی چل رہی تھی، رنگ سرخ تھا، سپیڈ آہستہ تھی، مرد چلا رہا تھا۔

غیر محسوس اطلاعات: گاڑی قیمتی تھی، سڑک ویران نہیں تھی، تنہائی میں لٹنے کا خطرہ نہیں تھا۔

دوسری مثال رنگوں کے بارے میں دی جاسکتی ہے۔ انسانی آنکھوں پر سبز رنگ کا اثر بہت مثبت ہوتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے درخت اور سبزی گھاس وغیر کو سبز بنایا ہے۔ آجکل یونیورسٹی میں بلیک بورڈ کی جگہ گرین بورڈ نے لے لی ہے۔ ٹریفک کے سگنل میں چلنے کیلئے سبز رنگ کی لائٹ کو استعمال کیا گیا ہے۔ سرخ رنگ ہمیشہ خطرے کی نشانی رہا ہے۔ آنکھ جیسے ہی سرخ رنگ کو دیکھتی ہے تو دماغ فوراً خطرے کا احساس کر لیتا ہے۔ اس لیے سرخ رنگ کی لائٹ رکنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ سائنسدانوں نے روز و شب کی محنت سے یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم دماغ تک اپنا پیغام کیسے پہنچا سکتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام نے اس ریسرچ سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوششیں کی ہیں۔ مثلاً ایک خاص قسم کی خوشبو کو اگر سونگھ لیا جائے تو انسان پر شہوت سوار ہو جاتی ہے۔ پیشہ ور عورتوں نے اس خوشبو کو کثرت سے استعمال کرنا شروع کر دیا تاکہ ان کا کاروبار خوب چل سکے۔ ایک دوسری قسم کی خوشبو سونگھنے سے انسانی دماغ کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ اسکا دل مال و دولت خرچ کرنے کو چاہتا ہے۔ لہٰذا یورپ کے بڑے

بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹورز نے اس خوشبو کو ائیر کنڈیشنر کی ہوا کے ساتھ ملا کر چھڑکنا شروع کر دیا۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہوگئی کہ جو شخص گھر سے ایک سو روپے کا سودا خریدنے کے لیے آتا تھا وہ اس ماحول میں کئی سو روپے کی چیزیں لے کر جاتا تھا۔ جب یہ تحقیق سامنے آئی تو سرمایہ داروں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی کوئی ایسا سلسلہ کریں کہ لوگ بے اختیار ہماری چیزیں خریدنے پر مجبور ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے یونیورسٹیز کو ریسرچ پروجیکٹ کے لیے بھاری رقوم مہیا کیں کہ بتائیں ہم گاہک کو اپنا مال خریدنے کے لئے کیسے متوجہ کر سکتے ہیں۔ سائنسدانوں نے حواسِ خمسہ کے ذریعے انسانی دماغ کو من مرضی کی اطلاعات غیر محسوس طریقے سے پہنچانے کے طریقے ڈھونڈ لئے۔

⊙ اشتہار بازی یا شکار بازی:

جب ٹی وی سکرین پر مختلف اشیا کے اشتہارات دیے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ میوزک بھی شامل کی جاتی ہے۔ اس موسیقی میں ایک پیغام (Jingle) شامل کر دیا جاتا ہے جو انسانی دماغ میں پہنچ کر اٹک جاتا ہے۔ جب انسان چیزیں خریدنے کے لیے بازار جائے تو اس چیز کو خریدے بغیر اطمینان نہیں ملتا۔ اس طریقہ کار کو قانونی حیثیت مل گئی ہے، لہٰذا اشتہار بازی درحقیقت شکار بازی بن گئی ہے۔

⊙ شیطانی جال:

موسیقی کے ذریعے غیر محسوس طریقے سے انسانوں کے دماغ میں اپنا پیغام بھیجنے کے تجربات جب کامیاب ہوئے تو فقط کاروباری لوگوں نے اور کمپنیوں نے ہی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ شیطان اور شیطان کے چیلوں نے اسے اپنے مذموم مقاصد کے لئے خوب استعمال کیا۔ عریانی فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والے لوگوں نے اسے نغموں کی موسیقی کے ساتھ شامل کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ جو گانا خوب مشہور ہوگا اسے لوگ

سینکڑوں دفعہ نہیں بلکہ ہزاروں دفعہ سنیں گے۔ لہٰذا ہزاروں دفعہ شیطانی پیغام ان کے دماغ تک پہنچ جائے گا۔ اسے پسِ منظر پیغام (Back Track) کہا جاتا ہے۔ مثلاً سننے والا اپنی سمجھ میں گانا سن رہا ہے مگر اس کے دماغ میں شیطانی خیالات جنم لے رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ گانے کے پس منظر میں پیغام مل رہا ہوتا ہے۔ شیطان کی پوجا کرو۔ (Worship the Devil) ایک دوسرا گانا سننے والے لوگوں میں ماں کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا ہوتے تھے جب پتہ لگایا گیا تو اس کے پس منظر موسیقی میں پیغام تھا۔ ماں کو قتل کرو۔ (Kill your Mom)

چند سال پہلے فرنگی ماحول میں ہم جنس پرست کو نہایت بری نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر جب قانون نے اجازت دے دی تو رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے مشہور گانوں کی موسیقی میں پس منظر پیغام شامل کیے گئے۔

ہم جنس پرستی ٹھیک ہے　(Gays life Style)

لہٰذا آج فرنگی ماحول میں اگر کوئی ہم جنس پرستی کو برا کہے تو اس شخص کو انتہائی برا سمجھا جاتا ہے۔ مرد اور عورتیں سب اس طرز زندگی کو دل و جان سے قبول کر چکے ہیں۔ حتی کہ ڈاکٹر حضرات پہلے اس کے طبی نقصانات گنوایا کرتے تھے اب ان کی زبانیں بھی گنگ ہو گئی ہیں۔ ان کے لبوں پر سکوت کی مہر لگ گئی ہے۔

اب یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بعض کمپنیاں جو اپنی اشتہار بازی پر لاکھوں ڈالر خرچ کرتی ہیں۔ اشتہار بنانے کی قیمت لاکھوں ڈالر ہوتی ہے حالانکہ وہ اشتہار تو ۱۰ فیصد رقم میں بھی بن سکتے ہیں۔ انہیں درحقیقت اشتہاروں اپنے پس منظر پیغام بھروانے کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے مگر انہیں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گاہک ان کی چیزوں کو خریدنے کے متوالے بن جاتے ہیں۔ ایک کمپنی نے اعلان کیا کہ ہم اپنی سالانہ آمدنی کا نوے فیصد حصہ اشتہار بازی میں لگاتے ہیں جبکہ ہماری اشیاء کی فروخت اتنی زیادہ ہوتی

ہے کہ بقیہ ۱۰ فیصد رقم ہماری کمپنی چلانے کے لئے کافی ہے۔

⊙ پس منظر پیغام (Subliminal messaging)

ہمارے ایک قریبی دیندار دوست پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹ تھے۔ انہیں پروفیسر نے کلاس میں پڑھایا کہ انسان کچھ پیغام شعوری طور پر حاصل کرتا ہے اور کچھ لاشعوری طور پر حاصل کر لیتا ہے۔ طلبا نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے کلاس کے ۳۰۰ شرکاء کے سامنے میڈونا گلوکار کے ایک مشہور گانے کی ٹیپ چلائی اور پوچھا کہ کیا تمہیں اس گانے میں کوئی غیر معمولی پیغام مل رہا ہے؟ تین سو طلباء نے انکار کیا۔ جب کافی بحث ہوئی تو اس پروفیسر نے اس ٹیپ کو کم فریکوئنسی پر یعنی آہستہ رفتار پر چلا کر سنایا تو اس میں وقفے وقفے سے یہ پیغام بھرا گیا تھا۔ اے شیطان! اے شیطان! (O'satan, O'satan)

طلبا کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

پروفیسر نے یہ بھی بتایا کہ حکومتیں اس طریقہ کار کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ مثلاً اگر رائے عامہ کو مسلمانوں کے خلاف کرنا ہے تو پس منظر پیغام کے ذریعے لوگوں کے دماغ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بھر دیتے ہیں۔

اگر دنیا کے کسی حصے میں کثیر تعداد میں مسلمان مرد عورتیں بچے بوڑھے مر جائیں تو خبریں نشر کرنے سے پہلے ایسی میوزک لگائی جاتی ہے جس سے پس منظر پیغام پہنچتا ہے کہ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہ کونسی نئی بات ہے۔ جب خبریں نشر کی جاتی ہے تو پوری دنیا میں کوئی مسلمان اس سے ٹس سے مس نہیں ہوتا، سب کا رویہ ایسے ہوتا ہے جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔

آج فرنگی قومیں بڑی دلیری سے اپنی من مانی کر رہی ہیں۔ انہیں دنیا کے لوگوں کی

رائے عامہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ دنیا اس میں جتنا برا کہے ہم اپنا مقصد پورا کر لیں، بعد میں پس منظر پیغام کے ذریعے ہم لوگوں کے ذہن اپنی طرف وجہ کر لیں گے۔ جو لوگ آج ہمیں گالیاں نکال رہے ہیں وہ کل ہماری تعریفوں کے پل باندھا کریں گے۔

یہ بات سمجھنی آسان ہو گئی ہے کہ جو شخص موسیقی اور گانے سننے کا عادی ہوتا ہے وہ بہت جلدی دین سے دور ہو جاتا ہے بلکہ وہ بے حس ہو جاتا ہے، گھر کے لوگ جتنی نصیحتیں کریں وہ اس پر اثر ہی نہیں کرتیں۔ وہ شخص ایسا چکنا گھڑا بن جاتا ہے کہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا۔ دین کی طرف آنا بھی چاہے تو بے اختیار بے دینی کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ پس منظر پیغام کے سیاہ کارنامے ہیں۔ جو موسیقی کے ذریعے نیکو کار نوجوانوں کو بدکار بنا کر دکھا دیتا ہے۔

میوزیکل انڈسٹری

۹ ...... موسیقی نے آجکل میوزیکل انڈسٹری (Musical industry) کا روپ دھار لیا ہے ریسرچ لیبارٹریز میں اس پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ یونیورسٹی میں بائیو میڈیسن (Bio.medicine) اور (Artificial Intellegance) مصنوعی ذہانت کے مضامین کی طرح آڈیو پروسیسنگ (Audio processing) کے مضمون میں داخلہ ملنا مشکل ہو گیا ہے۔ ریاضی دان حضرات اب کمپیوٹر کے ذریعے آواز کا ماڈل (Mathematical Modelig) بناتے ہیں۔ لہٰذا کسی انسان کی آواز میں اپنا پیغام بھر کر سنانا معمولی سی بات بن گئی ہے۔ مرد کی آواز کو عورت کی آواز کی طرح بنانا اور عورت کی آواز کو مرد کی طرح بنانا بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے۔ مجمع کی آوازوں میں کسی خاص بندے کی آواز کا پہچاننا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس کو لہروں کا

تجزیہ (Wavelet Analysis) کہتے ہیں آواز کی پہچان (Wave Recognisation) کے کمپیوٹر پروگرام کے ذریعے کسی شخص کی آواز کو بآسانی پہچانا اور ریکارڈ کیا جاسکتا ہے۔ گلوکار کے گانے کو Echo System کے ذریعے اسکی اپنی آواز سے بہتر آواز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

پہلے زمانے میں موسیقی صرف اس وجہ سے حرام تھی کہ اس میں راگ اور راگنیوں کی آوازیں شامل ہوتی تھیں آج تو اس میں عیاشی اور فحاشی کی طرف مائل کرنے والے پس منظر پیغام بھی شامل ہوتے ہیں لہٰذا موسیقی پہلے سے کئی گنا زیادہ درجے کی حرام ہو گئی ہے۔ ماضی میں موسیقی سننے والے کے اعمال ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا تھا آج تو موسیقی سننے والے کا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ماضی میں موسیقی اپنے سننے والے کو نیکی بیزار بنا دیتی تھی اور آج تو موسیقی اپنے سننے والے کو خدا بیزار بنا دیتی ہے۔ لہٰذا آج کی موسیقی سننا حرام در حرام در حرام عمل ہے۔

⑩......ایک مسلمہ حقیقت

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ موسیقی کا شوقین آدمی نیک لوگوں کے ساتھ مل کر کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو جائے اس کے دل کے اندر موسیقی کی نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ ۲۰ سال نیکی کی زندگی گزارنے کے باوجود اگر کبھی وہ بازار یا دکان کے قریب سے گزرے اور اسے کوئی پرانا گانا سنائی دے تو وہ پھڑک جاتا ہے۔ ایک لمحہ میں بیس سال کی محنت دھری کی دھری رہ جاتی ہے، پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے موسیقی بہت زیادہ خطر ناک ہوگئی ہے کہ بچپن کے گانے پچپن میں بھی نہیں بھولتے۔ موسیقی کے جراثیم مرنے تک بندے کے دماغ میں موجود رہتے ہیں۔ اچھا شخص وہی ہے جو اس مصیبت کے قریب بھی نہ جائے۔ اپنے دل و دماغ کو سر تال سے خالی رکھے۔

⑦ فلمیں اور ڈرامے

سٹیج اور سکرین پر تماشا دیکھنے کی تاریخ تو بہت پرانی ہے مگر موجودہ دور میں ریاست کیلیفورنیا میں واقع ہالی وڈ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ لوگ اسے دنیا کا جنسی دارالخلافہ (Sex capital of the world) کہتے ہیں۔ یونیورسل، سونی، کولمبیا، فوکس اور ایم جی ایم جیسے پروڈیوسروں نے فلمی صنعت پر قبضہ جمالیا ہے۔

☆......ڈرامہ (Drama)

ڈرامہ اس فلم کو کہتے ہیں جس میں بنانے والا کوئی سبق سکھانا چاہتا ہو۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ لوگوں نے فلموں کے ذریعے ہزاروں نوجوانوں کو بگڑتے تو دیکھا ہے مگر ایک کو بھی سنورتے نہیں دیکھا۔ اس سے ڈرامے کے بداثرات کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

تھرلر ایکشن Thriller Action

تھرلر اس فلم کو کہتے ہیں جس میں مار کٹائی ہو، دل دہلا دینے والے مناظر ہوں۔ ایسی فلموں کو دیکھ کر بچے مار کٹائی کے طریقے سیکھتے ہیں، چوری کرنا اور قتل کرنا سیکھتے ہیں۔ بعض اوقات ناسمجھی میں اپنی زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں۔

کامیڈی Comedy

کامیڈی اس فلم کو کہتے ہیں جس میں ہنسی مذاق کا پہلو غالب ہو۔ دیکھنے والے صرف وقتی طور پر ہی خوش نہیں ہوتے بلکہ وہ پوری زندگی کو کامیڈی بنانے کے چکر میں ایسے الجھتے ہیں کہ اسے ٹریجڈی بنا بیٹھتے ہیں۔

کارٹون Cartoon

کارٹون۔ بچوں کے دل بہلانے کے لئے مختلف شکلوں والے جانوروں پر مشتمل

کرداروں کے ذریعے فلم بنائی جاتی ہے۔ بچپن سے ہی بچوں کے اندر سے حیا کو نکال دیا جاتا ہے۔ پس منظر پیغام کے ذریعے بچے کو انانیت سکھائی جاتی ہے۔ کارٹون دیکھنے کا ایسا چسکا پڑتا ہے کہ نماز قضا ہوتی ہے تو ہو جائے مگر کارٹون دیکھنے میں فرق نہ آئے۔

سائنس فکشن Science fiction

سائنس فکشن۔ سائنسی تصورات کے مطابق مستقبل کے حالات کی عکس بندی کی جاتی ہے۔

رومانس Romance

رومانس۔ ان فلموں میں محبت کرنا، اس کو پروان چڑھانا اور نبھانا سکھایا جاتا ہے تاکہ نوجوان بچے بچیوں کو عشق معشوقی کے ڈائیلاگ بولنے میں آسانی ہو۔ اس کی کئی قسمیں ہیں جن کے حساب سے ان کے کوڈ ہوتے ہیں۔

☆ G جنرل رومانس سے متعلق فلم

☆ (Parental Guidance) PG ماں باپ خود پاس بیٹھ کر اپنے بچے کو فلم دکھائیں اور سمجھائیں۔

☆ PG13۔ ماں باپ تیرہ سال تک کی عمر کے بچوں کو اپنے پاس بیٹھ کر فلم دکھائیں۔

☆ (No chiled less than17)۔NC17 یہ فلمیں فحاشی اور عریانی سکھانے کے لیے ہوتی ہیں۔

☆ (Restricted) ۔R یہ فلم ہر آدمی نہیں دیکھ سکتا چونکہ اخلاقی گندگیوں سے بھری ہوتی ہے۔

☆ (Lust)۔X ایسی فلم جو انسان میں شہوت کو بیدار کرتی ہے۔

☆ N۔(Nude) وہ فلم جس میں کام کرنے والے مرد اور عورتیں اپنے جسم کے پوشیدہ حصوں سے لباس اتار دیتے ہیں۔

☆ S۔(Sex) وہ فلم جس میں کام کرنے والے مرد اور عورتیں آپس میں زنا کاری کرتے دکھائے جاتے ہیں۔

یہ تفصیل اس لئے دی گئی ہے کہ والدین کو اندازہ ہو سکے کہ ان کے بیٹے بیٹیاں اگر کرائے پر ویڈیو فلم لا کر دیکھتے ہیں تو وہ اس میں کیا کچھ دیکھتے ہوں گے۔ سکول کے نوجوان لڑکوں سے اطلاع ملی ہے کہ لڑکے حیلے بہانے سے لڑکی کو ننگی سے ننگی تر فلم دکھاتے ہیں۔ فلم دیکھ کر لڑکی پر شہوت کا اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ وہ زنا کاری کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ بعض عورتیں بچوں کے ذریعے اپنے گھر کے مردوں سے چوری چھپے کرائے کی ویڈیو منگا کر دیکھتی ہیں۔ یہ اتنا برا شوق ہے کہ ایک دفعہ اس کی عادت پڑ جائے تو چھوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ بعض مرد فلموں میں مرد عورت کو گندے گندے طریقوں سے اپنی شہوت پوری کرتا ہوا دیکھتے ہیں پھر وہی سب کچھ اپنی بیوی کے ساتھ آزمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے میاں بیوی میں محبت کی بجائے فاصلے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ عورتیں فلموں میں کام کرنے والی نوجوان ایکٹرسوں کا لباس دیکھ کر ویسا لباس بنوانے کی کوشش کرتی ہیں اسی سے فیشن پرستی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

بعض ماں باپ اپنے بچوں کے ہمراہ اکٹھے بیٹھ کر فلمیں دیکھتے ہیں۔ ایک پانچ سال کے بچے نے بتایا کہ میں شام کے وقت والدین کے ساتھ بیٹھ کر خوب فلم دیکھتا ہوں۔ جب کوئی ننگا فحش منظر آ جاتا ہے تو امی مجھے آنکھیں بند کرنے کے لئے کہتی ہیں۔ میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں مگر باریک سوراخ سے دیکھتا رہتا ہوں۔ ماضی میں لوگ فلمیں دیکھنے سینما ہال جایا کرتے تھے تو انہیں بدنامی کا ڈر ہوتا تھا، آج وی سی آر نے ہر ہر گھر کو سینما ہال بنا دیا ہے۔ ماضی میں اوباش لوگ اگر کسی لڑکی سے فحش کلامی کرنا چاہتے تو ملنے

کے لئے ہزاروں پاپڑ بیلنا پڑتے تھے آج تو سکرین کے ذریعے وہ جو چاہیں لڑکی کو دکھائیں والدین کو خبر ہی نہیں ہوتی ۔ ماضی میں اگر مرد کسی عورت سے بدکاری کرنا بھی چاہتا تھا تو عورت کا راضی ہونا مشکل ہوتا تھا۔آج تو فلموں کے جنسی مناظر دیکھ دیکھ کر لڑکی پہلے ہی تیار ہوتی ہے کہ کاش کوئی مرد اسکے پاس آجائے۔فرنگی ٹی وی اسٹیشنوں پر رات بارہ سے دو بجے تک ننگوں کا کلب (Nude Club) کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جس میں مرد اور عورت بے لباس حالت میں مختلف انداز سے جنسی عمل کرتے ہیں۔ مسلمان ملکوں کے نوجوان بند کمروں میں صبح صبح یہ سب کرتوت ہوتے دیکھتے ہیں تو انہیں اسلام میں پابندیاں اور سختیاں نظر آنے لگ جاتی ہیں۔

آج کے دور میں ٹی وی کا دیکھنا کئی گنا زیادہ نقصان دہ اور حرام ہو گیا ہے۔جس گھر میں ٹی وی ہو سمجھ لو کہ اس گھر میں شیطان کی ایک بریگیڈ فوج موجود ہے۔بعض لوگ گھر میں ٹی وی رکھنے کا یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے بچے ہمسائے کے گھر جا کر ٹی وی دیکھتے ہیں اس مجبوری کی وجہ سے ہم نے اپنے گھر میں ٹی وی رکھ لیا ہے۔یہ تو ایسی مثال ہوئی جیسے وہ یہ کہہ رہے ہوں کہ کیا کریں ہمارے بچے باہر جا کر زہر کھاتے ہیں لہٰذا ہم نے گھر میں اپنے ہاتھوں سے انہیں زہر کھلانی شروع کر دی ہے۔

ٹی وی کے بداثرات گھر کے لوگوں میں سب سے زیادہ بیوی پر پڑتے ہیں ۔ مرد لوگ سکرین پر روزانہ خوبصورت عورتوں کو دیکھتے ہیں تو انہیں اپنی بیوی میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی ۔انہیں خوب سے خوب تر کی ہوس ہو جاتی ہے۔گھروں میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑوں اور طلاق کی شرح میں اضافے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ویسے بھی ٹی وی اور بیوی ہم وزن الفاظ ہیں یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک دوسرے کے کزن ہیں۔

انٹرنیٹ یا اینٹرنیٹ (Internet or Enter net)

انٹرنیٹ کمپیوٹر کے کنکشن کو کہتے ہیں۔جبکہ Enter net جال میں پھنس جانے کو

کہتے ہیں۔

جدید دور کی تعلیمی سہولتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فرنگی ممالک نے انٹرنیٹ کا سلسلہ اس لیے شروع کیا تھا کہ طالبعلم حضرات کو معلومات کے حصول میں آسانی پیدا ہو جائے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ معلومات حاصل کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

مصیبت یہ ہے کہ اسکا اچھا استعمال تو اپنی جگہ مگر برا استعمال بہت زیادہ ہونے لگ گیا ہے۔شیطان اور شیطان کے کارندوں نے انٹرنیٹ کلب کو غلط استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے دوستی کرنے کیلئے انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرتے ہیں۔اب تو ایک دوسرے کو ننگی تصاویر بھی بھیجتے ہیں۔چنانچہ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ مسلمان لڑکیوں نے کافر لڑکوں کے ساتھ انٹرنیٹ پر دوستی کر لی۔بعض جگہ تو یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ انٹرنیٹ دوستی کی وجہ سے لڑکی اپنا گھر چھوڑ کر اپنے دوست لڑکے کے پاس چلی گئی۔اپنے خاندان کی عزت کو خاک میں ملا گئی۔

اکثر ماں باپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے ہر وقت پڑھائی کرنے میں لگے رہتے ہیں۔انہیں کیا معلوم کہ وہ کمپیوٹر سکرین پر بیٹھے گھنٹوں اپنے دوستوں سے عشق و محبت کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔اس مرض میں صرف نوجوان ہی گرفتار نہیں ہیں بلکہ بعض بوڑھے بھی برابر کے شریک ہیں۔وہ بھی نوجوان لڑکیوں سے اس طرح چیٹنگ کرتے ہیں جیسے کوئی نوجوان لڑکا کر رہا ہو۔

عریانی و فحاشی پھیلانے والے پیشہ ور لوگوں نے انٹرنیٹ کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔لہٰذا ان کو کریڈٹ کارڈ کے ذریعے رقم بھیج دی جائے تو وہ ننگی نوجوان لڑکی کی تصویر پیش کرتے ہیں۔پھر مقررہ بیس منٹ یا آدھا گھنٹے کے لئے وہ لڑکی شہوت آمیز حرکات کرتی ہے۔انتہائی فحش گفتگو کرتی ہے۔نوجوان اس کی تصویر دیکھ کر اور گفتگو کو سن کر شہوت سے بے حال ہو جاتے ہیں۔پھر جائز و ناجائز

طریقوں سے شہوت کو پورا کرتے ہیں۔ اگر کوئی طالبعلم انٹرنیٹ پر بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا ہو تو اچانک سکرین پر پیشہ ورننگی لڑکیوں کی تصویریں آجاتی ہیں۔ نیچے لکھا ہوتا ہے اگر ہمارے ساتھ رابطہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔ چند لمحوں کے لئے یہ اشتہارات نیک نوجوانوں کی زندگیاں برباد کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

بعض مرتبہ ای میل میں اتنے برے مضامین وصول ہوتے ہیں کہ جن کو پڑھنا روحانیت کی موت ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ پر اسلامی نام کی ویب سائٹ ہوتی ہے لیکن اسلام کے خلاف کام ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ ایک ہندو اسلامی ویب سائٹ کے نام پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف تھا۔ نوجوان انٹرنیٹ سے مختلف مضامین پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ یہ اسلام ہے حالانکہ اس کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ حالات وواقعات کو مدنظر رکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انٹرنیٹ درحقیقت اینٹرنیٹ (جال میں پھنسو) بن چکا ہے۔ نوجوانوں کا اس سے دور رہنا ہی اچھا ہے۔

ویڈیو گیم

فرنگی کمپنیوں نے بچوں کا دل بہلانے کے لئے کمپیوٹر پر ایسی ایسی گیمز تیار کی ہیں کہ بچے جن کو کھیل کر تھکتے ہی نہیں ہیں۔ ایک گیم بنانے کے لیے کئی ٹیموں کو ملکر کام کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً:

(1) Graghic Designer گرافک ڈیزائنر

(2) Game Designer گیم ڈیزائنر

(3) Programmer کمپیوٹر پروگرامر

(4) Music Designer میوزک ڈیزائنر

(5) Color Designer رنگ یا شیڈ ڈیزائنر

(6) Pcycologist ماہر نفسیات

گیم ڈیزائن کرنے کے لیے تقریباً ۲۰۰ ماہرین فن ملکر کام کرتے ہیں۔ ماہر نفسیات حضرات بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ایسی گیم بناتے ہیں کہ بچے کا دل اس پہ عاشق ہو جائے۔ وہ کسی حال میں گیم کی جان ہی نہ چھوڑے۔ اسی لیے جب بچے گیم کھیلنے بیٹھتے ہیں تو انہیں نہ سکول کی پڑھائی یاد رہتی ہے، نہ نماز تلاوت کا دھیان رہتا ہے۔ ایک قریبی عزیز نے اپنے بچے کا واقعہ سنایا کہ وہ عشا کی نماز کے بعد گیم کھیلنے بیٹھا اور اسی جگہ بیٹھے بیٹھے صبح کر دی۔ حالانکہ گیم کھیلنے میں آنکھ بھی مشغول، دماغ بھی مشغول اور دونوں ہاتھ بھی مشغول ہوتے ہیں مگر گھنٹوں سکرین کے سامنے بیٹھے رہنا بھی عجیب معاملہ ہے۔ ظاہر میں تو یہ نظر آتا ہے کہ گیم کے ذریعے بچے اپنا وقت بہت ضائع کرتے ہیں۔ نماز پڑھنے میں کوتاہی کرتے ہیں لیکن گیم کی میوزک میں جو پس منظر پیغام دیے جاتے ہیں وہ تو عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے۔ ان گیموں کے اندر ایسا زہر بھرا ہوتا ہے کہ بچے بہت جلد دین سے دور ہو جاتے ہیں۔

بڑی عمر کے لڑکوں کے لئے جو گیم تیار کی جاتی ہے اس میں لڑکیوں کی عریاں تصاویر دی جاتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جب بجلی کڑکے گی تو شہوت بھڑکے گی۔ نتیجہ زنا کاری پر جا نکلے گا۔

﴿۸﴾ ناول اور افسانے

آجکل عشق مجازی کی نئی سے نئی سٹوری پر مشتمل ناول لکھے جا رہے ہیں۔ اخبار جہاں وغیرہ میگزین بھی ایسی کہانیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ تین عورتیں تین کہانیاں کے عنوان پر ایسے ایسے واقعات لکھے جاتے ہیں کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں انہیں شوق سے پڑھتے ہیں اور بعض مرتبہ خود بھی ویسا ہی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو نوجوان کسی سے آشنائی نہیں کر سکتے وہ تنہائی میں افسانے کی کہانیاں اپنے ذہن میں سوچ کر

میں گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ خیالات ناپاک ہو جاتے ہیں، گو ظاہر میں نماز روزہ بھی کرتے ہوں مگر دل میں خیالی محبوب کی تصویر سجائے پھرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہوئے بھی اسی کی یاد میں منہمک ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک خیالی بت کی پوجا کر رہے ہوں۔

فرنگی ممالک میں پورنوگرافی (Pornography) کے نام پر بالکل ننگی تصاویر چھاپی جارہی ہیں۔ بالغ حضرات کی کشش کے لیے عورتوں کے جسم کے پوشیدہ اعضا کی قریب سے لی گئی تصاویر چھپتی ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھنا اسقدر فساد کا باعث ہے کہ شہوت کے مارے بوڑھا گدھا بھی جوان بن جائے۔

⑨ خاندانی منصوبہ بندی
(Family Palning)

آج کل خاندانی منصوبہ بندی کی سرکاری مہم بھی زنا اور بے حیائی کے فروغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ بہبود آبادی کے نام پر یہ ایک استعماری سازش ہے جسے ہمارے اوپر مسلط کر دیا گیا ہے۔ نتائج وعواقب کی پروا کیے بغیر میڈیا کے ذریعے اسے عوام کے ذہنوں میں راسخ کیا جارہا ہے۔ بغور جائزہ لیا جائے تو اس مہم کے دینی اخلاقی معاشی اور معاشرتی نقصانات بہت زیادہ ہیں لیکن افسوس کہ تشہیری حربوں کے ذریعے ان کو فوائد بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔

~ خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس پروگرام کے معاشرے پر پڑنے والے کچھ مضر اثرات کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

قوانین شریعت سے بغاوت:

❶ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت میں ایک دوسرے کیلئے جنسی کشش اور لذت اس لئے رکھ دی تا کہ نسل انسانی میں اضافہ ہو سکے۔ لیکن منصوبہ بندی والے یہ چاہتے ہیں کہ صرف لذت اور شہوت تو پوری ہو لیکن نسل انسانی میں اضافہ نہ ہو۔ جو مشیت ایزدی کے بالکل خلاف ہے۔

❷ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

"زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی بنا پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا" (ابوداؤد ج ۲، ص ۲۲۰)

تو یہ منصوبہ بندی والے نبی کریم ﷺ کے فخر کو توڑنا چاہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

❸ نسل انسانی کی بقا کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرح پیدائش واموات میں ایک توازن قائم کر رکھا ہے اور اس میں اللہ رب العزت کی اپنی حکمتیں ہیں۔ جس جان کو بھی وہ دنیا میں اتارتے ہیں اس کیلئے رزق بھی اتارتے ہیں۔ اس میں اگر کوئی اپنی عقل دوڑائے کہ اتنے بچے ہونے چاہئیں اور اتنے نہیں ہونے چاہئیں اور آبادی کم کرنے کے منصوبے بھی بنائے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ کوئی اللہ تعالیٰ کی خدائی میں مداخلت بے جا کرنا چاہتا ہو۔ یہ محض ایک حماقت ہے اور کمزوریِ ایمان کی واضح دلیل ہے۔

❹ ضبطِ ولادت کے سلسلے میں کبھی حمل ناجائز طور پر گرا دیا جاتا ہے۔ جو ایک جان کے قتل کے زمرے میں آتا ہے، جس پر روز قیامت پوچھ ہوگی۔

❺ ضبط ولادت کے کسی جائز طریقے کو اختیار کرنا ایک ہی صورت میں جائز ہے جب والدہ کی صحت کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہو۔ اس کی جان کو بچانے کیلئے کوئی مانع حمل طریقہ اختیار کرنا درست ہے۔ لیکن اس میں ایک جان کو بچانا مقصود ہے نہ کہ آبادی کو کم کرنا۔

تہذیبی اثرات:

خاندانی منصوبہ بندی کی اس مہم میں ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے ضبط ولادت کی ترغیب کچھ اس انداز میں دی جاتی ہے کہ کہ میاں بیوی کے جنسی تعلقات کی وہ باتیں جن کو کھلے عام بیان کرنا پہلے ہمارے معاشرے میں باعث شرم سمجھا جاتا تھا اب ان کا بیان کرنا اتنا باعث شرم نہیں سمجھا جاتا بلکہ اب یہ ہمارے کلچر (تہذیب) کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ جنرل سٹورز، مارکیٹ اور دیگر پبلک مقامات پر مانع حمل ادویات اور آلات کو بڑے نمایاں انداز میں رکھا جاتا ہے۔ جن پر بڑی عمر کے افراد کے ساتھ ساتھ کم عمر بچوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور فطری تجسس کی بناء پر وہ بھی جلد ہی جان جاتے ہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے اور طریقہء استعمال کیا ہے۔ گویا منصوبہ بندی کی سکیم معاشرے سے شرم وحیا کی جڑیں اکھاڑنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کر رہی ہے۔

فروغِ زنا:

مانع حمل آلات اور دواؤں کی کھلے عام دستیابی (Availibility) کی وجہ سے۔ اس سکیم کا نتیجہ ناجائز جنسی تعلقات کی کثرت کی صورت میں نکل رہا ہے۔ کیونکہ جب ان چیزوں سے آگاہی نہیں تھی اور دستیابی نہیں تھی تو عورت کو بدنامی کا ڈر ہوتا تھا جس وجہ سے وہ کسی قسم کی غلط حرکت کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ لیکن اب منصوبہ بندی کا لٹریچر اور ادویات کے دستیاب ہونے کی وجہ سے ناجائز تعلقات قائم کرنے میں جو ایک ڈر مانع تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی کی یہ مہم زنا کو فروغ دینے کا ایک اہم ذریعہ بن گئی ہے۔

معاشی اثرات:

خاندانی منصوبہ بندی والے اس بات کو بہت اچھالتے ہیں کہ بچے زیادہ ہوں

گے۔تو وسائل میں کمی آئے گی۔ یہ بات کہنے والے صرف یہ سوچتے ہیں کہ ہر نیا آنے والا وسائل کو استعمال کرے گا جس سے وسائل میں کمی آئے گی۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وسائل پیدا کرنے کی صلاحیت بھی دی ہے۔ اسے کھانے والا منہ تو ایک ہی دیا ہے لیکن کام کرنے والے ہاتھ دو دیئے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جتنی افرادی قوت زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی وسائل پیدا کرنے کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے۔ منصوبہ بندی والوں کا یہ جو نعرہ ہے کہ ''بچے دو ہی اچھے'' اس کا اگر عقل سلیم کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر سب لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ایک نسل کے بعد معاشرے میں جوانوں کی بجائے بوڑھوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اب وسائل کو استعمال کرنے کا نہیں وسائل کو پیدا کرنے والے ہاتھوں کا مسئلہ سامنے آجائے گا۔ تجربے کی بات ہے کہ جن ممالک میں مانع حمل چیزوں کا استعمال بڑھ گیا ہے، انہیں افرادی قوت کے لیے دوسرے ممالک سے رجوع کرنا پڑ رہا ہے۔

صحت انسانی پر اثر:

منصوبہ بندی کے تحت مانع حمل جتنی بھی ادویات استعمال کی جاتی ہیں۔ یا نس بندی وغیرہ کے آپریشن کیے جاتے ہیں اس کے انسان کی صحت پر بہت مضر اثرات پڑتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مذکورہ صورتیں اختیار کرنے سے جسم میں زہریلے مادے (Toxication) پیدا ہوتے ہیں۔ جو بہت ہی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ اور بعض کیسوں میں تو اتنی پیچیدہ صورتحال بن جاتی ہے کہ نتیجہ موت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جی ہاں...... یہ مکافاتِ عمل ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان کردہ تمام نکات کا لب لباب یہ ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی قوانین قدرت کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے مبینہ فوائد حاصل ہونے کی بجائے الٹا بے حیائی اور زنا کو فروغ مل رہا ہے۔ لہٰذا اس کے سد باب کی ضرورت ہے۔

شریعت محمدی اور سد ذرائع

شریعت محمدی ﷺ کا حسن و جمال دیکھیے کہ معاشرے سے عریانی وفحاشی کو ختم کرنا تھا تو نہ صرف زنا سے بچنے کا حکم دیا بلکہ اس کے ذرائع کو بھی حرام قرار دیا۔ مثل مشہور ہے کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ جس منزل پہ نہیں جانا اس کا راستہ کیا پوچھنا۔ لہٰذا ہر وہ کام جو زنا میں ملوث ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے شریعت میں اسے منع کر دیا گیا۔

چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) عورت کا نام:

فقہاء نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ عورت کا نام غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔ اگر کہیں بتانا بھی پڑے تو ام حبیب، ہمشیرہ سیف، زوجہ فقیر اور بنت احمد جیسے نام اپنے محرم مردوں کے حساب سے بتا دیے جائیں۔ البتہ شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کا معاملہ ہو تو ذاتی نام لکھا جائے۔ ذاتی نام میں بھی کشش ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ عامر نامی نوجوان کو عامرہ نامی لڑکی سے تعارف کا موقع ملے تو نام کی مناسبت کی وجہ سے دونوں قریب آجائیں۔

(۲) عورت کی آواز:

عورت اپنے گھر میں آہستہ بولنے کی عادت ڈالے۔ اتنی اونچی آواز سے بولنا منع ہے جس سے عورت کی آواز بلا مقصد غیر محرم تک پہنچے۔ اسی لئے اگر عورت نماز باجماعت پڑھ رہی ہے اور امام کو سجدہ سہو پیش آجائے تو عورت آواز سے سبحان اللہ وغیرہ نہ کہے بلکہ ایک ہاتھ کی پشت کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مار کر آواز پیدا کرے۔ بعض فقہا

نے عورت کی آواز کو ستر میں شامل کیا ہے مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ آواز ستر میں شامل نہیں ہے۔

(۳) عورت کی آواز میں لوچ نہ ہو:

اگر کسی اجنبی مرد سے پردے کی اوٹ سے بھی باتیں کرنی پڑیں تو بھی آواز میں لوچ اور شیرینی پیدا نہ ہونے پائے تاکہ کسی بدباطن کو میلان نہ ہونے پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (الاحزاب ۳۲)

''اور چبا کر باتیں نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ لالچ کرے۔ اور تم معقول انداز سے بات کرو''

عورت جس ناز و انداز اور نرمی و شیرینی سے خاوند کے ساتھ گفتگو کرتی ہے وہ اسی کے لئے خاص ہوتی ہے۔ دوسرے مرد سے اس انداز میں بات نہیں کر سکتی۔ غیر مرد سے بات کرنے میں لب ولہجہ خشک ہی رکھا جائے۔ ایسی لگی لپٹی باتیں کرنا جس سے مرد کی طبیعت میں نفسانی خواہش بیدار ہو اس سے پرہیز کیا جائے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''کوئی ناسمجھ صوت المرء ۃ کا مطلب یہ نہ سمجھے کہ ہم بات چیت کو ناجائز کہتے ہیں، ہم بوقتِ ضرورت غیر محرم سے عورت کی گفتگو کو جائز کہتے ہیں مگر اس کو جائز نہیں سمجھتے کہ عورت اپنی آواز میں شیرینی اور جاذبیت پیدا کرے جس سے مردوں کے دل ان کی جانب مائل ہو جائیں۔ اسی وجہ سے عورتوں کو اذان دینے کی اجازت نہیں دیتے کہ اس میں خوش آوازی سے کام لیا جاتا ہے۔ (ردالمختار ۱/۴/۲۸۴)

(۴) عورت کا سلام کرنا:

جس طرح مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ راستہ چلتے ہوئے واقف اور ناواقف سب

مردوں کو سلام کریں، اس طرح عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ عورت راستہ چلتے ہوئے غیر محرم مردوں سے سلام نہ کرے۔ ہاں اگر واقفیت ہو یا رشتے داری کا تعلق ہو تو پردے میں رہ کر سلام کرلے تو جائز ہے، افضل یہی ہے کہ محرم مردوں کے ذریعے سے سلام پہنچادے۔

(۵) عورت کا جھوٹا پانی:

عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا بچا ہوا پانی یا کھانا کسی غیر مرد کو بھیجے۔ یہ بات خفیہ پیغام رسانی کا حصہ ہے۔ ہاں اگر مہمان مردوں کا بچا ہوا کھانا ہو تو عورت اس میں سے برکت کے لیے یا ضرورت کے لئے کھا سکتی ہے۔ مگر معاملے کا انحصار نیت پر ہے۔ نیکی کی نیت ہے تو جائز اور بری نیت ہے تو ناجائز ہے۔

(۶) عورت کے کپڑے:

عورت اپنے کپڑے ایسی جگہ نہ لٹکائے یا رکھے جہاں غیر محرم مرد کی نگاہ پڑتی ہو۔ یا جہاں غیر محرم مرد کو دیکھنے اور چھونے کا موقع مل سکتا ہو۔

(۷) عورت کے بال:

عورت اگر اپنے سر میں کنگھی کرے اور بال گریں تو انہیں کسی پوشیدہ جگہ پر چھپادیا جائے، ایسی جگہ نہ رکھے جہاں غیر مرد اس کو دیکھ سکیں۔

(۸) عورت چھپی زینت ظاہر نہ کرے:

عورتیں اپنے ہاتھ اور پاؤں میں مختلف زیورات پہنتی ہیں۔ اگر اس میں سے گھونگھرو وغیرہ کی آواز پیدا ہوتی ہے تو ممنوع ہے۔ کیونکہ زیور کی آواز یا چمک دمک بسا اوقات فتنہ وفساد کا سبب بن جاتی ہے تفسیر کبیر میں ہے کہ جب مرد عورت کی پازیب کی آواز سنتا ہے تو اس کے اندر جنسی خواہش ابھر جاتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک آزاد کردہ لونڈی ایک بچی کولیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔لڑکی کے پاؤں میں بجنے والا زیور تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کوفرماتے سنا ہے۔

((مَعَ كُلِّ جَرْسٍ شَيْطَانٌ))

''ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے''(ابوداؤد)

ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک عورت بجنے والا زیور پہن کر داخل ہونے لگی آپ نے اسے روک کرفرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کوفرماتے سنا ہے

((لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرْسٌ))

''اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا جس میں گھنٹی بجے''

(۹)عورت بے پردہ ہوکر نہ نکلے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ)) (اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت)

ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ جب عورت بے پردہ ہوکر گھر سے نکلتی ہے تو اس پراللہ تعالیٰ کے فرشتے لعنت کرنا شروع کردیتے ہیں،جب تک وہ لوٹ کر واپس گھر نہیں داخل ہو جاتی۔

(۱۰)عورت بن سنور کر نہ نکلے:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلرَّافِلَةُ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا كَمِثْلِ ظُلْمَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا))

(ابن کثیر:ج۳،ص۲۸۷)

''اپنے اہل وعیال کے سوا دوسرے لوگوں میں بن سنور کر جانا ایسا ہے جیسے

قیامت کے دن کی تاریکی جس کے لیے کوئی روشنی نہ ہو"

(۱۱) عورت خوشبو لگا کر نہ نکلے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ

(ابن کثیر ۳/ ۲۸۷)

"جو عورت خوشبو لگا کر مجلس پر گزرتی ہے وہ بھی زانیہ ہے"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک عورت سے سر راہ ملاقات ہوئی جس سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ آپ نے پوچھا کہ مسجد سے آ رہی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا تم نے خوشبو لگائی ہوئی ہے؟ کہنے لگی: جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہے اس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ عورت پلٹ کر گھر گئی اور کپڑوں کو اچھی طرح دھویا۔
(ابن کثیر ۳/ ۲۸۷)

آج کل کی عورتیں اتنی خوشبو لگاتی ہیں کہ نابینا مرد کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ عورت قریب سے گزر رہی ہے۔

(۱۲) عورتوں کی گزرگاہ:

عورتوں کو چاہیے کہ فتنے سے بچنے کی خاطر راستے کے درمیان سے نہ گزرا کریں جہاں مردوں کی ریل پیل ہوتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ لَكِنَّ أَنْ تَحْتَضِنَّ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ))

"تمہارے لئے صدر راستے پہ چلنا ٹھیک نہیں۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ راستے کے کناروں پہ چلو" (ابن کثیر ۳/ ۲۸۷)

اس حکم کے بعد صحابیات کا اسی پر عمل رہا۔ اس طرح چلتی تھیں کہ ان کا کپڑا دیوار سے لگتا تھا۔

(۱۴) عورت غیر محرم مردوں سے مصافحہ نہ کرے:

فرنگی ماحول میں اجنبی غیر محرم ایک دوسرے کو ملتے وقت مصافحہ کرتے ہیں، دین اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے، غیر محرم مرد و عورت ایک دوسرے سے مصافحہ نہیں کر سکتے۔

ایک حدیث میں امیہ بنت رقیقہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے نبی علیہ السلام سے بیعت کے موقع پر عرض کیا کہ اب آپ ہماری طرف تشریف لایئے کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، فقط زبانی اقرار کافی ہے۔

ایک حدیث مبارک میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو، اس ہتھیلی پر قیامت کے دن انگارہ رکھا جائے گا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو چھوا تک نہیں۔

(۱۵) عورت غیر محرم مرد کو خط نہ لکھے:

عورت اگر کسی غیر محرم مرد کو پیغام پہنچانا چاہے تو اپنے محرم مردوں کے واسطے سے پہنچائے۔ اگر خط لکھنا ہو تو محرم مردوں کی اجازت سے لکھے۔ مثلاً دین کے مسائل پوچھنے کے لئے مفتی حضرات سے خط و کتابت کرنے کی اجازت ہے۔

(۱۶) مرد دوسروں کے گھروں میں نہ جھانکیں:

مردوں کو چاہیے کہ وہ اگر کسی گھر میں داخل ہونا چاہیں تو اہل خانہ سے اجازت

مانگیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَاِلَّا فَارْجِعْ)) (متفق علیہ)

''اجازت تین دفعہ مانگیں اگر مل جائے تو خیر ورنہ واپس ہو جانا چاہیے''

اجازت کی ضرورت اس لئے ہے کہ آنے والا دفعتاً گھر والوں کو نہ دیکھ لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ حجرہ میں ایک چھری لئے سر کھجلا رہے تھے کہ کوئی آکر جھانکنے لگا آپ کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا اگر مجھے علم ہوتا تو اسکی آنکھیں پھوڑ دیتا۔ کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ

((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ)) (بخاری ۴/۶۰)

''طلب اجازت کا قانون دیکھنے والوں کے لئے ہی بنایا گیا ہے''

یہ بھی یاد رہے کہ اجازت مانگنے والا دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ اسی طرح دروازے کی دراز سے یا کھڑکی وغیر سے تاک جھانک کرنا بھی منع ہے۔ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

((لَوْ اِمْرَأً اِطَّلَعَ عَلَیْکَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَہُ بِحَصَاۃٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَہُ مَا کَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ)) (ابن کثیر ۳/۲۸۰)

''اگر کوئی بغیر اجازت تمہارے گھر میں جھانکے تو تم اس کو کنکری اٹھا کر مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے''

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔ بعض نوجوان اپنے گھروں کی چھت پر بیٹھ کر دوربین کے ذریعے دور کے گھروں عورتوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح کوئی ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑا دیکھ رہا ہو۔ یہ بھی حرام ہے۔

(۱۷) مرد اپنی ماں سے بھی اجازت مانگے:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا گھر میں داخلے کیلئے میں اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کیا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں استیذان ماں سے بھی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان سے بھی اجازت لے لیا کرو۔ اس نے کہا میں ان کی خدمت میں مشغول رہتا ہوں اس طرح تو دشواری ہو جائے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اپنی ماں کو ننگی دیکھنا پسند کرو گے۔ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا میں پھر اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ اجازت حاصل کر کے جاؤ۔

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی ضرورت کیلئے اندر آتے تو پہلے دروازے پر آ کر رک جاتے، کھانستے اور آواز نکالتے اس کے بعد اندر آتے۔

☆......ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ غیر کے گھر میں اذن حاصل کرنا ضروری ہے، اپنا گھر ہو تو طلب اذن واجب نہیں ہے ہاں اگر گھر میں ماں بہن بھی ساتھ رہتی ہو تو دروازے پر آ کر زور سے پاؤں مارے جس سے عورتوں کو خبر ہو جائے۔ کیونکہ کبھی ماں بہن بھی ایسی حالت میں ہوتی ہیں کہ جس حالت میں دیکھنا ہم پسند نہیں کرتے۔

(۱۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

ایک دفعہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں سلام کیا اور آگے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر واپسی پر اسی راستے سے گزرنے لگا تو دیکھا کہ ابھی تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا، امیر المؤمنین! آپ دروازے پر اس وقت سے

بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ فرمانے لگے، میری بیٹی حفصہ ام المؤمنین آج گھر آئی ہوئی ہے اور میری بیوی گھر پر نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ گھر میں اکیلی ہے اس لئے میں نے گھر میں اس کے پاس اکیلے بیٹھنے کی بجائے یہاں دروازے پر بیٹھنا پسند کیا ہے۔

(۱۹) مرد راستوں میں نہ بیٹھیں

مرد لوگ اگر راستے میں اس طرح بیٹھیں کہ آتی جاتی عورتوں پر نظر پڑ سکے تو یہ حرام ہے۔ بعض سکول کالج کی لڑکیاں جب اپنے گھروں سے نکلتی ہیں تو اوباش نوجوان راستوں میں کھڑے ہو کر ان پر فقرے کستے ہیں یا انہیں چھیڑتے ہیں۔ اوّل تو لڑکیوں کو اکیلے گھر سے نکلنا نہیں چاہیے۔ اگر مجبوری ہو تو کئی لڑکیاں گروپ بنا کر جائیں۔ دوسرا اہل محلّہ اس قسم کے نوجوان کو دیکھیں تو اس کی خوب مرمت کریں تا کہ اس کا نشہ ہرن ہو جائے۔

(۲۰) مرد کے سامنے غیر عورت کا حال

شرع شریف نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ کوئی عورت اپنے مرد کے سامنے دوسری عورت کا حال کھول کر بیان نہ کرے۔ ممکن ہے اس مرد کے دل میں اس عورت کا حسن و جمال گھر کر جائے اور وہ اسکے پیچھے پڑ جائے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)) (بخاری)

''عورت عورت کے ساتھ اس طرح نہ رہے سہے کہ وہ اپنے شوہر سے اسکی حالت اس طرح کھل کر بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے''

(۲۱) مرد بیوی کا راز نہ کھولے:

نبی علیہ السلام نے مرد کو بھی منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی تنہائی کی باتیں کسی غیر

مرد سے بیان نہ کرے۔

حدیث پاک میں ہے:

((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَةَ الرَّجُلِ یُفْضِیْ اِلٰی اِمْرَأَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا)) (مسلم ۱/۴۶۴)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ یکجا ہو اور پھر مرد اس کے بھید کو کھول دے''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجملاً جماع کا تذکرہ بھی مکروہ ہے ہاں ضرورت کی بات اور ہے۔

(۲۲) مرد و عورت شہوت انگیز باتوں سے اجتناب کریں:

مرد دوسرے مردوں کے ساتھ اور عورت دوسری عورتوں کے ساتھ عشق و محبت کی ایسی داستانیں نہ چھیڑے کہ شہوت بھڑک اٹھے اور دل گناہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ہنسی مذاق میں بھی ایسا کلام نہ کیا جائے جو شیطانی شہوانی نفسانی جذبات کو ابھارے۔

(۲۳) دو مرد یا دو عورتیں ایک ساتھ نہ لیٹیں:

اسلام نے اس بات سے روکا ہے کہ دو مرد اور دو عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں۔

حدیث پاک میں ہے:

((وَلَا یُفْضِیْ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَلَا تُفْضِیْ الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ)) (مسلم شریف)

''ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے''

مردوں اور عورتوں کا اس طرح ایک دوسرے کے اتنا قریب آنا بھی بدکاری کا

سبب بن جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چیز شہوت میں ہیجان کا سبب ہوتی ہے۔ جس سے عورتوں میں سحاق کی رغبت ہوتی ہے اور مردوں میں لواطت کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲۴) چار پائی الگ کرنا:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

((مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ)) (ابی داؤد:۱۵۹)

''تمہارے بچے ۷ سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم کرو اور ۱۰ سال کی عمر کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پہ مارو۔ اور الگ الگ بستر پر سلاؤ''

عمر کے اس حصے سے انسان میں جنسی میلان شروع ہو جاتا ہے لہٰذا بچوں کو الگ الگ چار پائی پہ سلانا ضروری ہے۔ جب جسم قریب ہوتے ہیں تو نیند یا بیداری میں شیطان نیت میں فتور پیدا کر دیتا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ شہوت رانی کی نوبت آ سکتی ہے۔ اس حدیث کی بنا پر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

((لَا یَجُوْزُ لِلرَّجُلِ مُضَاجَعَۃُ الرَّجُلِ وَاِنْ کَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا فِیْ جَانِبِ الْفِرَاشِ)) (تفسیر کبیر:۶/۲۵۹)

''دو مردوں کا ایک ساتھ سونا یا لیٹنا جائز نہیں گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ ہوں''

نفسیات کے ماہرین بھی جدید سائنس کی روشنی میں اسی حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۲۵) شادی میں بلاوجہ تاخیر:

زنا اور فحاشی کی بہت بڑی وجہ شادی میں بلاوجہ تاخیر ہے۔ ماں باپ سوچتے ہیں کہ

بیٹا پڑھے گا۔ پھر نوکری کرے گھر بنائے گا تب شادی کی جائے گی اور اسی میں بچے کی عمر ۳۰ سال کی ہو جاتی ہے۔ بعض مرتبہ بڑے لڑکے کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے تو پیچھے کے تین بھی جوانی کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ لڑکے کسی آئیڈیل کی تلاش میں ہوتے ہیں اور انہیں اپنی من پسند کی حور پری نہیں مل رہی ہوتی۔ بعض مرتبہ بڑا بھائی سوچتا ہے کہ میں چھوٹے بھائی بہنوں کی شادی پہلے کرلوں بعد میں خود شادی کروالوں گا اور اسی میں اس کی عمر چالیس سال ہو جاتی ہے۔ مرد کے لئے شادی کی بہترین عمر ۲۵ سال ہے اور عورت کے لئے بہترین عمر ۱۸ سال ہے۔ جتنی دیر ہوگی اتنا ہی برائی کے امکانات بڑھتے جائیں گے۔ بچے جوان ہو جائیں اور ماں باپ شادی میں تاخیر کریں تو بچے جتنے جنسی گناہ کریں گے ماں باپ اس کی سزا میں شریک ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں میں جلدی کرنے کی تلقین فرمائی:

(۱) نماز پڑھنے میں جب وقت ہو جائے۔

(۲) مردہ کو دفن کرنے میں۔

(۳) لڑکی کا نکاح کرنے میں جب جوڑ کا خاوند مل جائے۔

بعض گھروں میں لڑکیاں ۲۵ سال کی عمر کو پہنچ جاتی ہیں مگر ماں باپ آئیڈیل رشتے کی تلاش میں لگے ہوتے ہیں۔ اتنی تاخیر بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ ہمارے بزرگ اگر معلوم کر لیتے کہ فلاں گھر میں جوان لڑکی موجود ہے اور ماں باپ شادی میں سستی کر رہے ہیں تو اس شخص کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیتے تھے۔ لڑکی کی شادی تاخیر سے کی جائے تو اس میں ایک نقصان یہ بھی ہے کہ شادی کے بعد اسکے بچے کی ولادت میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اگر لڑکے کی شادی دیر سے کی جائے تو لڑکے جنسی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کسی نہ کسی طریقے سے اپنی شہوت کی پیاس بجھاتے رہتے ہیں، جب

شادی ہوتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ بیوی سے جماع کے قابل ہی نہیں ہوتے۔

لڑکا اگر پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے تو اسکا ۳۰ سال کی عمر تک عفیف رہنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین کام ہے۔ وہ ماں باپ سے چوری چھپے کسی نہ کسی لڑکی سے ناجائز تعلقات استوار کرے گا۔ اسی طرح اگر لڑکی کی عمر ۲۵ سال ہو جائے تو وہ بھی چھپی آشنائی کیلئے قدم اٹھائے گی، ماں باپ کی ناک کے نیچے دیا جلائے گی۔ نوکری پیشہ خواتین کی شادی میں اکثر و بیشتر تاخیر ہو جاتی ہے جو بہت خطرناک ہوتی ہے۔ بعض دیہاتوں میں لڑکیوں کی شادی ہی نہیں کی جاتی تاکہ جائیداد تقسیم نہ کرنی پڑے۔ بعض جاہل لوگ لڑکی کی شادی قرآن سے کر دیتے ہیں۔ یہ کتنی واہیات بات ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ کسی گھر میں فلاں لڑکی موجود ہے مگر ماں باپ شادی میں سستی کر رہے ہیں۔ انہوں نے لڑکی کی والدہ سے کہا کہ اس کی جلدی شادی کر دو۔ ماں نے کہا ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے منہ سے دودھ کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ بی بی اگر دودھ پھٹ گیا تو بدبو بھی آئے گی اور پھر یہ دودھ انسانوں کی بجائے کتوں کے کام آئیگا۔

ایک شہر میں سیدزادی رہتی تھی جو بہت نیک اور پارسا تھی مگر اسکی شادی نہ ہوئی تھی۔ وہ دن بھر روزہ رکھتی اور رات بھر نوافل میں گزار دیتی۔ اہل علاقہ کی عورتیں اسکی بہت مداح تھیں۔ اس سیدزادی سے دعائیں کرواتی تھیں، اس کی خدمت میں نذرانے پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ وہ سیدزادی اتنی بیمار ہوئی کہ حالت نازک ہو گئی۔ محلّہ کی نوجوان لڑکیاں اس کی خدمت کے لئے اس کے گھر اکٹھی ہو گئیں۔ بات چیت چل نکلی تو کسی نے کہا کہ آپ ہمیں وصیت کریں جو زندگی بھر کام آئے۔ سیدزادی نے فرمایا کہ ہاں میں تمہیں زندگی کی بہترین نصیحت کرتی ہوں، وہ یہ ہے کہ جب بھی تمہارا مناسب رشتہ آجائے تو تم شادی کروانے میں ہرگز ہرگز دیر نہ کرنا۔ یہ سن کر لڑکیاں بہت حیران

ہوئیں۔ ایک نے پوچھا کہ آپ نے خود تو شادی کروائی نہیں ہمیں جلدی کروانے کی نصیحت کر رہی ہیں۔ وہ فرمانے لگیں کہ میں اپنے دل کا حال آپ لوگوں کے سامنے کیسے کھولوں، میری شادی میں تاخیر ہوگئی تو میرا نفس مجھے جنسی تقاضا پورا کرنے کیلئے اکساتا تھا، میرا دل نہ نماز میں لگتا تھا نہ تلاوت میں لگتا تھا، میں دن میں روزہ رکھتی اور رات میں شب بیداری کرتی تھی اس کے باوجود شہوت کے مارے میرا برا حال ہوتا تھا۔ اگر میں رات کو قرآن مجید کی تلاوت کر رہی ہوتی اور گلی میں سے بوڑھا چوکیدار آواز لگاتے گزرتا تو میرا جی چاہتا کہ میں اس بوڑھے کو اپنے پاس بلالوں اور اپنی جنسی خواہش پوری کروں۔ کئی مرتبہ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا مگر بدنامی کے ڈر سے سہم گئی کہ ساری زندگی کی بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی، لوگ باتیں کریں گے کہ سیدزادی ہو کر اس نے ایسا کام کیا۔ میں تڑپ تڑپ کر رات گزارتی، کسی کروٹ چین نہ آتا، میں اس عذاب کو بھگت چکی ہوں لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ تمہیں کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ نبی علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ جب لڑکی کے جوڑ کا خاوند مل جائے تو اسکی شادی کردو۔ رہی جہیز کی بات تو وہ رسم ورواج کے سوا کچھ نہیں ہے۔

باب ٦

زنا کی اقسام

مرد و عورت اپنی شہوت کو مختلف طریقوں سے پورا کر لیتے ہیں، ان میں سے نکاح کے بعد میاں بیوی کا یا باندی مالک کا ایک دوسرے سے ملاپ کے ذریعے شہوت کو پورا کرنا حلال ہے۔ بقیہ صورتیں حرام ہیں۔ شہوت پورا کرنے کی ہر ناجائز صورت زنا میں داخل ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی قسم: خود لذتی

مرد یا عورت جب اپنے آپ ہی سے شہوت کو پورا کر لیں تو اسے خود لذتی (Solo Sex) کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

١ ...... خیالی زنا:

جب مرد اپنی سوچ میں کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کا تصور باندھے یا عورت مرد کا تصور جمائے تو اس سے اس کے جذبات گرم ہونے لگتے ہیں۔ نوجوان حضرات اس کیفیت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بعض کو انزال کی صورت بھی پیش آجاتی ہے جس سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ یہ زنا کی ادنیٰ ترین قسم ہے۔ اس سے قلب میں ظلمت آتی ہے، اس کو دل و دماغ کا زنا کہتے ہیں۔ استغفار سے یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ یہ

زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔

②...... استمناء بالید (Masterbation)

کوئی مرد غلبۂ شہوت کے وقت اپنے ہاتھ سے منی نکال دے، یعنی مشت زنی کرے یا کوئی عورت اپنی انگلی سے شہوت کو پورا کرلے یعنی انگشت زنی کرے تو اسے خود لذتی کہتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ (المؤمنون:۷)

''پس جو کوئی اس کے علاوہ تلاش کرے پس وہ حد سے بڑھنے والے ہیں''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فَجَمْهُوْرُ الْاَئِمَّةِ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ وَهُوَ عِنْدَهُمْ دَاخِلٌ فِيْمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ (روح المعانی:۱۱/۸۱)

''پس جمہور علما اس (خود لذتی) کی حرمت پر متفق ہیں۔ ان کے ہاں یہ چیز وراء ذٰلك میں داخل ہے''

ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر البحر المحیط میں لکھتے ہیں

وَالْجَمْهُوْرُ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْاِسْتِمْنَاءِ (البحر المحیط :۳۶۷/۶)

''اور جمہور ہاتھ کے ذریعے منی نکالنے کی حرمت پر متفق ہیں''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

وَعَامَّةُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ (تفسیر قرطبی سورۃ المومنون)

''اور عام علما اس کی حرمت پر متفق ہیں''

علامہ ابن عربی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَعَامَّةُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ وَهُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يدان ......

الابه (احکام القرآن ۱۳۳۱/۳)

خودلذتی کے اثرات:

اگر کسی نوجوان کو خودلذتی کی عادت پڑ جائے تو جسمانی طور پر بھی اس کے بد اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

چہرے پر اثرات:

ایسے نوجوان کا چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ چہرے کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ قدرتی چمک اور نور چہرے سے ختم ہو جاتا ہے۔ گال پچک جاتے ہیں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں۔ انسان خون کی کمی کی وجہ سے دیکھنے والے کو پہلی نظر میں ہی مریض لگتا ہے۔

اعصاب پر اثرات:

اعصاب کمزور ہو کر طبیعت میں بے سکونی آ جاتی ہے۔ اضطراب کی وجہ سے تحمل مزاجی میں کمی آ جاتی ہے۔ جسم ہر وقت تھکا تھکا محسوس کرتا ہے۔ ایسے لوگ ہر وقت لیٹے رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں کرتا۔ انسان سست ہو کر پڑا رہتا ہے۔ کام چور بن جاتا ہے۔ غصہ بڑھ جاتا ہے۔

دل پر اثرات:

چلنے پھرنے یا کام کرنے سے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ نوجوان نسیان کے مریض بن جاتے ہیں۔ طلباء کی تعلیم میں بہت رکاوٹ آ جاتی ہے۔ سبق مشکل سے یاد ہوتا ہے اور جلدی بھول جاتا ہے۔ ذہنی کام کرنے کو دل نہیں کرتا، طلباء کو تعلیم کے سوا ہر چیز اچھی لگتی ہے۔

جسمانی قوت پر اثرات:

وزن کم ہوتے ہوتے انسان ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتا ہے۔ دیکھنے والے بھی کہتے

ہیں کہ آپ مریل سے کیوں نظر آتے ہیں۔ ذرا سا کام کرنے سے تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی کی وجہ سے کام کے وقت ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں۔ بیٹھے ہوئے اٹھیں تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ جاتا ہے۔ ہاضمہ کمزور ہو کر ریح یا قبض کی بیماری ہو جاتی ہے۔ پیشاب کرنے کے بعد بھی قطرے آتے رہتے ہیں۔

جنسی قوت پر اثرات:

جنسی اعتبار سے بہت زیادہ کمزوری آ جاتی ہے۔ سرعت انزال کی بیماری لگ جاتی ہے۔ اختلام کی کثرت ہو جاتی ہے۔ عضو خاص میں ٹیڑھا پن آ جاتا ہے۔ شہوت کے وقت سختی پوری نہیں ہوتی جس کی وجہ سے بیوی کے ہمبستری کے قابل نہیں رہتا۔ ذلت وخواری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ لڑکیاں عام طور پر لیکوریا کی مریضہ بن جاتی ہیں۔ ہاضمے کی کمزوری کی وجہ سے کھانے پینے کو دل نہیں کرتا۔ دل کی تسلی کیلیے اپنے آپ کو سمارٹ سمجھتی ہیں مگر درحقیقت دیکھ کر دل سے آواز آتی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی شان ہے لکڑی میں بھی جان ہے

اگرچہ اس گناہ کے جسمانی نقصانات بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن بندے نے چونکہ اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی خود ہی تباہ کی ہوتی ہے۔ اپنا ہی نقصان کیا ہوتا لہٰذا توبہ استغفار اور ندامت سے یہ گناہ بھی جلدی معاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا اپنا معاملہ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ

”وہ ذات ہے جو توبہ قبول کرتی ہے اور گناہوں سے درگزرتی ہے“

زنا کی دوسری قسم

جنس مخالف سے شہوت پوری کرنا

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی جنسی خواہش پورا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ بالغہ عورت کی شرمگاہ میں مرد کے عضو خاص کے داخل ہونے کو جماع کہتے ہیں۔ اگر یہ جماع غیر محرم مرد عورت کے درمیان ہے تو اسے زنا کہتے ہیں۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں جن کو اپنی شدت و برائی کے اعتبار سے ترتیب وار درج کیا جاتا ہے۔

اعضاء کا زنا:

اگر کوئی مرد غیر محرم عورت کی طرف یا عورت غیر محرم مرد کی طرف شہوت بھری نظر سے دیکھے تو یہ آنکھ کا زنا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ وَزِنَا هُمَا النَّظْرُ)) (بخاری و مسلم)

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے''

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے شہوت بھری نگاہ سے غیر محرم کو دیکھ لیا وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((وَالْاُذُنَانِ زِنَا هُمَا الْاِسْتِمَاعُ))

''اور کانوں کا زنا سننا ہے''

معلوم ہوا کہ غیر محرم مرد و عورت کا آپس میں جنسی گفتگو کرنا یا ہنسی مذاق کرنا کان کا زنا ہے۔ ایک دوسرے کے جسم کو مس کرنا ہاتھ کا زنا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

لَاَنْ یُّطْعَنُ فِیْ رَاْسِ اَحَدِکُمْ بِمَخِیْطٍ مِنْ حَدِیْدٍ خَیْرٌ لَّه، مِنْ اَنْ یَّمَسَّ

اِمْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهٗ)) (طبرانی، الجامع الصغیرج ۲ص ۴۰۰)

''تم میں کسی کے سر میں لوہے کی سوئی سے زخم کر دیا جائے یہ زیادہ بہتر ہے۔ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہیں''

کپڑوں سمیت غیر محرم مرد اور عورت کا آپس میں بغلگیر ہونا۔ بوس وکنار کرنا۔ ایک دوسرے کے اعضاء کو گدگدانا چاہے انزال ہو یا نہ ہو یہ سب کچھ اعضاء کے زنا میں شامل ہے۔توبہ استغفار سے یہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

بیوی سے زنا:

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے لئے مباشرت کو باعث اجر بنایا ہے لیکن حیض ونفاس کی حالت میں اس عمل کو منع فرما دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ (بقرہ:۲۸)

''حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو''

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَتٰى حَائِضًا اَوْ اِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ)) (ترمذی، مشکوٰۃ: ۵۶)

''جو آئے حائضہ عورت کے پاس آئے یا عورت کی دبر میں یا کاھن کے پاس، پس اس نے کفر کیا اس چیز سے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا''

امام احمد نے عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِيْ يَأْتِيْ اِمْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ اَوْ نِصْفِ دِيْنَارٍ)) (ترمذی)

''نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت

کے پاس حیض کی حالت میں آتا ہے۔ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے“

جمہور ائمہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ توبہ استغفار اور ندامت سے یہ گناہ بھی جلدی معاف ہو جاتا ہے۔

غیر محرم عورت سے زنا:

جب غیر محرم مرد و عورت اس طرح ملیں کہ مرد کا عضو خاص عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو یہ زنا کی کامل صورت ہے۔ جس پر حد جاری ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (اسراء:۴)

”زنا کے قریب مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے“

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

((يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم! وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) (مشکوۃ: ج۱، ص۴۶۸)

”اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم، اس بات پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں آتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے اور اللہ کی قسم، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے اور زیادہ روتے“

شادی شدہ عورت سے زنا:

اگر غیر شادی شدہ مرد عورت زنا کریں تو ان کی سزا سو کوڑے لگانا ہے لیکن اگر شادی شدہ زنا کریں تو ان کی سزا سنگساری ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ عورت

چونکہ کسی کی امانت ہوتی ہے اس سے زنا کرنا زیادہ سخت گناہ ہے۔ امانت میں خیانت بھی، کسی کے نسب کو داغدار کرنا بھی، شوہر کے دل کو ایذا پہنچانا بھی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((مَامِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِي رَحْمٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ)) (ابن کثیر ۳/۳۸)

''شرک کے بعد کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں کہ کوئی شخص اپنا نطفہ ایسے رحم میں رکھے جو اس کے لیے حلال نہیں''

پڑوسن سے زنا:

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام سے عظیم ترین گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے شرک اور قتل کے بعد فرمایا:

((اَنْ تَزْنِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)) (بخاری)

''تیرا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا''

دوسری حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ)) (بخاری)

''جنت میں نہیں داخل ہو سکے گا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی بچا ہوا نہ ہو''

ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ۔ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قَالُوْا مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ)) (بخاری)

''اللہ کی قسم مومن نہیں، اللہ کی قسم مومن نہیں، اللہ کی قسم مومن نہیں، صحابہ نے عرض کیا کون یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی

محفوظ نہ ہو''

علما نے لکھا ہے کہ گھر کے چاروں اطراف کے ۴۰، ۴۰ گھروں تک کے لوگ پڑوسی کہلاتے ہیں۔ پڑوسن سے زنا کرنے میں زنا کے ساتھ ساتھ پڑوسی کے حقوق میں پامال کرنے کا گناہ بھی شامل ہے۔

قریبی رشتہ دار عورت سے زنا:

اگر پڑوسی قریبی رشتہ دار ہو تو اسکی بیوی بیٹی سے زنا کرنا اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے چونکہ اس میں پڑوسی کی دل آزاری کے ساتھ ساتھ قطع رحمی کا گناہ بھی شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (البقرۃ:۲۷)

''اور توڑتے ہیں اس کو اللہ نے جس کو ملانے کا حکم دیا''

حدیث پاک میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کی شبِ قدر میں بھی مغفرت نہیں کی جاتی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ رشتہ داروں میں مرد و عورت کے بے محابا اختلاط کی وجہ سے عشق معشوقی کی بیماری جلدی پھیلتی ہے زنا کا ارتکاب ہوتا ہے۔ عام رسم و رواج کی زندگی گزارنے والی لڑکیاں اپنے خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور چچازاد لڑکوں کو بھائی کہہ کر پردے کا خیال نہیں کرتیں۔ حقیقت یہی ہے کہ معاملہ ''دن کو بھائی بھائی رات کو چار پائی'' والا بن جاتا ہے۔ جب ناجائز تعلقات کا بھانڈا پھوٹتا ہے تو رشتہ داروں میں ہمیشہ کے لیے دوری ہو جاتی ہے۔

مجاہد کی بیوی سے زنا:

وہ لوگ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتے ہیں اور ان کی بیویاں گھروں میں تنہا رہ جاتی ہیں۔ شرع شریف میں ان کے درجہ اور حرمت کو عام

مسلمان عورتوں کی حرمت سے زیادہ کہا گیا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ۔ وَ مَامِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًامِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ إِلَّاوَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَا ظَنُّكُمْ ؟)) (مسلم: ج۳،ص۱۵۰۸)

''مجاہدین کی بیویوں کی عزت پیچھے رہنے والوں کیلیے ان کی ماؤں کی عزت کی طرح ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو مجاہدین میں سے کسی کا خلیفہ بنے اس کے اہل میں پھر وہ اس کی خیانت کرے، مگر یہ کہ کھڑا کیا جائے گا وہ قیامت کے دن، پھر وہ اس کے اعمال سے میں سے جو چاہے گا لے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا خیال ہے تمہارا؟''

اس میں تشریح کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے:

''مَا ظَنُّكُمْ'' أَيْ مَاظَنُّكُمْ أَنْ يَتْرُكَ الْأَبُ لِإِبْنِهِ وَلَا الصِّدِيْقُ لِصَدِيْقِهِ حَقًّايَجِبُ عَلَيْهِ

''یعنی تمہارا کیا خیال ہے کہ باپ بیٹے کے لیے یا دوست دوست کے لیے ایسا کوئی حق چھوڑے گا جو اس کیلئے ثابت ہو''

طلب علم کے لئے مدارس میں جانے والے یا دعوت و تبلیغ کے کام میں جانے والے، مجاہدین کے زمرے میں داخل ہیں۔

محرم عورت سے زنا:

آجکل گھروں میں ٹی وی ویڈیو انٹرنیٹ کیبل وغیرہ نے اخلاقی حالت میں اس قدر گراوٹ پیدا کر دی ہے کہ مرد اپنی محرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھتے ہیں بلکہ بعض تو زنا کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام

سے روایت کی ہے۔

((مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ)) (ابن ماجہ:٢٥٦٤)

''جس شخص نے محرم عورت کے ساتھ زنا کیا اس کو قتل کر دو''

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَهُ اِلٰی رَجُلٍ اَعْرَسَ بِاِمْرَأَةِ اَبِیْهِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ وَخَمَّسَ مَالَهُ)) (ابن ماجہ)

''نبی علیہ السلام نے ان کو ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تو انہوں نے اس کو قتل کیا اور مال کو غنیمت بنایا''

حضرت عبداللہ بن مطرف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

((مَنْ تَخَطَّی الْحُرْمَتَیْنِ فَخَطُّوْا وَسْطَهُ بِالسَّیْفِ)) (طبرانی)

''جس نے محرم سے نکاح کیا اس کے پیٹ سے تلوار گزار دو یعنی اس کو قتل کر دو''

مطلقہ بیوی سے زنا کرنا:

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ خاوند بیوی کو طلاق دینے کے باوجود اپنے پاس رکھے گا اور زنا کا مرتکب ہوگا۔ بیرون ملک میں مسلمانوں میں یہ واقعات بڑھتے جا رہے ہیں کہ خاوند غصے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے۔ پھر بچوں کی وجہ سے میاں بیوی ایک دوسرے سے دور ہونا مشکل سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ''میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی'' والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ دنیا والوں کے سامنے شرمندگی کے ڈر سے طلاق کا اظہار نہیں کرتے اور قیامت کے دن کی شرمندگی کو بھول جاتے ہیں۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے:

وَاَشَدُّ الزِّنیٰ الرَّجُل یَطلِّقُ اِمرأَتَه، وَهُوَ یُقِیمُ مَعَهَا بِالْحَرَامِ وَلَا یُقِرُّ عِنْدَالنَّاسِ مَخَافَةَ الْفَضِیْحَةِ فَکَیْفَ لَا یَخَافُ فَضِیْحَةَ الْاٰخِرَةِ یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ یَعْنِی تَظْهَرُ الْاَسْرَارُ فَاحْذرْ فَضِیْحَةَ الْیَوْمِ وَاجْتَنِب الزِّنَا وَلَاتُصِرُّ عَلَیْهِ فَاِنَّه، لَا طَاقَةَ لَکَ عَلٰی عَذَابِ اللّٰهِ وَتُبْ اِلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَحِیْمًا (النساء:۱۵)

''اور سب سے سخت زنا وہ ہے کہ کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دے دے پھر وہ حرام ہونے کے باوجود اس کے ساتھ رہے''

بوڑھے کا زنا:

اگ بوڑھا آدمی زنا کرے تو یہ زنا کی بدترین شکل ہے۔علماء نے لکھا ہے:

فَاِنْ کَانَ شَیْخًا کَانَ اَعْظَمَ اِثْمًا وَهُوَاَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

''اگر وہ بوڑھا ہے تو اس کا گناہ بہت بڑا ہے اور وہ ان تین شخصوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ اسے پاک کریں گے اور اس کیلیے دردناک عذاب ہوگا''

زنا کی تیسری قسم

ہم جنس سے زنا

کبھی دو مرد یا دو عورتیں ایک دوسرے سے اپنی شہوت کو پورا کر لیتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں:

لواطت:

لواطت کے معنی ہیں ایک مرد دوسرے مرد کے پاخانہ کے سوراخ میں اپنا عضو خاص داخل کرے۔ یہ گندی عادت حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے شروع ہوئی۔ اسی لئے اس کا نام لواطت رکھا گیا۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے متعلق فرمایا

﴿اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ﴾ (الشعراء:۱۵۶)

''کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو جہان والوں سے۔ اور چھوڑتے ہو جو تمہارے لیے رب نے بیویاں بنائی ہیں۔ بلکہ تم حد سے گزر جانے والی قوم ہو''

اللہ رب العزت نے مرد کی شہوت پورا کرنے کے لئے عورت کو بنایا ہے۔ اگر کوئی شخص عورت کے بجائے مرد سے شہوت پوری کرے تو یہ اسکی گندی ذہنیت کی دلیل ہے۔ ایسا شخص فطرت انسانی کے خلاف کام کرتا ہے۔ اس کی بصیرت چھن گئی ہے۔ اور عقل سے عاری ہو چکا ہے۔ اسکی مثال اس شخص کی مانند ہے جو بہترین تیار شدہ بھنے ہوئے گوشت کو کھانے کی بجائے گلا سڑا متعفن کچا گوشت کھانے کی خواہش کرے۔ قوم لوط سے پہلے یہ عمل تاریخ انسانی میں کبھی نہیں کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الاعراف ۸۰)

''کیا تم بے حیائی کے کام کو کرتے ہو جو کہ پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا''

انسان کو تو اللہ رب العزت نے عقل کے نور سے نوازا ہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ

جانور بھی لوطی عمل نہیں کرتے۔ اگر قوم لوط اس قبیح عمل کو شروع نہ کرتی تو شاید انسان اس گناہ سے بچے ہوئے ہوتے۔ عبدالمالک بن مروان کا قول ہے:

لَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ اٰلَ لُوْطٍ فِي الْقُرْاٰنِ مَاظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا يَفْعَلُ بِهَا

''اگر اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط کا ذکر قرآن پاک میں نہ کیا ہوتا تو میں خیال نہ کرتا کہ کسی نے اس فعل کو کیا ہوگا''

لواطت کرنے پر عذاب:

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو لواطت کے گناہ پر پانچ طرح سے عذاب دیا تا کہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

الاھلاك: پوری قوم لوط کو ہلاک کر دیا گیا سوائے چند مؤمنین کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوطی عمل کرنے والے کو خلاف فطرت کام کرنے کی وجہ سے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کے زندہ رہنے سے اسکا مر جانا بہتر ہے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

قلب دیارھم علیھم: قوم لوط کی بستی کو ان پر الٹ دیا گیا۔ ابن قیم فرماتے ہیں۔

وَاِذَا بِدِيَارِهِمْ قَدِ اقْتَلَعَتْ مِنْ اَصْلِهَا وَرُفِعَتْ نَحْوَ السَّمَاءِ حَتّٰى سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ

''اور ان کے گھروں کو جڑ سے اکھاڑ کر آسمان کی طرف اتنا اونچا اٹھایا کہ فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہینگنے کی آواز سنی''

رجمھم بالحجارة: قوم لوط پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ لسان العرب میں سجل کے لفظ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

حِجَارَةٌ مِّنْ طِيْنٍ طُبِخَتْ بِنَارِ جَهَنَّمَ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا اَسْمَاءُ الْقَوْمِ وَ مَعْنٰى مَنْضُوْدٍ اَىْ مُتَتَابِعٌ يَتْبَعُ بَعْضُهٗ بَعْضاً

''اس مٹی سے بنے ہوئے پتھر جس کو دوزخ کی آگ پر پکایا گیا۔ اس پر لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور منضود کا معنی ہے پے در پے لگا تار''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی ایسی بارش برسائی کہ ان کے حاضر و غائب سب لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

حَتّٰى اَنَّ تَاجِرًا مِنْهُمْ كَانَ فِي الْحَرَمِ فَوَقَفَتْ لَهٗ حَجَرٌ يَوْماً حَتّٰى قَضٰى تِجَارَتَهٗ وَ خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ فَوَقَعَ عَلَيْهِ (روح المعانی:۸/۱۷۲)

''حتیٰ کہ ان میں سے کوئی تاجر حرم میں تھا تو اس کیلیے پتھر چالیس دن تک ٹھہرا رہا حتیٰ کہ وہ تجارت سے فارغ ہو کر حرم سے نکلا تو اس کو لگا''

عذاب کی شدت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لواطت سے بہت زیادہ نفرت ہے۔

الخسف بھم: پوری قوم کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ بتا دیا گیا کہ لوطی قوم کیلیے زمین کے اوپر والے حصے کی نسبت زمین کے اندر والا حصہ زیادہ بہتر ہے

التنکیل: اللہ تعالیٰ نے پوری قومِ لوط کا تفصیلی تذکرہ قرآن مجید میں فرما کر ان کو خوب رسوا کیا۔ کسی قوم کیلیے اتنے ہتک آمیز اور ذلت آمیز الفاظ کا استعمال نہیں کیا جتنا کہ قوم لوط کے بارے میں کیا گیا۔ لواطت اتنا بڑا جرم ہے کہ نرمی اور شفقت کو ایک طرف رکھ کر سختی اور شدت کی انتہا کر دی گئی۔ اس قدر عبرتناک عذاب اس لئے دیا گیا تا کہ دوسرے لوگ کانوں کو ہاتھ لگائیں اور اس گناہ کے بارے میں دل و دماغ میں خیال بھی نہ لائیں۔

زنا اور لواطت کا تقابلی جائزہ

زنا اور لواطت دونوں گناہ کبیرہ ہیں لیکن لواطت خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے زیادہ بڑا اور زیادہ برا گناہ ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	زنا	لواطت
(۱)	مرد اور عورت مل کر زنا کرتے ہیں۔	دو مرد آپس میں مل کر لواطت کرتے ہیں۔
(۲)	زنا اگرچہ گناہ ہے مگر مرد و عورت کا ملاپ فطرتی تقاضا ہے۔	لواطت فطرت انسانی کے خلاف ہے لہٰذا زیادہ برا کام ہے۔
(۳)	زانی اپنا مادہ تولید ایسی جگہ ڈالتا ہے جہاں سے نسل انسانی آگے بڑھتی ہے۔	لوطی اپنا مادہ تولید ایسی جگہ ڈالتا ہے جہاں پر بیج ضائع ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں
(۴)	زنا کے لیے قرآن مجید میں فاحشہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ نکرہ ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ زنا بھی گناہوں میں سے ایک گناہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انہ کان فاحشة وساء سبیلا	لواطت کے لئے قرآن مجید میں ''الفاحشة'' کا لفظ استعمال کیا گیا جو کہ معرفہ ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ اس جیسا گناہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اتاتون الفاحشة ما سبقکم بها من احد من العالمین
(۵)	حدیث پاک میں زانی پر ایک دفعہ لعنت کی گئی ہے۔	حدیث پاک میں لوطی پر تین دفعہ لعنت کی گئی ہے 'لعن الله من عمل عمل قوم ۔ لعن الله من عمل عمل لوط ۔ لعن الله من عمل عمل قوم لوط ۔
(۶)	زنا کرنے والے کو قرآن میں خبیث کا لقب دیا گیا ہے۔	قوم لوط کے لئے قرآن مجید میں متعدد برے لفظ استعمال کئے مثلاً فاسقین۔ انهم کانوا قوم سوء فاسقین (الانبیاء) مسرفون۔ بل انتم قوم مسرفون (الاعراف) مفسدین ۔قال رب انصرنی علی قوم المفسدین (العنکبوت) ظالمین ۔ انا مهلکوا اهل هذه القریة ان اهلها کانوا ظالمین (العنکبوت) عادون ۔ بل انتم قوم عادون

نمبر شمار	زنا	لواطت
(۷)	زانی کو رجم کرنے کے لئے انسانوں کو حکم دیا گیا۔	لوطی کو اللہ رب العزت نے پتھروں کی بارش برسا کر خود سنگسار کیا۔

نتیجہ: لواطت زنا کی بہ نسبت زیادہ گناہ ہے۔ اسی لئے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی نگران ایک طرف مرد و عورت کو جماع کرتا دیکھے اور دوسری طرف دو مردوں کو لواطت کرتا دیکھے تو اسے چاہیے کہ پہلے مردوں کو علیحدہ کرے اور گرفتار کرے۔ بعد میں مرد و عورت کو الگ کر کے گرفتار کرے۔ اس لئے کہ مرد و عورت کے جماع میں حلال کا امکان ہے شاید میاں بیوی ہوں یا مالک اور باندی ہوں۔ لیکن لواطت میں حلال کا امکان ہی نہیں ہے۔ زنا برا کام ہے تو لواطت بہت زیادہ برا کام ہے۔

لواطت اسلام کی نظر میں:

دین اسلام نے لواطت کو انتہائی ناپسندیدہ اور قبیح فعل سمجھا ہے۔ لوطی کے لئے کڑی سزائیں متعین کی ہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلاً اَوْ اِمْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا)) (ترمذی)

”اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی طرف دیکھیں گے ہی نہیں جو کسی مرد یا عورت کی دبر کی طرف سے آئے“

لواطت کے گھناؤنے پن کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ رب العزت لوطی کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں فرماتے۔ ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

((مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ))

(ابن حبان۔ ترمذی: ۱/۱۴۸۱ احمد)

”جب کسی کو قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو“

گویا لوطی عمل کرنے والے فاعل اور مفعول دونوں کو جینے کا کوئی حق حاصل نہیں رہا۔

بیوی سے لواطت:

دینِ اسلام نے میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جنسی ملاپ کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے عبادت کا درجہ دیا ہے لیکن خاوند کو منع کر دیا کہ وہ بیوی کی دبر میں جماع نہ کرے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِئْتِهَا عَلٰی كُلِّ حَالٍ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْفَرَجِ)) (رواہ احمد)

''تم اپنی عورت سے کسی طریقے سے بھی جماع کر سکتے ہو اگر وہ فرج میں ہو''

بیوی سے ہر طرح لطف اندوز ہو سکتے ہیں جبکہ دخول شرمگاہ میں کیا جائے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَ اتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ)) (رواہ احمد)

''آگے سے کرو یا پیچھے سے کرو لیکن دبر سے اور حائضہ عورت سے بچو''

معلوم ہوا کہ خاوند بیوی کے سامنے رخ سے جماع کرے یا پشت کی طرف سے کرے مگر پاخانہ کی جگہ میں اور حیض کی حالت میں دخول کرنے سے منع فرما دیا گیا ہے۔

نبی علیہ السلام سے ایک انصاریہ نے بیوی میاں کے ملاپ کے متعلق پوچھا تو فرمایا:

((صِمَاماً وَاحِداً۔ اَیِ الْفَرَجُ فَقَطْ)) (رواہ احمد والترمذی)

''ایک سوراخ میں ہونا چاہیے یعنی فرج میں''

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) (رواہ احمد ۵۸۶۵)

''لعنتی ہو وہ جو عورت سے دبر میں جماع کرے''

عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا کی وساطت سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلَّذِیْ یَأْتِیْ اِمْرَاَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا ھِیَ اللَّوَاطِیَۃُ الصُّغْرٰی)) (رواہ احمد)

''وہ جو عورت کے پاس اس کی دبر میں آتا ہے تو یہ چھوٹی لواطت ہے''

امام دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ سعید بن یسار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بیوی کے دبر میں جماع کرنا کیسا ہے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا:

ھَلْ یَفْعَلُ ذٰلِکَ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سنن دارمی)

''کیا یہ مسلمانوں میں سے کسی نے کیا ہے''

لوطی کی سزا:

قرآن مجید میں لواطت کے مرتکب ہونے والوں کے متعلق فرمایا گیا۔

﴿وَالَّذٰنِ یَأْتِیٰنِھَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْھُمَا﴾

''تم میں سے جب دو مرد بدفعلی کریں تو انہیں خوب سزا دو''

نبی علیہ السلام نے لواطت کے گھناؤنے پن کو کئی احادیث میں واضح فرمایا اور ساتھ اپنی امت کے بارے میں خطرے کا بھی اظہار فرما دیا

((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ)) (جمع الفوائد)

''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ قوم لوط کے عمل کا خطرہ ہے''

اس برائی کا قلع قمع کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

((مَنْ وَجَدْتُّمُوْہُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِہٖ))

(ابن حبان۔ترمذی:۱/۱۴۸احمد)

''جو شخص کہ تم پاؤ اس کو قوم لوط والا عمل کرتا پس فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو''

اس حدیث پاک کی بنا پر فقہائے کرام میں اس بات پر تو اجماع ہے کہ لوطی فاعل اور مفعول دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ لیکن کس طرح قتل کیا جائے اس طریقہ کار میں دو قول ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ زنا اور لواطت میں، بڑا فرق ہے۔ زنا پر حد مقرر ہے جبکہ لواطت پر مقرر نہیں۔ اس لئے لوطی کو زیادہ دردناک اور سخت سزا دی جانی چاہیے۔ چاہے پہاڑ سے گرا دیا جائے یا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال کر کچل دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ایک لوطی کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سزا جاری کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، خالد بن زید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن معمر زہری، اسحاق بن راہویہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں کہ لوطی کی سزا زانی کی نسبت زیادہ سخت ہونی چاہیے۔

دوسری جماعت کا قول ہے کہ جو زانی کی سزا شریعت میں متعین ہے وہی لوطی کی بھی ہونی چاہیے۔ ان میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

معلوم ہوا کہ لواطت کا فعل قتل کے فعل سے بھی زیادہ برا ہے اس لئے کہ اگر مقتول کا وارث چاہے تو قاتل کو قتل سے بچا سکتا ہے۔ مگر لوطی کے لئے قتل سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

شریعت محمدیہ کا حسن و جمال:

شرع شریف کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جس سوراخ سے شیطان

حملہ آور ہوسکتا ہے اسے بند کر دیا گیا۔ جس منزل پہ نہیں جانا اس راستے پر پہلا قدم اٹھانے سے ہی روک دیا۔ مثلاً لواطت سے منع کرنا مقصود تھا لہٰذا بے ریش لڑکوں کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے سے روک دیا۔ لڑکپن کی عمر میں جسم بھی نرم و نازک ہوتا ہے اور مرد کے ساتھ رہنے میں قباحت بھی محسوس نہیں ہوتی لہٰذا گناہ میں پڑنا بھی آسان ہوتا ہے۔

بے ریش لڑکے کو دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَحِدَّ الرَّجُلُ النَّظَرَ اِلَی الْغُلَامِ الْاَمْرَدِ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ انسان کسی بے ریش لڑکے کی طرف نگاہ ڈالے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُجَالِسُوْا أَبْنَاءَ الْمُلُوْكِ فَاِنَّ الْاَنْفُسَ تَشْتَاقُ اِلَیْهِمْ مَالَا تَشْتَاقُ اِلَی الْجَوَارِیَ الْعَوَاتِقِ (ذم الھوی: امام ابن جوزی)

''تم امیر زادوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو کیونکہ نفس ان سے ایسی چیز کی خواہش کرتے ہیں جس کی خوبصورت لونڈیوں سے بھی نہیں کرتے''

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

فَاِنِّیْ أَرَیٰ مَعَ اِمْرَأَةٍ شَیْطَانًا وَمَعَ کُلِّ صَبِیٍّ بِضْعَةَ عَشَرَ شَیْطَانًا (مفتاح الخطابہ: ۲۱۷)

''عورت کے ساتھ ایک شیطان دکھائی دیتا ہے مگر لڑکے کے ساتھ دس سے زیادہ شیطان نظر آتے ہیں''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''مالدار لوگوں کے لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اپنی شکل وصورت اور لباس وپوشاک سے سراپا فتنہ ہوتے ہیں ایسا فتنہ کہ بعض اوقات عورتوں سے بڑھ کر فتنہ ثابت ہوتے ہیں''

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار میں لکھتے ہیں۔

فَاِنَّہٗ یَحْرُمُ النَّظْرُ اِلٰی وَجْھِھَا وَوَجْہِ الْاَمْرَدِ اِذَا شَکَّ فِی الشَّھْوَۃِ

''جنسی میلان کا خطرہ ہوتو عورت اور بے ریش لڑکے کے چہرے پر نظر ڈالنا حرام ہے'' (ردالمحتار حاشیہ: ۱/۲۵۸)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر لڑکا خوبصورت ہوتو عورت کے حکم میں ہے گویا سر سے پاؤں تک اس کا جسم چھپانے کے قابل ہے۔ محدث ابن القطان فرماتے ہیں:

قَالَ اِبْنُ الْقَطَّانِ اِجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ یَحْرُمُ النَّظْرُ اِلٰی غَیْرِ الْمُلْتَحٰی بِقَصْدِ التَلَذُّذِ وَتَمَتُّعِ الْبَصَرِ بِمَا سَنَّہٗ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی جَوَازِہٖ بِغَیْرِ قَصْدِ اللَّذَّۃِ وَالنَّاظِرُ مَعَ ذَالِکَ اٰمِنَ الْفِتْنَۃَ (ردالمختار ۲۸۵)

''ابن القطان فرماتے ہیں کہ جس لڑکے کی داڑھی نہیں نکلی۔ لطف اندوز ہونے اور خوبصورتی سے لذت پانے کی نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ اگر لذت مقصد نہ ہو اور دیکھنے والا فتنے سے مامون ہوتو جائز ہے''

شہوت کی تفسیر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت اچھے انداز میں کی ہے۔

اِنَّھَا مَیْلُ الْقَلْبِ مُطْلَقًا

''دل کے میلان کا نام شہوت ہے''

حضرت ابوسہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عنقریب اس امت میں ایک قوم ہوگی جن کو لونڈے باز کہا جائے گا۔ ان کی تین قسمیں ہوں گی۔

(۱) ایک قسم صرف حسین لڑکوں کو دیکھنے والی ہوگی

(۲) دوسری ان سے ملاقات ومصافحہ کرے گی

(۳) تیسری ان سے بدفعلی کرے گی

بے ریش کے بارے میں اکابر کا طرز عمل:

⊙......حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سماع حدیث کیلئے بے ریش لڑکوں کو اپنی مجلس میں بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہشام بن عمار جو اس وقت بے ریش تھے لوگوں کے مجمع میں چھپ کر بیٹھ گئے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سولہ حدیثیں سن لیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان کو بلایا اور سولہ درے مارے۔

⊙......حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث سننے کے لیے پہلی مرتبہ تشریف لائے تو ابھی بے ریش تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کہا کہ آپ میرے سامنے نہیں پشت کی طرف بیٹھ کر درس حدیث سنا کریں۔ چنانچہ کئی برس تک وہ پشت کی جانب بیٹھ کر درسِ حدیث سنتے رہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط کا یہ عالم کہ اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کوئی حدیث مبارک سنا رہے تھے کہ ان کا سایہ دیوار پر پڑ رہا تھا۔ ان کے سائے کو دیکھ کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اندازہ ہوا کہ ان کی داڑھی آچکی ہے پھر ان کو سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ سبحان اللہ اس معاملہ میں اکابر اتنی احتیاط کیا کرتے تھے۔

⊙......حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا میرا بھانجا ہے۔ فرمایا اسے دوبارہ ہمارے پاس نہ لانا اور خود بھی اسے ساتھ لے کر بازار کے چکر نہ لگانا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کو تمہارے متعلق برا گمان کرنے کا موقع مل جائے۔

⊙......حضرت شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے تیس شیوخ کے پاس رہا ہوں جو ابدال کے درجے پر تھے۔ ان سب نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تم بے ریش لڑکوں کی صحبت سے بچے رہنا۔

⊙......حضرت امام یحی رحمۃ اللہ علیہ بن معین کے ایک شاگرد محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائی۔ حضرت محمد بن ابی القاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمارے ساتھ ایک نوعمر لڑکا تھا جو ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم میرے سامنے سے اٹھ جاؤ اور میری پشت کی طرف بیٹھو۔

دو مردوں کا ایک بستر پر لیٹنا:

اسی احتیاط کی وجہ سے دو مردوں کا ایک چادر میں لیٹنا منع کر دیا گیا۔ ارشاد نبوی ہے۔

((لَا يَغْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ)) (مسلم۔ مشکوٰۃ)

''ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے''

اس حدیث پاک کی روشنی میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ مُضَاجَعَةَ الرَّجُلِ وَاِنْ كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِيْ جَانِبٍ مِّنَ الْفِرَاشِ)) (تفسیر کبیر:۶/۲۵۹)

''دو مردوں کا اکٹھا سونا جائز نہیں اگر چہ دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ لیٹیں''

اسی لیے بچے دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو ارشادِ نبوی ((فَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) کے مطابق بستر الگ کر دینے چاہئیں۔

لواطت کے نقصانات:

عقل و نقل کی روشنی میں لواطت کے نقصانات کی تفصیل درج ذیل ہے:

عورت سے نفرت:

لوطی شخص چونکہ خلافِ فطرت عمل کر کے خوش ہوتا ہے، لہٰذا وہ عقلِ سلیم اور فطرت سلیمہ سے عاری ہو جاتا ہے۔ اسے عورت کی بجائے لڑکوں میں زیادہ رغبت محسوس ہوتی ہے۔ لواطت کی کثرت سے بعض اوقات مرد اپنی بیوی سے جماع کے قابل بھی نہیں رہتا۔ اس لئے گھر اجڑتے ہیں۔ لوطی کی بیوی نہ تو مطلقہ کہی جاسکتی ہے نہ ہی شادی شدہ کہی جاسکتی ہے۔ اس کے دل کو سکون کیسے نصیب ہوسکتا ہے جبکہ خاوند کو بیوی میں کشش ہی محسوس نہیں ہوتی۔ ایسے حالات میں بیوی کو گھر میں رکھنا زندہ درگور کرنے کے مترادف ہے۔

نسل کشی کا گناہ:

لوطی شخص اپنے نطفہ کو ایسی جگہ ڈالتا ہے جہاں نسل بڑھنے کا امکان ہی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا لوطی اللہ رب العزت کی دی ہوئی امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ لواطت کے گناہ کے ساتھ ساتھ اس کو نسل انسانی ضائع کرنے کا گناہ بھی ہوتا ہے۔

جنسی تسکین سے محروم:

اللہ رب العزت نے عورت کی شرمگاہ کو مرد کی شہوت پورا ہونے کے لیے محل کامل بنایا ہے۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو عورت کی فرج میں مرد کا نطفہ آتا ہے جبکہ مرد کے عضو خاص میں بھی عورت کے جسم سے ایسا مائع جذب ہوتا ہے جو مرد کو جنسی طور پر تسلی و تسکین دے دیتا ہے۔ اسی لیے عورت سے کئی مرتبہ جماع کرنے سے بھی

اتنی کمزوری محسوس نہیں ہوتی جو غیر فطری طریقے سے ایک دفعہ شہوت پوری کرنے سے محسوس ہوتی ہے۔ یوں سمجھیں کہ عورت مرد کی غذا ہے لوطی شخص وقتی طور پر شہوت کو پورا کر بھی لے پھر بھی اس کے اندر جنسی پیاس رہے گی، طبیعت میں اضطراب اور بے چینی رہے گی۔ سکون نام کی کیفیت لواطت سے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ جبکہ عورت کے ساتھ جماع کرنے سے تسکین کامل نصیب ہوتی ہے۔ سچے پروردگار کے سچے کلام کی گواہی ہے۔

﴿اِنَّ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا﴾

''تم میں سے تمہارے جوڑے بنائے تا کہ تم اس سے سکون پاسکو''

اعصابی کمزوری:

لواطت غیر فطری عمل ہونے کی وجہ سے اعصابی کمزوری کا سبب بنتا ہے توانائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ خون کی کمی ہو جاتی ہے۔ لوطی شخص کو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اس کے جسم کو کسی نے نچوڑ دیا ہے۔ تھکاوٹ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔

حافظہ کمزور:

لوطی شخص کی قوت حافظہ بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ اول تو کچھ یاد ہی نہیں رہتا اگر کر بھی لے تو جلدی بھول جاتا ہے۔ لواطت کے مرتکب ہونے والے نوجوان طالبعلم اگر محنت کوشش سے سبق یاد بھی کر لیں تو سناتے وقت یا لکھتے وقت ایسے بھول جاتے ہیں جیسے سبق یاد ہی نہیں کیا تھا۔

چہرہ بے نور:

لوطی شخص کے چہرے کی رعنائی اور چمک ختم ہو جاتی ہے۔ جوانی میں چہرے پر

جھریاں پڑنے لگ جاتی ہیں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بن جاتے ہیں۔ چہرے کی جاذبیت اور کشش نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے۔

عضوِ خاص کی خرابی:

لواطت کی وجہ سے مرد کے عضو خاص میں ٹیڑھا پن آجاتا ہے۔ بعض اوقات پھوڑا بھی بن جاتا ہے۔ آتشک اور سوزاک جیسی موذی بیماریاں اسی فعل بد کی وجہ سے لگتی ہیں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے انسان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے

لاعلاج پریشانی:

لوطی شخص کے اندر لڑکوں یا مردوں کو دیکھ کر شہوت بیدار ہو جاتی ہے جبکہ زانی شخص میں عورت کو دیکھ کر شہوت بھڑکتی ہے۔ زانی کے لئے عورت سے پردہ کرنا اور دور رہنا آسان ہے مگر لوطی کے لیے مردوں سے دور رہنا مشکل کام ہے۔ لہٰذا لوطی کی پریشانی لا علاج ہے جہاں بھی جائے بیٹھنا اٹھنا رہنا سہنا سب مردوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ حتی کہ نماز پڑھنے مسجد میں جائے تو لوگوں کے دل خشیت الٰہی سے بھرے ہوتے ہیں جبکہ لوطی کی نظر کسی مرد پر پڑنے سے اسکا دل شہوت سے لبریز ہوتا ہے نماز باجماعت کے وقت اگلی صف میں مرد کو رکوع سجدہ کرتا دیکھ کر عضو خاص میں تناؤ آجاتا ہے۔

علامہ اقبال نے صحیح کہا ہے:

؎ میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

حیوان سے بدتر:

لوطی شخص ایک ایسا عمل کرتا ہے جو حیوان بھی نہیں کرتے لہٰذا وہ حیوان سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ لواطت کا اثر انسانی اخلاق پر بہت برا پڑتا ہے اس لیے لوطی لوگوں سے میل ملاپ کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔

لاعلاج بیماری:

لوطی شخص کو ایڈز جیسی مہلک بیماری لگ جاتی ہے جسکا ابھی تک کوئی علاج بھی نہیں ہے۔ یہ بیماری اس سے اس کی بیوی کو بھی لگ سکتی ہے۔ آئندہ اولاد میں بھی اس بیماری کے بداثرات منتقل ہو جاتے ہیں۔ لواطت کی وجہ سے آخرت کا عذاب تو ہوگا ہی سہی یہ دنیا کا عذاب بھی کیا کم ہے۔ ایڈز والا شخص تو زمین پر چلتی پھرتی لاش کی مانند ہوتا ہے۔

لاعلاج نجاست:

لواطت ایسی گندی بیماری کہ اس سے لوطی روحانی طور پر دائمی نجس ہو جاتا ہے۔

محدث ابن ابی الدنیا نے مجاہد سے نقل کیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْ یَعْمَلُ ذٰلِکَ الْعَمَلَ لَوِ اغْتَسَلَ بِکُلِّ قَطْرَۃٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَکُلِّ قَطْرَۃٍ مِّنَ الْاَرْضِ لَمْ یَزَلْ نَجَساً

”جو کوئی یہ عمل کرے وہ اگرچہ آسمان وزمین کے ہر قطرے سے غسل کر لے پھر بھی ہمیشہ کے لیے نجس رہے گا“

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح اسناد کے ساتھ منقول ہے:

لَوْ اَنَّ لُوْطِیًّا اِغْتَسَلَ بِکُلِّ قَطْرَۃٍ مِّنَ السَّمَاءِ لَقِیَ اللّٰہُ غَیْرَ طَاھِرٍ

”اگرچہ لوطی آسمان کے ہر قطرے سے غسل کرلے پھر بھی اللہ تعالیٰ کو ناپاک ہی ملے گا“

اس سے بڑی ذلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوطی شخص زمین وآسمان کے سب پانی سے بھی غسل کر لے تب بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے نجس حالت میں پیش ہوگا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں اسکی وجہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ الْمَاءَ لَا یُزِیْلُ عَنْہُ ذٰلِکَ الْاِثْمَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ اَبْعَدَہٗ عَنْ رَبِّہٖ

”بے شک نہیں زائل کرتا پانی اس سے اس بڑے گناہ کو جس نے اس کو اس

کے رب سے دور کر دیا"

اسی لیے لوطی شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دیکھنا بھی گوارا نہ کریں گے۔ حدیث پاک میں ہے:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوْ اِمْرَأَۃً فِیْ دُبُرِھَا)) (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی طرف دیکھیں گے ہی نہیں جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا عورت کی دبر کی طرف سے آئے"

برا خاتمہ برا انجام:

لوطی شخص اگر لواطت سے سچی توبہ نہ کرے تو اسے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی بھی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَتَی النِّسَاءَ فِیْ اَعْجَازِ ھِنَّ فَقَدْ کَفَرَ)) (رواہ الطبرانی)

"جو عورتوں کے ساتھ لواطت کرے اس نے کفر کیا"

دوسری حدیث پاک میں ہے:

((مَنْ اَتٰی حَائِضاً اَوْ اِمْرَأَۃً فِیْ دُبُرِھَا اَوْ کَاھِنًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ))

"جو حائضہ یا اپنی عورت کے دبر میں آتا ہے یا کاہن کے پاس جاتا ہے بے شک اس نے کفر کیا اس سے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے"

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لواطت اتنا بڑا گناہ ہے کہ برا خاتمہ اور برے انجام کا ڈر رہتا ہے۔ علامہ ابن قیم نے الجواب الکافی میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو خوبصورت لڑکے سے محبت تھی۔ جبکہ لڑکے کو اس شخص سے نفرت تھی۔ وہ شخص اسی نفسانی محبت میں ایسا پھنسا کہ بیمار ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ اسکا محبوب لڑکا "اسلم" اس

کے پاس آجائے مگر وہ نہ آیا۔ جب اس پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے تو اس نے شعر پڑھے۔

"اسلم" یا راحة العليل

و یا شفاء المدنفِ النحيلِ

رضاك اشهیٰ الی فؤادی

من رحمةِ الخالقِ الجليلِ

"اسلم! اے بیمار کی راحت! اور اے کمزور اور لاغر شخص کی شفا، میرے دل کو تیری رضا کی زیادہ چاہت ہے بہ نسبت خالق جلیل کی رحمت کے"

جب قریب والے شخص نے اس سے کہا "اتق الله" (اللہ سے ڈر) اس نے کہا "قد كان" (ایسا ہی ہے) اور اس کی روح نکل گئی۔ اللہ تعالیٰ برے خاتمہ سے محفوظ فرمائے آمین۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق لکھا ہے:

ان هٰذَا الْمَرَضَ وَهٰذَا الْعِشْقَ تَارَةً يَكُوْنُ كُفْراً كَمَنِ اتَّخَذَ مَعْشُوْقَهٗ نِدًّا يُحِبُّهٗ كَمَا يُحِبُّ اللّٰهُ

"یہ مرض اور یہ عشق کبھی کفر کی طرح ہوتا ہے جیسے کہ وہ اپنے معشوق کے بلانے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرح محبوب رکھتا ہے"

لوطی شخص کے لیے چند اشعار بھی انہوں نے لکھے ہیں:

فیا ناطی الذکران بینکم البشری

فیوم معاد الناس ان لکم اجرا

"اے ٹکرانے والو اپنی شرمگاہوں کو! تمہیں بشارت ہو کہ لوگوں کے لوٹنے کے دن تمہارے لیے اجر ہے"

کلوا واشربوا وازنوا ولوطوا وابشروا

فان لکم زنا الی الجنة الجرا

''کھاؤ پیو اور زنا کرو اور خوش ہو جاؤ! بے شک تمہارے زنا تمہیں اس جنت تک پہنچانے والے ہیں''

فاخوانکم قد مهدوا الدار قبلکم

وقالو الینا عجلوا لکم بشرا

''بے شک تمہارے بھائیوں نے تم سے پہلے گھر بنا لیے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف آنے میں جلدی کرو تمہارے لئے بشارت ہے''

وها نحن اسلاف لکم فی انتظارکم

سیجمعنا الجبار فی ناره الکبرایٰ

''اور یہ کہ ہم تم سے پہلے والے ہیں، تمہارے انتظار میں ہیں عنقریب وہ ہمیں جمع کرے گا بڑی آگ میں''

فلا تحسبوا ان الذین نکحتموا

یغیبون عنکم بل ترونهم جهرا

''پس نہ گمان کرو کہ جن سے تم نے جماع کیا تھا وہ غائب ہوں گے۔ نہیں بلکہ تم ان کو سامنے دیکھو گے''

و یلعن کل منکما لخلیله

و یشعی به المخزون فی الکرة الاخریٰ

''اور تم میں سے ہر ایک لعنت کرے گا اپنے دوست کو......''

یعذب کل منهما بشریکه

کما اشترکا فی لذة توجب الوزرا

''پھران دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے شریک کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ جیسے کہ وہ دونوں ایک ایسی لذت میں شریک تھے جو گناہ کو واجب کرتی ہے''

(الجواب الکافی ۱۹۷۔۱۹۸)

السحاق:

جب دو عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ ملاپ کر کے اپنی شہوت کو پورا کریں تو اسے سحاق کہتے ہیں۔ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِذَا اَتَتِ الْمَرْأَۃُ فَھُمَا زَانِیَتَانِ))

''پس جب عورت عورت کے پاس آئے تو وہ دونوں زنا کرنے والیاں ہیں''

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((سِحَاقُ النِّسَاءِ زِنَا بَیْنَھُنَّ))

''عورت کا عورت سے گناہ کرنا ان کا آپس میں زنا ہے''

اگر چہ اس عمل پر زنا کرنے کا گناہ ہوگا مگر اس پر تعزیر کی سزا دی جائے گی حد جاری نہیں ہوگی۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جس طرح کوئی مرد کسی عورت سے بغیر دخول کے بوس و کنار کر کے اپنی شہوت کو پورا کر لے۔ یہ عمل بھی قوم لوط سے شروع ہوا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اِنَّمَا حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی قَوْمِ لُوْطٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اسْتَغْنَی النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ (دُرِّ منثور:۳/۱۰۰)

''بے شک یہ بات درست ہے قوم لوط علیہ السلام کے بارے میں کہ عورتیں عورتوں کے ساتھ اور مرد مردوں کے ساتھ مطمئن تھے''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابی حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن علی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی عورتوں کو مردوں کی وجہ سے عذاب دیا۔ انہوں نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَعْدَلُ مِنْ ذَالِکَ اِسْتَغْنَی الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ

(بیہقی۔ ابن عساکر)

''اللہ بڑے انصاف کرنے والے ہیں ان سے کہ مرد مردوں کی وجہ سے اور عورتیں عورتوں کی وجہ سے مستغنی تھیں''

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

لٰکِنْ لَا یَجِبُ فِیْہِ الْحَدُّ اَیْ فِیْ اِسْحَاقِ لِعَدَمِ الْاِیْلَاجِ وَاِنْ اُطْلِقَ عَلَیْھِمَا اِسْمُ الزِّنَا الْعَامِ کَزِنَی الْعَیْنِ وَالْیَدِ وَالرِّجْلِ وَالْفَمِ (الجواب الکافی ۲۰۱)

''لیکن اس میں حد واجب نہیں یعنی سحاق میں دخول نہ ہونے کی وجہ سے۔ اگرچہ ان دونوں پر زنا کا لفظ بولا جاتا ہے جیسے آنکھ کا زنا، ہاتھ کا زنا پاؤں کا زنا اور منہ کا زنا''

اس سے ثابت ہوا کہ شرع شریف نے ظاہری طور پر دخول ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حد جاری ہونے کا حکم نہیں دیا۔ لیکن قضائے شہوت کی نظر سے دیکھا جائے تو ایک عورت دوسری عورت کے ذریعے اپنی جنسی پیاس بجھاتی ہے۔ اس کے جسم سے خارج ہونے والی منی ضائع ہو کر انسان کی نسل کشی کا ذریعہ بنتی ہے۔

یہ شہوت پرستی کا راستہ عورت کی آنکھ سے شرم اور دل سے حیا کو ختم کر دیتا ہے۔ جس عورت کو شرم وحیا کا مجسمہ ہونا چاہیے تھا وہ دوسری عورتوں یا لڑکیوں کو برے راستے پر لانے کا سبب بنتی ہے، شیطان کی منشا پورا کرتی ہے۔ جس طرح بدکردار مرد عورتوں کو پھنسانے کے چکر میں رہتے ہیں اسی طرح یہ عورت کسی لڑکی کو جال میں پھنساتی ہے۔ دوسری لڑکی کو دیکھ کر اس کے اندر شہوت کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے اور یہ فاعلہ بن کر اپنی مستی اتارتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ (المعارج)
''پس جو اس کے علاوہ کو چاہے پس وہی حد سے بڑھنے والے ہیں''

زنا کی چوتھی قسم

جانور سے زنا

انسان اپنے غلبہ شہوت میں اسقدر مغلوب الحال ہو جاتا ہے کہ وہ جانور سے زنا کر لیتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ)) (طبرانی۔حاکم)
''لعنت کی گئی ہے اس شخص پر جو جانوروں کے پاس آتا ہے (یعنی فعل حرام کرتا ہے)''

جانور سے زنا کرنا لواطت سے بھی بڑا گناہ ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَارَيْبَ اَنَّ الزَّاجِرَ الطَّبْعِيَّ عَنْ اِتْيَانِ الْبَهِيْمَةِ اَقْوٰى مِنَ الزَّاجِرِ الطَّبْعِيِّ عَنِ الْقُلُوْطِ (الجواب الکافی ۲۰۱)
''بے شک جانور سے زنا کرنے کا عذاب لواطت کرنے کے عذاب سے بھی زیادہ سخت ہے''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے:

((مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهٗ)) (احمد ۲۴۲۰۔ابوداؤد: ۴۴۶۴)
''جس شخص نے جانور کے ساتھ بدفعلی کی اس کو قتل کر دو''

اس معاملے میں علمائے کرام کے دو قول ہیں۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس پر زانی کی حد جاری ہونی چاہیے۔ دوسری جماعت کا قول ہے کہ اس کو لوطی کی سزا ملنی چاہیے۔ بہر حال جو بھی ہو یہ عمل قابل سزا ہے۔

باب ۷

زنا کے نقصانات

برائی کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے بلکہ برائی جتنی بڑی ہوگی انجام اتنا ہی زیادہ برا ہوگا۔ زنا کار انسان چونکہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے لہذا اسے کئی طرح کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی والا معاملہ پیش آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون جزا و سزا اسے بالآخر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً ا يُّجْزَ بِهٖ

''جو برائی کرے گا وہ سزا پائیگا''

درج ذیل میں زانی کو پیش آنے والے متعدد نقصانات کی تفصیل پیش کی جاتی ہے

(الف) معاشی نقصانات

زانی کو معاشی نقطہ نظر سے مختلف طرح کی پریشانیاں گھیر لیتی ہیں۔ مثلاً

(۱) بے برکتی:

زنا کے ارتکاب کی وجہ سے زانی برکتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ تقوی

پرہیز گاری کی وجہ سے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف:۹۶)

''اگر یہ بستیوں والے ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکات کو کھول دیں''

رزق میں بے برکتی ہونے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زانی اپنا مال پانی کی طرح بھی بہا دے تو بھی اس کے کام سمٹتے نظر نہیں آتے۔ ایسے لوگ کروڑوں پتی ہونے کے باوجود مقروض رہتے ہیں۔ کبھی بندوں کا قرض دینا ہوتا ہے کبھی بینکوں کا قرض دینا ہوتا ہے۔ لاکھوں کمانے کے باوجود انہیں سمجھ ہی نہیں آتی کہ پیسہ کہاں جارہا ہے۔ مال آتا نظر آتا ہے جاتا نظر نہیں آتا۔ سب کچھ ہونے کے باوجود خرچے پورے نہیں ہوتے۔ کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ والا معاملہ پیش آتا ہے۔

(۲) رزق میں تنگی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ (طہٰ:۱۲۴)

''جس شخص نے میری یاد سے منہ موڑا اس کے لئے رزق میں تنگی کردی جائیگی''

زانی چونکہ احکامِ خداوندی سے اعراض کرتا ہے لہٰذا اکثر اوقات اس کی معیشت کو تنگ کردیا جاتا ہے۔ حلال رزق کی کمی ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ حرام کمائی کے دروازے کھول لیتا ہے۔ پھر حرام کی کمائی سے حرام کام کرتا پھرتا ہے۔ کتنے لوگوں کی مثالیں سامنے ہیں کہ کھاتے پیتے یا عزت دار گھرانے کے چشم و چراغ تھے جوانی میں قدم رکھا تو شہوت کے طوفان کو روک نہ سکے۔ زنا کے مرتکب ہونے لگے۔ ایسا زوال آیا

کہ بینک بیلنس ختم ہو گئے۔ جائیدادیں بک گئیں۔ سر چھپانے کی جگہ بھی نہ رہی باپ جس شہر کا سیٹھ اور نواب سمجھا جاتا تھا۔ بدکار زانی بیٹا اسی شہر کی گلیوں میں بھیک مانگتا اور صدا لگاتا پھرتا ہے۔ کہ

اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

(۳) کامیابی کے راستے بند:

زانی اگر اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے تو وقت کے ساتھ ساتھ اس پر کامیابی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اسکا ہر کام ادھورا رہتا ہے۔ سارا دن محنت و مشقت میں گزارنے کے باوجود اسے اپنے کام سمٹتے نظر نہیں آتے۔ جب بھی کوئی کام مکمل ہونے کے قریب آتا ہے کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیش آجاتی ہے۔ کبھی کاروبار کی Deal مکمل نہیں ہوتی۔ کبھی بیٹوں کے رشتے طے نہیں ہوتے۔ جس کام میں ہاتھ ڈالے وہی کام ادھورا رہ جاتا ہے۔ خود کہتا ہے ایک وقت تھا میں مٹی کو ہاتھ لگاتا تھا سونا بن جاتی تھی آج سونے کو ہاتھ لگاؤں تو وہ مٹی بن جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ رزق باندھ دیا ہے۔ رشتے باندھ دیئے ہیں۔ حالانکہ کسی نے کچھ نہیں کیا ہوتا اس کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کامیابی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔

(۴) مصائب و آلام:

زانی اگر زنا کا عادی بن جائے تو اس پر مصائب و آلام کی بارش ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ :۳۰)

''جو تم کو مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے''

جس طرح تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو اسکے دانے تواتر سے نیچے گرتے ہیں ایسے

ہی زنا کار پر اوپر نیچے مصائب و آلام کی بھرمار ہو جاتی ہے۔ جب پوچھا جائے کہ کیا حال ہے جواب ملتا ہے۔ **Life is very difficult**

''زندگی بہت دشوار ہے''

گویا زنا کار اپنی زبان سے اعتراف کرتا ہے کہ زندگی کانٹوں کی سیج ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم:۳۳)

''اس طرح ہے عذاب اور آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو بیعت عام ہونے کے بعد آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس میں مصیبت کو پھیلا دیتا ہے''

(۵) خشک سالی:

اگر کسی آبادی میں زنا کاری عام ہو جائے تو اس کے اجتماعی بد اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

((مَامِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ)) (رواہ احمد، مشکوٰۃ)

''جب کسی قوم میں زنا پھیل پڑتا ہے تو اسے قحط سالی کی مصیبت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے''

کہیں بارشیں بند ہو جاتی ہیں اور کہیں پانی کی سطح زمین میں کم ہو جاتی ہے۔ اگر سبزی پھل ہو بھی جائیں تو بیماریوں کا حملہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ فصل کی برداشت بہت زیادہ گھٹ جاتی ہے۔ ہر طرف مہنگائی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ پھولوں میں خوشبو نہیں رہتی۔ پھلوں میں ذائقہ نہیں رہتا بندوں میں وفا نہیں ملتی۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے کسی نے چیزوں کے اندر سے اصل روح کو نکال دیا ہے۔

یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانے کی پھر گئی
کہیں گل کھلے بھی تو بو نہیں کہیں حسن ہے تو وفا نہیں

(ب) معاشرتی نقصانات

زنا کے معاشرتی نقصانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) عوام سے وحشت:

زانی کے دل میں عوام الناس سے وحشت پیدا ہو جاتی ہے زانی کا لوگوں میں میل ملاپ بہت کم ہو جاتا ہے اسے تنہائی بے چین کرتی ہے جبکہ محفلوں میں بھی بیٹھنے کو دل نہیں کرتا۔ کسی شاعر نے صورتحال کی نشاندہی خوب کی ہے۔

باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لے جا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

زانی کی زندگی نارمل نہیں گزرتی وہ لوگوں سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ بقول شخصے۔

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہمنوا کوئی نہ ہو اور راز داں کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمار دار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

(۲) آباد گھر برباد:

زنا کاری کی وجہ سے اکثر و بیشتر آباد گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ زنا کار خاوند کیلئے اپنی بیوی میں کشش نہیں رہتی حالانکہ اس کے پاس حسن و جمال کی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح

زانیہ بیوی اپنے خاوند اور گھر داری پر توجہ نہیں دیتی۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آباد اور ہنستے بستے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ جس گھر کے گلشن پر بہار کی تازگی ہوتی ہے اس پر خزاں کے سائے دراز ہو جاتے ہیں۔ جب حالات کھلتے ہیں تو طلاق تک نوبت آجاتی ہے۔

زانی تمہیں اس موڑ پہ لے آئیں گے حالات
ہنسنا تو بڑی بات ہے تم رو نہ سکو گے

(۳) ذلت ورسوائی:

زنا کار اپنے ہاتھوں سے اپنی عزت خاک میں ملا بیٹھتا ہے۔ نہ خالق کی نگاہ میں قدر رہتی ہے۔ نہ مخلوق کی نگاہ میں رہتی ہے۔ لوگ سامنے جی حضور بھی کریں تو پیٹھ پیچھے کیا الزام دھرتے ہیں۔ شادی شدہ انسان زنا کاری کرے تو اس کی اپنی اولاد اسکی عزت نہیں کرتی۔

قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں آیا ہے:

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً﴾ (الحجر: ۷۴)

''ہم نے اس کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا اور اس پر پتھروں کی بارش کر دی''

دنیا میں یہ سزا کا انتہائی درجہ ہے کہ ان پر پتھروں کی بارش کی گئی اور اوپر کے حصے کو نیچے کر دیا گیا۔ ابتدا اسکی یوں ہوتی ہے کہ انسان زنا کاری کی وجہ سے عزت کی بجائے ذلت اور بلندی کی بجائے پستی کا شکار ہوتا ہے اور ہر طرف سے اس پر طعن و تشنیع کی بارش ہوتی ہے۔ بقول

یونہی ذرا خموش جو رہنے لگے ہیں ہم
لوگوں نے کیسے کیسے فسانے بنا لیے

اگر کوئی کنوارے پن کی حالت میں زنا کرے تو اس کے ساتھ بڑوں کو بھی ذلت کا

سامنا کرنا پڑتا ہے۔قرآن مجید میں اسکا ثبوت ملتا ہے۔ جب بی بی مریم علیہاالسلام اپنے بیٹے کو لیکر قوم کی طرف آئی تو لوگوں نے کہا

﴿يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا﴾

(مریم:۲۸)

”اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا نہیں تھا اور نہ تیری ماں بدکردار تھی“

دیکھیے الزام تو بی بی مریم علیہاالسلام پر تھا مگر قوم نے ماں باپ اور بھائی کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔اسی طرح عمل چھوٹے کرتے ہیں مگر طعنے بڑوں کو بھی ملتے ہیں۔انہیں گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہونا پڑتا ہے۔

دوسری مثال پہ غور کیجیے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بدکاری سے منع کیا۔قوم باز نہ آئی اور گناہ کا ارتکاب کرتی رہی۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آ گیا اس معاملے میں حضرت لوط علیہ السلام تو بری الذمہ تھے انہوں نے قوم کو سمجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔مگر اس سب کچھ کے باوجود جب بعد میں آنے والوں نے حالات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مرد کا مرد کے ساتھ جنسی گناہ کرنے کا نام لواطت یا لوطی عمل رکھ دیا۔

(۴) نسب پہ دھبہ:

زنا کے نتیجے میں اگر عورت حاملہ ہو جائے تو حرام بچہ جننے کی وجہ سے ایک گھرانے کی نہیں بلکہ خاندان کی عزت خاک میں مل جاتی ہے۔نسب پہ دھبہ لگ جاتا ہے اس بدنامی سے بچنے کے لیے اکثر و بیشتر حمل گرا دیا جاتا ہے۔اس طرح عورت زانیہ تو پہلے ہی تھی اب قاتلہ اور ظالمہ بھی بن جاتی ہے۔قیامت کے دن بچہ گریبان پکڑے گا کہ مجھے کس لئے قتل کیا گیا۔دنیا کی بھی ذلت اور آخرت کی بھی ذلت ملی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾ (الحج:۱۱)

''یہ خسارہ ہے دنیا و آخرت کا اور یہ کھلا ہوا خسارہ ہے''

(۵) رشتے ناطے ختم:

جب رشتے دار مرد عورت چھپی آشنائیوں کے نتیجے میں زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو راز کھل جانے پر ان میں قطع تعلقی ہو جاتی ہے۔ جن رشتوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا تھا انسان ان رشتوں کو توڑنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (بقرہ:۲۷)

''اور توڑتے ہیں ان کو جن کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے''

اس صورتحال میں زنا کے گناہ کے ساتھ ساتھ قطع رحمی کا گناہ بھی ہوا۔ شادی شدہ عورت کو زنا کاری کی وجہ سے طلاق ہو جائے تو دو خاندان ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر دیور نے بھابھی سے زنا کیا تو دو سگے بھائی ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ جن رشتوں کو تلوار کے ذریعے ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان رشتوں کو کردار کی گندگی نے ختم کر دیا۔

(۶) قتل وفساد:

زنا کاری کے نتیجے میں بعض اوقات دو گھروں میں یا دو خاندانوں میں فتنہ اور فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور قتل وقتال تک نوبت آجاتی ہے۔ عورت کو اس کے اپنے گھر کے لوگ ہی قتل کر دیتے ہیں یا مرد کو عورت کے گھر والے قتل کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی مرد عورت کو زنا بالجبر کے بعد قتل کر دیتا ہے۔ کبھی عورت اپنے آشنا سے مل کر خاوند کو قتل کر دیتی ہے۔ کبھی زنا کی بدنامی اور ذلت کے خوف سے زانی مرد یا زانیہ عورت خودکشی کی مرتکب ہو جاتی ہے۔

تاریخ انسانی پر نظر ڈالی جائے تو روئے زمین پر سب سے پہلا قتل بھائی کے ہاتھوں بھائی کا ہوا اور وہ بھی عورت کی خاطر ہوا۔

حصول زن سے ہے ساری کائنات میں جنگ

(ج) طبعی نقصانات

زنا کے طبعی نقصانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) سکون دل سے محرومی:

زانی اگر چہ کتنی کامیابی سے گناہ کیوں نہ کرے۔ کسی کو پتہ نہ چلنے دے۔ اسے سمجھانے والا کوئی نہ ہو۔ روکنے والا کوئی نہ ہو۔ مگر زنا کے بداثرات میں سے ایک یہ ہے کہ زانی کے دل کا سکون لٹ جاتا ہے۔ ایک عجیب سی پریشانی اس کے دل پر حاوی ہو جاتی ہے۔ محفل میں بیٹھا ہوگا تو خیالات کی دنیا میں کھویا ہوا۔ اگر تنہائی میں ہوگا تو اپنے ضمیر کا قیدی بنا ہوا ہوگا۔ نہ دن میں سکون نہ رات میں چین۔ کسی کی سوتے کٹتے ہے کسی کی رات روتے کٹتے ہے۔ زانی کی رات سوتے کٹتے ہے نہ روتے کٹتے ہے۔

تاروں کا گو شمار میں لانا محال ہے
لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے

زیب النساء مخفی کے اشعار صورتحال کی خوب وضاحت کرتے ہیں۔

مرغ دل را گلشن بہتر ز کوئے یار نیست
طالب دیدار را شوق گل و گلزار نیست
گفتم از عشق بتاں اے دل چہ حاصل کردہ ای
گفت مارا جز نالہ ہائے زار نیست

”دل کے مرغ کو یار کی گلی باغ سے زیادہ بہتر لگتی ہے۔ دیدار کے طالب کو گل و

گلزار کا شوق نہیں ہوتا۔ میں نے یہ پوچھا کہ اے دل! تجھے حسینوں کے عشق سے کیا حاصل ہوا۔ بولا کہ سوائے آہ و فریاد کے کچھ حاصل نہیں ہوا''
چند لمحوں کی وقتی لذت کی خاطر ہمیشہ کا روگ دل میں پال لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔

(۲) عقل میں فساد:

زانی اگر توبہ تائب نہ ہو تو اسکی سوچ نارمل نہیں رہتی۔ وہ اپنے جرم کو چھپانے کی خاطر عام معمول سے ہٹ کر عمل کرے گا۔ اس کی سوچ یک طرفہ سوچ بن جائے گی۔ اگر کنواری لڑکی نے کہیں یارانہ تعلقات جوڑ لئے تو وہ اسی اوباش لڑکے سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ اسے لاکھ سمجھایا جائے کہ تم اپنے خاندان کو دیکھو، اپنی شخصیت کو دیکھو، تعلیم کو دیکھو، اس لڑکے کا تمہارے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بنتا۔ خاندان میں اس سے بدرجہا بہتر رشتے تمہارے لئے موجود ہیں۔ اس لڑکے پاس نہ تعلیم نہ مال ہے نہ دنیاوی عزت ہے۔ آخر کس لیے تم اس کی جھولی میں گر رہی ہو۔ وہ ہر بات سنی ان سنی کر دے گی اور کہے گی کہ جیسا بھی ہے میں اسی سے شادی کروں گی۔ اسے کہا جائے کہ تمہارے اس عمل کا تمہارے چھوٹے بہن بھائیوں پر برا اثر پڑے گا۔ اسے اس سے کوئی غرض نہیں ہوگی۔ وہ نفع نقصان کو سوچنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائے گی۔ اسی کو عقل کا فساد کہتے ہیں۔ اسی طرح زانی شخص کو سمجھایا جائے کہ آپ شادی شدہ ہو بال بچے دار ہو، چاند سی بیوی تمہارے گھر میں تمہارا انتظار کر رہی ہے، جاؤ اپنا گھر آباد کرو۔ کیوں اس بد کردار لڑکی کے پیچھے لگ گئے ہو؟ اپنا مال اور اپنی جوانی اس لڑکی کے لیے برباد کر رہے ہو۔ یہ سب کچھ سن کر بھی وہ شخص ان سنی کر دیگا۔ ایک زانیہ عورت کی خاطر ہنستے بستے گھر کو تباہ کر دے گا۔ بعد میں بھلے خون کے آنسو روئے مگر وقتی طور پر اپنے سمجھانے والوں کو بھی اپنا دشمن سمجھے گا۔ اسی کو عقل کا فساد کہا جاتا ہے۔ بقول۔

میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

(۳) دل بدن کمزور:

زانی شخص کے دل میں ایک انجانا سا خوف پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جرأت و بیباکی والی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بزدلی اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ کثرت عیاشی کی وجہ سے اکثر و بیشتر بدن بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ راتوں کو نیند نہ آنے سے جسمانی صحت گرنا شروع ہو جاتی ہے۔ بقول شاعر۔

عاشقاں را سہ نشانی اے پسر
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

(۴) چہرے کا نور ختم:

زانی شخص کے چہرے پر ظلمت و سیاہی کے اثرات صاف نظر آتے ہیں۔ چہرے کی معصومیت ختم ہو جاتی ہے۔ رعنائی ختم ہو کر وحشت کا روپ دھار لیتی ہے۔ قلب کی ظلمت کا اثر آنکھوں پر پڑتا ہے تو حیا ختم ہو جاتی ہے، چہرے پر پڑتا ہے تو جاذبیت ختم ہو جاتی ہے، جب دیکھو چہرے پہ نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے۔ چہرہ چغلی کھاتا ہے کہ میں خلوتوں ظلمتوں کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہوں۔

(۵) عمر گھٹ جانا:

زانی شخص کی زندگی سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو عمر کے ماہ و سال کم ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی بیماریوں کی وجہ سے عمر کا فائدہ مند وقت کم ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ زنا کی تین سزائیں دنیا میں دی جاتی ہیں منجملہ ان میں سے ایک عمر کا گھٹ جانا ہے۔

(۶) کثرت اموات:

جب کسی آبادی میں زنا کی کثرت ہو جائے تو اس میں اموات کی بھی کثرت ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ)) (عن مالک مشکوۃ:۴۵۹)

''کسی قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے تو اموات کی بھی کثرت ہو جاتی ہے''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَاظَهَرَ الرِّبَا وَالزِّنَا فِيْ قَرْيَةٍ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ بِاِهْلَاكِهَا)) (الجواب الکافی ۲۲۰)

''نہیں ظاہر ہوتا سود اور زنا کسی بستی میں مگر اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا اعلان کر دیتے ہیں''

(۷) طاعون کا پھیلنا:

نبی علیہ السلام سے ایک لمبی حدیث میں پانچ گناہ اور اسے بد اثرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ منجملہ ان میں سے یہ ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے یعنی کھلم کھلا ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو طاعون میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسے دکھ درد میں ڈالتا ہے جس سے ان کے اسلاف نا آشنا ہوتے تھے۔

(۸) خطرناک بیماریوں کا پھیلنا:

زنا کاری کی وجہ سے انتہائی خطرناک اور جان لیوا بیماریاں پھیل جاتی ہیں مثلا ایڈز۔ آتشک اور سوزاک وغیرہ

ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں پانچ گناہ عام ہو جاتے ہیں تو ان میں پانچ اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔

☆ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس پر ظالم حکام مسلط کر دیے جاتے ہیں۔

☆ جو قوم زکوٰۃ کو تاوان سمجھتی ہے اس پر قحط سالی مسلط کر دی جاتی ہے۔

☆ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

☆ جو قوم احکام شریعت کو ہلکا سمجھتی ہے اس میں نا اتفاقی اور خانہ جنگی مسلط کر دی جاتی ہے۔

☆ جو قوم فحاشی اور بے حیائی میں مبتلا ہو جاتی ہے اس پر مہلک بیماریوں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔

(د) دینی نقصانات

زنا کے دینی نقصانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(ا) برائی کا احساس ختم:

زنا کا ایک عظیم نقصان یہ ہے کہ زانی کے دل سے رفتہ رفتہ برائی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ غیر محرم سے شہوت انگیز مذاق کرنا۔ اسے سلام پیام بھیجنا۔ اس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا اس کو برا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ حتی کہ وہ بعض مرتبہ نذر مانتا ہے اور دعائیں کرتا ہے کہ اس کو زنا کا موقع نصیب ہو جائے۔ یہ بھول جاتا ہے کہ گناہ کی دعا کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔ بعض فاسق فاجر تو اپنے ناجائز تعلقات کی تفصیلات بڑے تفاخر سے اپنے دوستوں کی محفل میں بیان کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ اُمَّتِي مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ)) (الجامع الصغیر: ج۲،۲۷۶)

”ہر گروہ کیلیے معافی ہے مگر وہ جو برائی کو علی الاعلان کریں“

عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت بندے کے جن گناہوں کو چھپاتا ہے۔ بندہ اپنی زبان سے وہ سب کچھ لوگوں کو بتاتا ہے۔ ایسی صورتحال میں کہ جب دل سے برائی کا احساس ختم ہو جائے، بندے کی زبان سے کلمات کفر کا صادر ہو جانا بعید از قیاس نہیں رہتا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ایک بزرگ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے کہ تم گناہوں سے ڈرتے ہو مجھے اپنے اوپر کفر کا خوف رہتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ جب برے اعمال کو انسان گناہ ہی نہیں سمجھتا ان سے توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔

(۲) گناہوں کی کثرت:

زناکاری کے بداثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زانی پر گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک معصیت دوسری معصیت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ زنا کو چھپانے کے لیے لوگوں کے سامنے جھوٹ بولنا عام سی بات ہے۔ اگر لوگوں کو شک ہو جائے تو ان کی یقین دہانی کے لیے جھوٹی قسم اٹھالینا معمولی بات ہے۔ کالج کی ایک لڑکی نے اپنے ناجائز تعلقات کو چھپانے کے لیے اپنے والد کے سامنے قسم اٹھائی کہ اگر فلاں لڑکے سے میرے تعلقات ہوں تو مجھے موت کے وقت کلمہ پڑھنا بھی نصیب نہ ہو۔ ویااسفٰی...... میل ملاپ کے وقت نماز قضا ہونا یا غسل جنابت جلدی نہ کرنے کی وجہ سے نماز قضا ہو جانا عام سی بات ہے۔ شادی شدہ عورت سے زنا کرنے کے لیے اس کو خاوند سے متنفر کرنے والی باتیں کرنا گناہ محسوس ہی نہیں ہوتیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والے کی شب قدر میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔ زناکاری کے لیے ناجائز طریقے سے پیسے حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ بعض اوقات تو شباب کے ساتھ شراب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر ام الخبائث گناہوں کا پنڈورہ کھول دیتی ہے۔

(۳) غیرت ختم:

زانی کے دل سے غیرتِ ایمانی کم ہوتے ہوتے ختم ہی ہو جاتی ہے۔ زانیہ عورت

اپنی بیٹی کو غلط راستے پر چلتا دیکھتی ہے تو منع کرنے کی اپنے اندر ہمت نہیں پاتی۔ زانی مرد اپنی بیوی بیٹی کو فسق وفجور والے کام کرتے دیکھتا ہے تو روک نہیں پاتا۔ زانی مرد بعض اوقات تو محرم عورتوں سے زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ماں اپنی بیٹی کی، بہن اپنی بہن کی، دوست اپنی دوست کی اسکے آشنا سے ملاقات کرنے کا انتظام کرتی ہیں۔ ساتھ مل کر دونوں کو گناہ کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

بیرون ملک میں ایک مسلمان نوجوان نے کافرہ لڑکی سے آشنائی پیدا کر لی۔ دونوں بہت عرصہ تک زنا کے مرتکب ہوتے رہے، اس دوران نوجوان کی وعدہ خلافیوں پر ناراض ہو کر کافرہ لڑکی اسلام کے بارے میں برا بھلا کہتی رہتی مگر نوجوان کے سر پر جوں بھی نہ رینگتی۔ دینی غیرت وحمیت کا جنازہ ہی نکل گیا۔

(۴) توفیق توبہ سلب:

زانی اپنے ناجائز تعلقات میں اسقدر پختہ ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات عاشق ومعشوق اکٹھا جینے مرنے کی قسمیں کھاتے ہیں۔ عورت کو پتہ ہوتا ہے کہ میں بیوی کسی اور کی ہوں۔ مرد کو پتہ ہوتا ہے کہ عورت پرائی ہے اس سے ملنا میرے لیے حرام ہے مگر محبت کے نشے میں زندگی بھر ملتے رہنے کی یقین دہانیاں کرواتے ہیں۔ ایسے میں توبہ کی توفیق بھلا کہاں نصیب ہوتی ہے۔ بعض اوقات زانی مرد اور زانیہ عورت کے دل میں یہ احساس بھی ہو کہ ہم گناہ کر رہے ہیں تو بھی ایک دوسرے کو ملاقات کے لیے تیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بس آخری دفعہ مل رہے ہیں، آئندہ نہیں ملنا۔ پھر جب ملے ہوئے تھوڑا وقت گزر جاتا ہے تو آخری دفعہ کی نیت سے پھر ملتے ہیں۔ اسطرح توبہ کو مؤخر کرتے کرتے یا تو راز افشا ہو کر بدنامی ہو جاتی ہے یا حالات دونوں میں ہمیشہ کے لیے جدائی ڈال دیتے ہیں۔ اپنے اختیار سے گناہ سے توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

(۵) قلب میں سختی:

زنا کاری کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے، نصیحت کی باتوں کا دل پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ خوف خدا سے پتھر کانپ جاتے ہیں مگر انسان کا دل ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ یہ پتھروں سے بھی پرے پار ہو جاتا ہے۔ انسان ظاہر میں زندہ ہوتا ہے مگر روحانی موت مر جاتا ہے۔ زمین پر چلتی پھرتی لاش کی مانند ہوتا ہے۔

(٦) طاعات سے محرومی:

زنا کی نحوست زانی کو روحانی طور پر مفلوج کر دیتی ہے۔ اسکا دل نیک اعمال کی طرف راغب ہی نہیں ہوتا۔ اسکی حالت ایک بیمار کی مانند ہوتی ہے جس کے لیے چلنا پھرنا بوجھ اٹھانا دشوار ہوتا ہے۔ اسی طرح زانی کے لیے بھاگ بھاگ کر نیک اعمال کرنا مشکل ہوتے ہیں۔ مناجات کی لذت سے محرومی، تہجد سے محرومی، تکبیر اولیٰ سے محرومی، معمولات یومیہ کرنے سے محرومی، اتباع سنت سے محرومی، اہل اللہ کی مجالس میں حاضری سے محرومی اسکی چند مثالیں ہیں۔ بقول شاعر:

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت اس طرف نہیں آتی

(۷) اللہ تعالیٰ سے وحشت:

زانی کو اللہ تعالیٰ سے وحشت محسوس ہونے لگتی ہے۔ نہ یاد الٰہی میں دل لگتا ہے نہ تلاوت قرآن میں اور نہ ہی مراقبہ اور ذکر قلبی میں۔ مصلے پر بیٹھنا دشوار ہوتا ہے۔ مسجد میں حاضری مشکل لگتی ہے۔ نیکی کرنے میں طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے جبکہ فسق و فجور کے موقعہ پر طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے۔ دینی محافل میں جاتے وقت طبیعت میں انقباض محسوس ہوتا ہے۔ سنت کی اتباع بوجھ محسوس ہوتی ہے جبکہ رسم و رواج کی پابندی

اور یہود و نصاریٰ کی پیروی کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ میں نے اتنی نمازیں پڑھیں مگر میرا فلاں کام تو ہوا نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

''جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں''

(۸) لعنت نبوی کا مستحق:

نبی علیہ السلام نے کئی گناہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مثلاً

- ☆ شراب پینے والے پر۔ پلانے والے پر۔ نچوڑنے والے پر۔ بیچنے والے پر۔ خریدنے والے پر اور لاد کر لانے والے پر۔
- ☆ سود لینے والے پر۔ دینے والے پر۔ لکھنے والے پر۔ گواہ بننے والے پر اور چوری کرنے والے پر۔
- ☆ مسلمان کو دھوکہ دینے والے پر۔ ضرر پہنچانے والے پر۔ مسلمان پر لوہے سے اشارہ کرنے والے پر۔
- ☆ باپ کو برا کہنے والے پر۔ باپ کی بجائے کسی اور سے نسبت ملانے والے پر۔
- ☆ رشوت لینے والے پر۔ دینے والے پر اور درمیان میں پڑنے والے پر۔
- ☆ احکام خداوندی کو چھپانے والے پر۔ دین میں نئی بات نکالنے والے پر۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے پر۔ بے مقصد جانور کو نشانہ بنانے والے پر۔
- ☆ مشروط حلالہ کرنے والے پر۔ کروانے والے پر۔ لطف اندوز ہونے کیلئے زندہ کی تصویر بنانے والے پر۔

☆ ان عورتوں پہ جو قبروں پہ جائیں یا قبروں پہ سجدہ کریں۔

☆ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہے۔ قطع رحمی کرے اور زمین میں فساد مچائے۔ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کا ساتھ دینے والے پر۔

☆ جو بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکائے (یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکائے) غلام کو آقا کے خلاف بھڑکائے (ماموں کو امیر کے خلاف بھڑکائے)

☆ اس عورت پر جو گودے اور گودوائے یا غیر کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملائے۔

☆ ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں یا ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں۔

☆ بیوی کی دبر میں جماع کرنے والے پر۔ لوطی عمل کرنے والے پر۔ جانور سے جماع کرنے والے پر یعنی دوسرے الفاظ میں زنا کرنے والے پر۔

☆ جو نیک عورتوں پر تہمت لگائے۔

☆ اس بیوی پر جو خاوند کو ناراض کر کے الگ رہے یعنی جماع نہ کرنے دے۔

(۹) رحمت خداوندی سے مایوسی:

زانی کے دل پر ظلمت و سیاہی کی ایسی تہہ چڑھ جاتی ہے کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔

(۱۰) غیرت خداوندی کا موجب:

زنا کار انسان پر اللہ رب العزت کو بڑی غیرت آتی ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ

اُمَّتَہٗ (مشکوٰۃ: ج۱، ص ۴۶۸)

"اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کی قسم۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں آتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے"

(۱۱) حالتِ ایمان دورانِ زنا:

مشکوٰۃ باب الکبائر میں ایک حدیث مبارکہ منقول ہے کہ

((اِذَا زَنٰی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَاْسِہٖ کَالظُّلَّۃِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ یَرْجِعُ اِلَیْہِ الْاِیْمَانُ))

"جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے پس وہ اس کے سر پر سائے کی طرح ہوتا ہے، جب وہ اس عمل سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زنا اتنا برا عمل ہے کہ ایمان دل سے نکل جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے:

((لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ)) (مشکوٰۃ باب الکبائر)

"زانی جب زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا"

(۱۲) شرک کے بعد عظیم گناہ:

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

((مَا مِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْکِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ نُطْفَۃٍ وَضَعَھَا رَجُلٌ فِیْ رَحْمٍ لَا یَحِلُّ لَہٗ)) (ابن کثیر ۳/ ۳۸)

"شرک کے بعد اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ کوئی شخص اپنے نطفے کو ایسے رحم میں رکھے جو اس کے لئے حلال نہ ہو"

(۱۳) زنا جرم عظیم ہے:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکبر الکبائر یعنی سب سے بڑا گناہ کونسا ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ وہ ساتھ کھائے گا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا

گناہ بڑا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَنْ تَزْنِیْ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ))(بخاری)

''اپنی پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا''

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے خاوند کو قیامت کے دن زانی کے اعمال پر قدرت عطا کریں گے وہ جسقدر چاہے گا اسکی نیکیاں لے لے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ اس دن کی ہولناکی اور دہشت کی وجہ سے تھوڑی نیکیوں پر کوئی راضی نہیں ہوگا۔ زنا کی وقتی لذت کے بدلے ساری عمر کی نیکیاں کسی دوسرے کو دے بیٹھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

(۱۴) سوءِ خاتمہ کا ڈر:

زنا کی ظلمت ایمان کو اتنا کمزور کر دیتی ہے کہ سوءِ خاتمہ کا ڈر رہتا ہے۔ اہل کشف حضرات نے اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ زنا سے توبہ نہ کرنے والا آخری وقت میں ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔

باب ۸

زنا کی سزا

فطری طور پر دنیا کا ہر انسان باعزت زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ اسی لیے دینِ اسلام نے مؤمن کی عزت کا بڑا خیال رکھا ہے۔ چنانچہ ماحول معاشرے میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی عزت وناموس کی حفاظت کا درس دیا ہے۔ یہ بات خوب وضاحت سے بیان کی ہے کہ جو قیمت ایک مسلمان کے خون کی ہے وہی اسکی عزت وآبرو کی ہے گویا کسی مسلمان کو بے آبرو کر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو جان سے مار دینا۔

نبی علیہ السلام نے حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

جو درجہ مکہ مکرمہ کے اندر ماہ ذی الحجہ کے یوم عرفہ کو حاصل ہے وہی درجہ مسلمان کی عزت وآبرو کو بھی حاصل ہے۔

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ﴾ (ریاض الصالحین:۹۹)

''مسلمان کی عزت وآبرو۔ مال اور جان دوسرے مسلمان پر حرام ہے''

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کی عزت کتنی اہمیت رکھتی ہے۔

مسلمان کی عزت

جن اعمال کے ذریعے مؤمن پر کیچڑ اچھالا جا سکتا ہے شریعت نے ان کی ناپسندیدگی کا اعلان کر دیا ہے۔ مثلاً:

① بدگمانی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (حجرات:۱۲)

''بچو تم زیادہ گمان کرنے سے بے شک بعض گمان گناہ ہیں''

اس کے بالمقابل حسنِ ظن کو پسند کیا گیا ہے، لہٰذا معمولی باتوں پر ایک دوسرے کے بارے میں دل میں بدگمانی پیدا کر لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مومن بھائی کے عمل میں ننانوے (۹۹) پہلو برائی کے نکلتے ہوں صرف ایک پہلو اچھائی کا نکلتا ہو تو اس ایک پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بھائی سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے۔ آجکل تو ذرا سا اشارہ مل جائے تو لوگ خوبصورت کہانی گھڑنے میں ماہر ہیں۔ اسی کو بات کا بتنگڑ کہتے ہیں۔ شرع شریف نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

② تجسس:

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت کسی نہ کسی کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ کھود کرید کر کے دوسروں کی غلطیوں کو ظاہر کرنا ان کا بہترین مشغلہ ہوتا ہے۔ یہ عیب جوئی حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ (حجرات:۱۲)

''اور تم تجسس میں نہ پڑو''

شریعت نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ ایک مسلمان خواہ مخواہ دوسرے کے پیچھے پڑ جائے۔ بقول شاعر

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

شکاری کتے کی عادت ہوتی ہے کہ جب وہ چلتا ہے تو ہر جھاڑی اور درخت میں منہ مارتا ہے۔ سونگھتا ہے شکار ڈھونڈتا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر دوسرے انسان کی زندگی کے حالات کو ٹٹولنے اور اس میں منہ ماری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ انسان ہو کر حیوان والی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

۳ سرگوشی:

اکثر اوقات سرگوشی کے ذریعے دو آدمی کسی تیسرے شخص کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بارے میں مومن کو محتاط رہنے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ﴾ (النساء:۱۱۴)

”نہیں ہے بھلائی زیادہ ان کے مشورے میں“

اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کی حالت میں سرگوشی کرنے کی اجازت ہے ورنہ ہر ممکن پرہیز کرنا چاہیے تاکہ کسی تیسرے کے دل میں وہم نہ پیدا ہو کہ یہ لوگ آپس میں بیٹھے کسی کے عیب بیان کر رہے ہیں۔

۴ غیبت:

بعض لوگ آپس میں گفتگو کے دوران کسی تیسرے شخص کی برائیوں کا تذکرہ شروع کر دیتے ہیں۔ شریعت کی نظر میں یہ غیبت اور گناہ کبیرہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

فکرِھتموہ ﴾ (حجرات:۱۲)

''اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے

کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، پس تم اسے ناپسند کرتے ہو''

معلوم ہوا کہ جس طرح مردار کا گوشت کھانے سے انسان کو کراہت ہوتی ہے اسی طرح مؤمن کو دوسرے مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہوئے کراہت ہونی چاہیے۔

حدیثِ پاک میں آیا ہے:

﴿اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا﴾ (مشکوٰۃ:ج۳،ص۱۳۶۶)

''غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے''

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین اسلام میں غیبت کس قدر ناپسندیدہ اور قبیح عمل ہے۔ بالفرض اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہوا تو بھی اس کی غیبت کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی کریگا تو وہ اس زانی کی بہ نسبت زیادہ برا عمل کر رہا ہوگا۔ یہی دین اسلام کا حسن و جمال ہے کہ اگر دو آدمی آپس میں گھنٹوں باتیں کریں تو تیسرے کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ میری برائیاں بیان کر رہے ہوں گے۔ اول تو کریں گے ہی نہیں اور اگر بالفرض غیبت کریں گے تو قیامت کے دن اس آدمی کو اپنی نیکیاں دے کر راضی کرنے کے پابند ہوں گے۔

۵ بہتان تراشی:

کسی مسلمان کی ایسی برائی بیان کرنا جس کے شرعی گواہ موجود نہ ہوں بہتان کہلاتا ہے۔ شریعت کی نظر میں ایسی بات کرنے والے کو سزا ملتی ہے مثلاً

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

(نور:۴)

''اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں''

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ بہتان لگانے والے پر تین دفعات قائم ہوں گی:

☆ اسی کوڑے لگاؤ۔

☆ آئندہ کبھی بھی اسکی گواہی قبول نہ کرو۔

☆ ایسے شخص کو فاسق سمجھو۔

اس سزا کا علم ہونے کے بعد کوئی شخص کسی مسلمان کے متعلق زبان چلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اسی کوڑے لگنے کی تکلیف اپنی جگہ ہے مگر ساری عمر کے لیے غیر معتبر اور جھوٹا بن کر رہنا بہت بڑی سزا ہے۔ اس حکم کے ذریعے شریعت نے مسلمان کے بارے میں دوسروں کی زبان کو تالے لگا دیے ہیں۔ اگر کسی نے بات کرنی ہے تو سوچ سمجھ کر زبان کھولے ورنہ اپنی عزت ہمیشہ کے لئے برباد کر بیٹھے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دینِ اسلام نے بدگمانی۔ تجسس۔ سرگوشی۔ غیبت اور بہتان تراشی سے منع فرما کر مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب یہ مسلمان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی کوئی ایسا کام نہ کرے کہ جس سے اسکی عزت پر حرف آئے۔ اگر کوئی ایسا ویسا عمل کریگا تو نتائج کا بھی خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ اپنے پاؤں پہ خود ہی کلہاڑی مارنے والا بنے گا۔

زنا کی سزا دنیا میں

مثل مشہور ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ لہٰذا دین اسلام نے حدود و قیود کو توڑنے والوں کے لئے مختلف سزائیں متعین کی ہیں۔ تاہم سزا کی نوعیت

جرم کے اعتبار سے ہے۔ درج ذیل میں اسکی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

جیسا جرم ویسی سزا:

شرع شریف میں ہر جرم کی سزا اسکی مناسبت سے دی گئی ہے۔ مثلا

(۱) چوری: چوری کرنے والا شخص چونکہ دوسرے کے مال پر ہاتھ اٹھاتا ہے لہٰذا دین اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔

(۲) ڈاکہ: ڈاکہ مارنے والا شخص چونکہ علی الاعلان دوسرے شخص کا مال چھین لیتا ہے لہٰذا شرع شریف میں اسکی سزا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ دینا ہے۔

(۳) قتل: کسی مسلمان کو زخمی کرنے یا قتل کرنے سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ﴾ (المائدہ:۴۵)

”جان کے بدلے میں جان ہے اور آنکھ کے بدلے میں آنکھ“

(۴) زنا: زانی شخص کسی مسلمان کی عزت و آبرو کو لوٹ لیتا ہے لہٰذا اسکی سزا مال لوٹنے کی نسبت زیادہ سخت ہونی چاہیے۔ عام دستور کو سامنے رکھتے ہوئے تو ذہن اس طرف جاتا ہے کہ زانی کی شرمگاہ کو کاٹ دینا چاہیے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ لیکن اس میں دو نکات قابل غور ہیں۔ اگر ایسا کر دیا جائے تو ایک تو ہمیشہ کے لئے انسانی نسل کا انقطاع لازم ہوا۔ دوسرا اس سزا کا عام آدمی کو علم ہی نہیں ہوگا لہٰذا وہ عبرت نہیں حاصل کر سکے گا۔ اس بنا پر شرع شریف نے اس کی سزا کوڑے تجویز فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (نور:۲)

”زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ان دونوں پر ذرا رحم نہیں آنا

چاہیے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو“

یہ صاف ظاہر ہے کہ زنا میں لذت صرف خاص اعضاء کو ہی نہیں ملتی بلکہ جسم کے انگ انگ میں اس کیف وسرور کی مستی چھا جاتی ہے اور انزال کے وقت تو رواں رواں اس لذت کو محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا کوڑے لگنے کی سزا بہت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ تا کہ ظاہری طور پر پورے جسم کو اذیت پہنچے۔ یاد رہے کہ یہ سزا غیر شادی شدہ زانی کے لیے ہے۔

اگر بالفرض کوئی شادی شدہ شخص زنا کرے اور قاضی کے پاس جا کر اقرار کرے یا شرعی گواہ بھی پیش ہو جائیں تو پھر اس کی سزا رجم ہے۔

رجم کا طریقہ:

مجرم کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد ایک کھلے میدان میں لے جائیں۔ جہاں قاضی۔ گواہ اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت موجود ہو۔ اگر اعتراف جرم سے فیصلہ ہوا ہے تو پتھر مارنے میں حاکم ابتدا کرے گا اور اگر گواہی سے جرم ثابت ہوا ہے تو گواہ ابتدا کریں گے پھر تمام مسلمان پتھر ماریں گے حتی کہ اس شخص کی جان نکل جائے۔ عورت کو رجم کرنے کیلئے زمین میں اتنا گہرا گڑھا کھودا جائے کہ اسکا نصف بدن اس میں چھپ جائے۔ پھر اسے سنگسار کر دیا جائے۔

اسلامی سزائیں:

دور حاضر میں کفار و مشرکین کی طرف سے یہ اعتراض سننے میں آتا ہے کہ اسلامی سزائیں وحشیانہ ہیں۔ بعض عصری تعلیم یافتہ مگر فرنگی ذہنیت رکھنے والے لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں۔ آیئے ذرا اس بات کا جائزہ لیں کہ رجم کی سزا کب ملتی ہے۔ اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے چند وضاحتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) اسلام نے بالغ شخص کی شرعی ضرورت پورا کرنے کے لئے نکاح کو بہت آسان بنایا ہے۔ حق مہر کے ساتھ دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول چند

منٹوں کا کام ہے۔

(۲) اگر ایک بیوی سے خاوند کا جی نہیں بھرتا اور اسکا دل کسی اور کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو شرعی حقوق کا خیال رکھتے ہوئے مرد حسب ضرورت چار شادیاں کر سکتا ہے۔

(۳) اس کے باوجود اسکو کوئی پانچویں لڑکی پسند آجائے تو پہلی چار میں سے ایک کو طلاق دیکر فارغ کرے اور اس سے نکاح کر لے یعنی جو کرنا ہے جائز طریقے سے کرے۔

(۴) ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے میں حکمت یہ بھی ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی ہر وقت حیض و نفاس سے پاک اپنے خاوند کی خدمت کے لئے حاضر ہوگی۔ پس جب ایک کام حلال طریقے سے ہو سکتا ہے تو حرام میں منہ مارنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۵) اگر بیوی اپنے خاوند سے مطمئن نہیں ہے تو اسے شرعی عدالت سے خلع حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

(۶) کسی مرد و عورت کے زنا کو ثابت کرنا عام طور پر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ شریعت نے پردے کا حکم دیکر۔ مخلوط محفلوں سے منع کر کے اور بلا اجازت کسی گھر میں داخلے سے روک کر زنا کے مواقع کو ختم کر دیا ہے۔

(۷) ایک شخص کسی مرد و عورت کو تنہائی میں بیٹھے دیکھے یا ہنستے مسکراتے دیکھے یا بوس و کنار کرتے دیکھے حتی کہ برہنہ حالت میں ایک دوسرے سے چمٹا ہوا دیکھے تو بھی اسے زبان بند رکھنی پڑے گی۔ اسے چاہیے کہ مرد اور عورت کو سمجھائے تا کہ وہ آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر یہ شخص ان پر زنا کا الزام لگائیگا تو اسے چار گواہ پیش کرنے پڑیں گے۔ اگر نہیں کر سکے گا تو اسّی کوڑے لگ جائیں گے اور آئندہ کے لئے گواہی قبول نہیں ہوگی بلکہ ساری عمر کی ذلت و رسوائی حاصل ہوگی۔

(۸) کیا یہ ممکن ہے کہ مرد و عورت ایسی جگہ زنا کریں کہ جہاں انہیں چار آدمی اتنا قریب سے دیکھیں کہ دیکھنے والوں کو یہ بھی پتہ چل جائے کہ مرد کا عضو عورت کی شرمگاہ

میں داخل ہو چکا ہے۔ چند فٹ دور سے دیکھنے والے بھی اس بات کی گواہی نہیں دے سکتے۔ پوشیدہ اعضاء ملاپ کے وقت پوشیدہ تر ہو جاتے ہیں ان پر غیر کی نظر پڑنی ممکن نہیں ہوتی۔

(۹) کیا زنا کرنے والے مرد و عورت اتنے بے شرم ہیں کہ اتنے لوگوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع فراہم کریں گے اور پھر بھی عمل کرتے رہیں گے ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔

(۱۰) کیا زانی مرد اور زانیہ عورت اتنے بے خوف ہیں کہ انہیں گواہوں کے دیکھنے کی پرواہ ہی نہیں اور وہ ایک دوسرے سے ملاپ کے وقت ایک چادر اپنے اوپر نہیں لے سکتے تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے بچ جائیں۔

(۱۱) اگر زنا کرنے والے مرد و عورت اس طرح سے زنا کرتے ہیں کہ انہیں ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ چار آدمی کھلم کھلا قریب سے زنا کرتے دیکھ لیتے ہیں تو گویا گواہوں کو گواہی کا خود موقع فراہم کرتے ہیں۔ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ یا تو انہیں حکمِ خداوندی کا خیال ہی نہیں یا انہیں کسی سزا کا خوف ہی نہیں۔ نہ تو وہ حکم شریعت کا لحاظ کرتے ہیں نہ ہی انہیں اپنی عزت بے عزتی کا احساس ہے۔ ایسے لوگ تو انسان نما جانور ہیں۔ ان کو سزا نہ دی جائے تو یہ سارے معاشرے میں بے حیائی فحاشی پھیلانے کا ذریعہ بنیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں ایسی سخت سزا دی جائے کہ اول تو ان کا اپنا دماغ صاف ہو جائے دوسرے باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو تا کہ آئندہ بے حیائی کی جرات کوئی نہ کر سکے۔ لہٰذا شریعت میں غیر شادی شدہ زانی کے لیے سو کوڑے اور شادی شدہ زانی کے لئے رجم کا حکم دیا گیا ہے۔

رجم وحشیانہ سزا نہیں:

مندرجہ بالا وضاحتوں سے یہ بات اچھی طرح صاف ہو گئی کہ دین اسلام نے

شہوت کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کے لیے نکاح بہت آسان بنایا ہے۔ پھر زنا کے مواقع کو پردے کا حکم دے کر اور مخلوط محفلوں سے روک کر بہت مشکل بنا دیا ہے۔ ایسی صورتحال میں زنا کا ثبوت ملنے کی چند صورتیں ہیں۔

(۱)......کوئی شخص زنا بالجبر کرے اور عورت عدالت میں گواہی دیکر ثابت کرے کہ ایک درندہ نما انسان نے میری عزت کو لوٹ لیا اور مرد اپنے جرم کا اقرار کرلے۔ دوسرے لفظوں میں عورت یہ کہہ رہی ہے کہ

☆ اس شخص نے مجھے معاشرے میں باعزت زندگی گزارنے سے محروم کر دیا۔

☆ اس شخص نے مجھے قلبی سکون سے محروم کر کے میری زندگی کو عذاب بنا دیا۔

☆ اس شخصم نے مجھے غیر محفوظ ہونے کا احساس دلا کر ساری زندگی کے لیے مجھے خوف یں مبتلا کر دیا۔

☆ اس شخص نے میرا پردہ بکارت زائل کر کے مجھے ہونے والے خاوند کی نظر میں بے آبرو کر دیا۔

☆ یا اس شخص نے مجھے حاملہ بنا کر حرام بچہ جننے پر مجبور کر دیا۔ لوگ طعنے دیا کریں گے میں اس بچے کی پرورش کیسے کروں گی۔ کون اس کا ولی بنے گا۔

☆ میرا ہونے والا بچہ ساری عمر حرامی یعنی ولد الزنا کہلائے گا۔

لہٰذا قاضی صاحب! مجھ پر اور میرے ہونے والے بچے پر جو ظلم ہوا ہے اسکا بدلہ لیا جائے۔ انصاف کا راگ الاپنے والے ذرا اپنے ضمیر کی عدالت سے فیصلہ لیں کہ اس معاملے میں مظلومہ کا ساتھ دیا جائے یا ظالم کا ساتھ دیا جائے۔ ظالم کا ساتھ دینے کا مطلب تو یہ ہے کہ اسے معمولی سزا دے کر آزاد کر دیا جائے یعنی اسے اس کام کا ایک اور موقع فراہم کیا جائے۔ مظلومہ کا ساتھ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ظالم کو سخت ترین سزا

دیکر آئندہ کے لئے ایسے ظلم کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ شریعت نے عدل وانصاف کے اصولوں کی حمایت کرتے ہوئے ظلم کے دروازے کو بند کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا زانی کو ایسی سزا ملنی چاہیے کہ لوگ اسے دیکھ کر عبرت حاصل کر سکیں۔

۲ ...... مرد وعورت زنا بالرضا کریں پھر خوف خدا سے ڈر کر۔ قیامت کی رسوائی سے بچنے کے لیے اور دنیا میں پاک ہونے کے لیے خود قاضی کے سامنے جرم کا اعتراف کر لیں۔ اس صورتحال میں دنیا کی جتنی بڑی سزا بھی مل جائے وہ آخرت کی ذلت ورسوائی اور عذاب کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔

۳ ...... مرد وعورت زنا کریں مگر چار شرعی گواہ ان کو کھلم کھلا علی الاعلان بے خوف وخطر اس طرح زنا کرتے دیکھیں کہ مرد کا عضو عورت کی شرمگاہ میں پیوست ہو چکا ہے۔ عدالت میں ثبوت مل جانے کے بعد دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرد وعورت کو معمولی سزا دیکر آزاد کر دیا جائے تا کہ وہ بکرے بکری۔ گدھے گدھی یا کتے کتیا کی طرح سڑکوں کے کنارے کھڑے لیٹے دوبارہ یہ کام کریں اور دوسروں کو بھی دعوت گناہ دیں۔ اس طرح تو معاشرے میں سے حیا کا جنازہ نکل جائے گا۔ انسان اور حیوان کا فرق ختم ہو جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مرد وعورت کو سخت ترین سزا دے کر بے حیائی کے دروازے کو بند کر دیا جائے۔ شریعت نے شرم وحیا کی پاسداری کرتے ہوئے رجم کا حکم دے کر زانی اور زانیہ کو برسر عام ایسی سزا تجویز کی ہے تا کہ لوگ آئندہ کے لیے کانوں کو ہاتھ لگائیں کہ ہم نے ایسی بے حیائی نہیں کرنی۔

ثابت ہوا کہ رجم وحشیانہ سزا نہیں بلکہ نہایت منصفانہ سزا ہے۔ عدل وانصاف کی حمایت کرنے والے لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتے۔

رجم سے وحشت کیوں؟

عوام الناس کو رجم سے وحشت محسوس ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

(الف) زانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے:

اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچا جائے تو موت کی سزا کوئی ان ہونی بات نہیں ہے۔ روزمرہ زندگی میں اسکی کئی مثالیں ہیں۔

﴿۱﴾ جمادات میں مثالیں:

اگر کسی عمارت کو بناتے وقت ماربل پتھر یا ٹائل لگائی جائے تو ضرورت کے تحت پتھر ٹائلوں کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کر دیا جاتا ہے۔ بدنما حصوں سے نجات حاصل کر کے ایسے پتھر لگائے جاتے ہیں جو خوبصورت لگیں۔ اسی طرح زانی معاشرے کا بدنما فرد ہے اسے رجم کے ذریعے موت کی نیند سلا کر صاف ستھرے پاکیزہ معاشرے کو پروان چڑھنے دیا جاتا ہے۔

﴿۲﴾ نباتات میں مثالیں:

کھیتی باڑی اور ذراعت کا علم رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ بعض اوقات کھیتوں میں خودرو پودے اگ آتے ہیں۔ اگر ان کو اکھاڑا نہ جائے تو یہ کھیتوں میں بیماری یعنی وائرس وغیرہ پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں بلکہ اضافی خوراک استعمال کر کے کھیتی کے اصل پودوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ ان پودوں کو دوائیوں کے ذریعے مار دیا جاتا ہے یا ان کو جڑ سے اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں ایسی دوائیاں آسانی سے ملتی ہیں۔ کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ ایک پودے کی زندگی کو کیوں ختم کیا جاتا ہے۔

پھلوں پھولوں کے درختوں میں شاخ تراشی روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ اگر کوئی مالی کو دیکھے کہ اس نے تروتازہ پتوں والی شاخیں کاٹ کے ڈھیر لگا دیا تو خوش

ہوتے ہیں کہ اب ہمارا باغ یالان خوبصورت نظر آئے گا۔ پھل دار درخت کی جو شاخیں خشک ہو جاتی ہیں انہیں کاٹا نہ جائے تو بقیہ شاخوں کا پھل کم ہو جاتا ہے لہٰذا ان کی شاخ تراشی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ معاشرے میں زانی شخص کو زندہ رہنے دیا جائے تو ماحول معاشرے میں بے حیائی کا وائرس پھیل جاتا ہے۔ لوگوں میں حیا کے پھل پھول کم ہو جاتے ہیں اس لئے زانی کی سر تراشی ضروری ہے تاکہ بقیہ معاشرے کو بے حیائی کی خطر ناک بیماری سے بچایا جا سکے۔

﴿۳﴾ حیوانات میں مثالیں:

حیوانات میں بھی نقصان دہ جاندار کو مارنا روزمرہ کا معمول ہے۔

☆...... عام لوگ سانپ بچھو کو دیکھ لیں تو اس کو مار کر خوش ہوتے ہیں کہ ہم ایذا پہنچانے والی چیز سے نجات پالی۔ زانی کو رجم کر کے ایک موذی سے نجات پائی جاتی ہے۔

☆...... جنگلی حیوانات کا تحفظ کا دعویٰ کرنے والے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی شیر چیتا بھیڑیا یا ہاتھی وغیرہ انسان کا دشمن بن گیا ہے تو باوجود تحفظ کا دعویٰ کرنے کے ایسے جاندار کو خود ہی گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح زانی شخص حیا دشمن بن جاتا ہے۔ رجم کے ذریعے اس کو ختم کر کے بقیہ انسانوں کی عزتوں کا تحفظ یقینی بنا لیا جاتا ہے۔

☆...... پالتو جانوروں میں جب منہ کھر کی بیماری آجائے تو ہزاروں جانوروں کو ہلاک کر کے ان کے گوشت کو دفن کر دیا جاتا ہے یا جلا دیا جاتا ہے۔ حکومتیں ایسا کام کر کے مطمئن ہو جاتی ہیں کہ ہم نے انسانوں کو جانی نقصان سے بچا لیا ہے۔ زانی شخص کے اندر بھی شرمگاہ بے قابو ہونے کی بیماری آجاتی ہے دین اسلام نے اسے رجم کے ذریعے ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے بقیہ انسانوں کو اخلاقی نقصان سے بچا لیا جاتا ہے۔

☆......مرغیوں میں وائرس کی بیماری پھیل جانے سے لاکھوں مرغیوں کو زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔اسی طرح زانی شخص میں بے حیائی کا وائرس پھیل جانے سے اسکو بھی رجم کر دیا جاتا ہے۔ مہذب قومیں اخبارات میں خبریں شائع کرتی ہیں کہ ہم نے اتنے جانوروں کو وائرس کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ کیا مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بے حیائی وائرس سے متاثرہ شخص کو ختم کر کے بقیہ لوگوں کو بچالیا۔

﴿۴﴾ انسانوں میں مثالیں:

اگر انسان کے جسم کے کسی عضو میں کینسر ہو جائے تو اسے کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے۔ کتنی عورتیں چھاتی کے کینسر کی وجہ سے اپنے پستان کٹوا دیتی ہیں۔ بعد میں خوش ہوتی ہیں کہ ہمیں کینسر سے نجات مل گئی۔

شوگر کے مریضوں میں کئی مرتبہ پاؤں پہ پھوڑا بن جاتا ہے۔ایسی صورتحال میں پاؤں کو کاٹ کے بقیہ جسم کو بیماری سے بچالیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی ٹانگ میں نا قابل علاج پھوڑا ہونے کی وجہ سے ان کی پوری ٹانگ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔اسی طرح زانی شخص بھی معاشرے کے جسم پر پھوڑے کی مانند ہوتا ہے اسکو رجم کر کے پھوڑے کا آپریشن کر دیا جاتا ہے۔ معاشرے کو بے حیائی کی بیماری سے بچالیا جاتا ہے۔

☆......دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی اگر کوئی شخص ملک کے ساتھ غداری کرے تو اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔اسے انصاف کے نام لیوا ہرگز برا نہیں سمجھتے۔ عدالت سزائے موت کا حکم جارے کرے تو پورے ملک میں خبریں نشر کی جاتی ہیں تاکہ عوام الناس کو پتہ چل جائے اور آئندہ کوئی دوسرا شخص ایسی حرکت دہرانے کی جرأت نہ کرے۔ دین اسلام نے بھی اللہ رب العزت سے غداری کرنے والے زانی شخص کو سزائے موت کا حکم دیا اور عوام الناس کے مجمع میں حد جاری کر کے بتا دیا کہ آئندہ کوئی دوسرا شخص ایسی حرکت دہرانے کی جرات نہ کرے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات اور انسان سب میں یہی اصول کارفرما ہے کہ بیمار عضو کو ختم کر کے باقی جسم کو بچالیا جائے۔ یہ اصول فطرت ہے۔ دین اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے شریعت میں زانی کو سنگسار کر کے باقی معاشرے کو بے حیائی کے روحانی مرض سے بچانے کا حکم دیا گیا۔

(ب) مجمع میں سنگسار کرنا:

عوام الناس کو رجم سے وحشت محسوس ہونے کی دوسری وجہ مجمع میں زانی کو سنگسار کرنا ہے۔ یہ منظر سوچ کر ہی دل پہ دہشت سوار ہو جاتی ہے اور اگر کوئی دیکھ لے تو پھر اسکا کیا بنے گا۔ مگر شریعت کا مقصود بھی تو یہی ہے کہ لوگ ایک مرتبہ کسی کو رجم ہوتا دیکھ لیں گے تو باقی سب کی مستیاں ختم ہو جائیں گی۔ ہر کسی کو گناہ کے بعد اپنے انجام کا اچھی طرح پتہ ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ ایک زانی کو رجم کر کے باقی معاشرے کو بے حیائی کے وائرس سے محفوظ کر لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی سزائیں وحشیانہ نہیں بلکہ منصفانہ ہیں۔ مظلوم کی دادرسی ہوتی ہے ظالم کو ظلم کی سزا ملتی ہے۔

رجم کے فوائد:

(۱) کوئی مرد کسی عورت کو کمزور جان کر۔ اکیلا دیکھ کر یا غریب بے سہارا سمجھ کر اس کی عزت و آبرو لوٹنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

(۲) کوئی عورت کسی مرد کو پھانسنے کے لئے مکر نہیں کرے گی۔ بے پردگی ختم ہو جائے گی۔

(۳) کوئی عورت جسم فروشی کو اپنا کاروبار نہیں بنائے گی۔ لوگوں کے نوجوان لڑکوں کو بے راہ روی کا شکار نہیں کر سکے گی۔ نہ بازار حسن کا کاروبار چل سکے گا نہ ہی امیر علاقوں کی بڑی کوٹھیوں میں شراب شباب کی محفلیں منعقد ہو سکیں گی۔

(۴) مرد اپنی بیوی پر توجہ زیادہ دیا کریں گے۔ بازار میں بے پردہ خواتین دعوت گناہ

نہیں دے سکیں گی۔ نہ ہی ماڈل گرلز کو دیکھ کر خاوند بیویوں سے اچاٹ ہوں گے۔

(۵) چوری چھپے آشنائیاں کرنے والے اور کرنے والیاں ختم ہو جائیں گی۔ یارانہ دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ کمپیوٹر کی چیٹنگ ختم ہو جائے گی۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں کا وقت برباد نہیں ہوگا۔

(۶) ہنستے بستے گھروں کو اجاڑنے والے ختم ہو جائیں گے۔ نہ کوئی مرد کسی کی بیوی کو اسکے خاوند کے خلاف بھڑکا سکے۔ نہ کوئی عورت کسی مرد کو اپنی بیوی سے بیزار کر سکے گی۔ ہر کوئی اپنے اپنے گھر میں آرام وسکون کی زندگی گزار سکے گا۔

(۷) خاوند اگر دفتر۔ دکان کھیت پر کام کے لئے چلا گیا تو کوئی پیچھے اسکی بیوی کو گھر میں اکیلا پا کر اسکی عزت لوٹنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ بیوی کو بھی خوف نہیں ہوگا اور خاوند کو بھی پیچھے کی فکر نہیں ہوگی۔

(۸) امیر لوگ غریب لوگوں کی بیویوں بیٹیوں پر غلط نظر نہیں رکھ سکیں گے۔

(۹) امیر لوگ ایک بیوی کے ساتھ کئی کئی داشتائیں نہیں رکھ سکیں گے۔

(۱۰) یہ نہیں ہوگا کہ عورت گھر کسی کا بسائے اور دل میں کسی اور کو بسائے۔

(۱۱) بن بیاہی مائیں اپنے بچوں کو گندگی کے ڈھیر پر نہیں پھینک سکیں گی۔

(۱۲) عورت گھر میں یا سفر حضر میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھے گی۔ اگر یمن سے مدینہ کا سفر اکیلے بھی کرے گی تو بھی کوئی اسکی جان، اسکے مال، اسکی عزت وآبرو کی طرف ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔ حیا اور پاکدامنی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہر وقت بارش کی طرح برسیں گی۔ رزق میں برکت ہوگی۔ طلاقوں کی شرح کم ہو جائے گی۔ ہر گھر میاں بیوی کے لئے جنت کا چھوٹا سا نمونہ بن جائے گا۔

(۱۳) اگر کوئی مرد کسی عورت کو پھسلانے کی کوشش بھی کرے گا تو وہ جواب میں کہے گی:

My Body,My Life,My decision, I say no

''میرا جسم۔ میری زندگی۔ میرا فیصلہ۔ میں کہتی ہوں ''نہیں''

(۱۴) اگر کوئی عورت کسی مرد کو پھسلانے کی کوشش کرے گی تو جواب میں سنے گی "معاذ الله" "میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں"

ایسے میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی یادیں تازہ ہو جائیں گی۔

(۱۵) کردار کی پختگی کی وجہ سے دعائیں جلدی قبول ہوں گی۔ ہر طرف رحمت کے آثار ظاہر ہوں گے۔ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور کفر کا منہ کالا ہوگا۔

آمدم بر مطلب:

جس طرح شراب کی سزا اور حرمت تدریجاً ہوئی اسی طرح زنا کی سزا بھی تین مراحل میں ہوئی۔

(۱) پہلے مرحلے میں فرمایا:

﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا﴾ (النساء)

دو مردوں میں بدکاری کا ثبوت مل جائے تو قاضی ان پر تعزیر لاگو کرے یعنی مناسب سزا دے۔

(۲) دوسرے مرحلے میں فرمایا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور:۲)

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو سو کوڑے لگاؤ۔ لوگوں کا مجمع ہونا چاہئے اور نرمی ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

(۳) تیسرے مرحلے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلرَّجْمُ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدُ لِلْبِكْرِ)) (بخاری صفحہ ۶۵۷)

شادی شدہ مرد وعورت کے لئے سنگساری اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے مارنے ہیں۔

زنا کی گواہی میں چار مردوں کی شرط رکھی۔ چونکہ دو مرد دو عورت کے لئے دو دو

گواہ ہوں تو کل چار بنے۔ دوسرا اس نازک مسئلے میں عورت کی گواہی قبول نہیں کی گئی چونکہ عورتیں الزام لگانے میں جلد باز ہوتی ہیں۔

یہ بھی واضح ہوا کہ جب سزا سخت ہو تو اسکے ثبوت کی شرائط بھی سخت ہوتی ہیں۔ اسلام نے ابتدا میں ستر پوشی کا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے لیکن جب چار شرعی گواہ ثبوت پیش کر دیں تو پھر ان زانی مرد و عورت کو جی بھر کر رسوا کرنے کا حکم دیا ہے اور نرمی سے منع کر دیا ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کر سکیں۔ عام طور پر مردوں کے حکم میں عورتیں شامل ہوتی ہیں اس نازک مسئلے میں الزانیہ کے لفظ سے عورت کے ذکر کی وضاحت کر دی ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ رجم کا حکم فقط مردوں کے لئے ہے۔

زنا کی سزا آخرت میں

ایک حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے چھ نقصان ہیں۔ تین دنیا کے اور تین آخرت کے ہیں۔

دنیا کے نقصانات:

چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔

فقر و تنگدستی پیدا ہو جاتی ہے۔

عمر کم ہو جاتی ہے۔

آخرت کے نقصانات:

اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

حساب سختی سے لیا جائیگا۔

دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔

نمبر شمار	دنیا کا عمل	آخرت کا عذاب
(۱)	غیر محرم کے لئے چہرہ سنوارتا تھا	قیامت کے دن چہرہ سیاہ ہوگا
(۲)	غیر محرم کے چہرے کو محبت کی نظر سے دیکھتا تھا	قیامت کے دن چہرے کا گوشت گر جائیگا
(۳)	غیر محرم کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل جاتا تھا	قیامت کے دن اس کے چہرے کو آگ سے داغا جائے گا۔
(۴)	غیر محرم سے دل لگی کی باتیں کرتا تھا	قیامت کے دن روتا ہوا اٹھے گا
(۵)	غیر محرم سے ہنسی مذاق کر کے قہقہے لگاتا تھا	قیامت کے دن پیٹتا چلاتا اٹھے گا
(۶)	غیر محرم سے ملاقات کر کے خوش ہوتا تھا	قیامت کے دن غمگین اور اداس حالت میں اٹھے گا
(۷)	غیر محرم کو شہوت کی نظر سے دیکھتا تھا	قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ آنکھوں میں ڈالا جائیگا
(۸)	غیر محرم کی ملاقات کے لئے چل کر گیا	قیامت کے دن پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پہنائیں گے
(۹)	غیر محرم کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے	قیامت کے دن ہاتھوں میں آگ کی ہتھکڑیاں پہنائیں گے
(۱۰)	غیر محرم سے زنا کی ابتدا منہ (بوسے) سے کی	قیامت کے دن گھسیٹ کر منہ کے بل جہنم میں ڈالا جائیگا
(۱۱)	غیر محرم کی گردن سے گردن ملائی	قیامت کے دن گردن میں آگ کی زنجیر ڈالیں گے
(۱۲)	غیر محرم کے سامنے شرمگاہ سے لباس ہٹایا	قیامت کے دن تارکول کا لباس پہنائیں گے
(۱۳)	غیر محرم سے مل کر جنسی پیاس بجھائی	قیامت کے دن پیاسا اٹھایا جائے گا
(۱۴)	غیر محرم سے ملاپ کے وقت جنسی طوفان اٹھا	قیامت کے دن شرمگاہ کو آگ سے دہکایا جائے گا
(۱۵)	غیر محرم سے ملاپ کے وقت شرمگاہ سے منی خارج ہوئی	قیامت کے دن شرمگاہ سے بدبو خارج ہوگی
(۱۶)	غیر محرم نے بالوں میں محبت سے انگلیاں پھیریں	قیامت کے دن بالوں سے پکڑ کر جہنم میں لٹکائیں گے
(۱۷)	غیر محرم نے پستانوں کو ہاتھ لگایا	قیامت کے دن پستانوں کے بل جہنم میں لٹکائیں گے

نمبر شمار	دنیا کا عمل	آخرت کا عذاب
(۱۸)	غیر محرم کے جسم کی مہک سونگھی	قیامت کے دن جسم سے حیران کن اذیتناک بدبو آئے گی
(۱۹)	غیر محرم کے ساتھ ایک بستر پر اکٹھے ہوئے	قیامت کے دن آگ کے تنور میں یکجا کیا جائے گا
(۲۰)	غیر محرم کے ساتھ اپنے جسم کو کھولا	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگا پیش کیا جائیگا
(۲۱)	غیر محرم سے زنا کے لئے لوگوں سے چھپ گیا	قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بے عزت کیا جائیگا
(۲۲)	غیر محرم سے تعلق چھپانے کے لئے لوگوں سے جھوٹ بولا	قیامت کے دن منہ پر مہر لگا کر اعضاء سے گواہی لیں گے
(۲۳)	غیر محرم سے اپنے حسن و جمال کی تعریفیں سنیں	قیامت کے دن سب لوگ لعنتیں بھیجیں گے
(۲۴)	غیر محرم سے ملتے وقت سلام کرتے تھے	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لعنتیں بھیجیں گے
(۲۵)	غیر محرم نے جسم کے بوسے لیے	قیامت کے دن سانپ پورے جسم کو ڈسیں گے
(۲۶)	غیر محرم سے زنا کے وقت انگ انگ نے مزہ پایا	قیامت کے دن انگ انگ میں بچھو ڈنگ لگائیگا
(۲۷)	غیر محرم کے جسم پر اختیار پایا	قیامت کے دن غیر محرم کے شوہر کو نیکیوں پر اختیار ملے گا
(۲۸)	غیر محرم کے جسم پر سواری کی	قیامت کے دن غیر محرم کے شوہر کے گناہ اس کے سر پر سوار ہوں گے
(۲۹)	غیر محرم سے ہمیشہ کی دوستی کے وعدے کیے	قیامت کے دن جہنم میں ہمیشہ کا عذاب ہو
(۳۰)	غیر محرم سے ہمکلامی کے لطف و مزے لیے	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی لذت سے محروم ہو

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جتنی تفصیلی سزا زنا کے عمل کی ملے گی اتنی کسی اور گناہ کی نہیں ملے گی۔ سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکلام ہونا پسند نہیں کریں گے بلکہ لعنتیں برسائیں گے۔ رسوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں۔ ہمارے اہل خانہ کو۔ بچوں کو۔ قیامت تک آنے والی نسلوں کو اور جملہ متعلقین کو زنا سے محفوظ فرمائے۔

باب ۹

شہوت کیسے کنٹرول کریں؟

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں چند تقاضے رکھے ہیں مثلاً کچھ وقت گزرنے کے بعد انسان کو بھوک محسوس ہوتی ہے تو ہر انسان کھانے کا بندوبست کرتا ہے۔ پیاس محسوس ہوتی ہے تو پانی پینے کا انتظام کرتا ہے۔ جب کام کر کے تھک جائے تو نیند کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا سونے کے لئے چارپائی بستر کا اہتمام کرتا ہے۔ جب پیشاب پاخانے کا تقاضا ہو تو بیت الخلا میں جا کر فراغت حاصل کرتا ہے۔ یہ سب کے سب طبعی تقاضے ہیں ان کو انسان تھوڑی دیر تو روک سکتا ہے مگر ان کو پورا کئے بغیر آرام وسکون نہیں پاسکتا۔

اسی طرح جب انسان بالغ ہو جائے تو اسے اپنے اندر شہوت کا جنسی تقاضا محسوس ہوتا ہے۔ اس تقاضے کو انسان کچھ عرصہ کے لئے تو ضبط کر سکتا ہے مگر اس کو پورا کئے بغیر سکون نہیں پاسکتا۔

شہوت کا خدائی علاج

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے لئے نکاح کو شہوت کا علاج بتایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (النساء:۳)

''عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو''

نکاح کے ذریعے مرد اور عورت آپس میں ملاپ کر کے شہوت کا بہترین علاج کرتے ہیں۔ شہوت کی حالت میں طبیعت میں عجیب طرح کا انتشار و اضطراب ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ عبادت میں دل لگتا ہے نہ تسلی سے کوئی اور کام ہوتا ہے۔ دل و دماغ پر ایسا نشہ چھا جاتا ہے کہ اسے پورا کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ میاں بیوی کے ملاپ کے بعد وہ سب نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ طبیعت میں آسودگی محسوس ہوتی ہے۔ ہر طرح کا تناؤ ختم ہو جاتا ہے انسان اپنے آپ میں انشراح محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے مرد و عورت ایک دوسرے کے لئے عطیہ خداوندی اور تحفہ آسمانی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَمِنْ آيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ پیدا کیا ہے تمہارے نفسوں سے تمہارے لئے جوڑے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو'' (الروم:۲۱)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مرد و عورت ایک دوسرے لئے قدرت کی بہترین نشانیاں ہیں۔ انہیں ایک دوسرے سے مل کر سکون نصیب ہوتا ہے۔ دین اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس نے رہبانیت کا حکم نہیں دیا۔ نہ ہی بدھ مت کی طرح ساری عمر بغیر شادی کے گزارنے کو پسند کیا ہے اور نہ ہی شادی کو معرفت کے حصول میں رکاوٹ کہا ہے۔ بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾

''اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ہم نے ان کیلئے بیویاں اور اولاد بنائی'' (الرعد:٦)

نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو نکاح کرنے کا حکم دیا اور اسے نصف دین بتلایا۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک روایت نقل کی گئی ہے:

((اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ))(مشکوٰۃ کتاب النکاح)

''جس بندے نے شادی کرلی اس نے نصف دین پورا کرلیا''

عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارنے کے لئے شادی بہترین علاج ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّلْقِىَ اللهَ اِلَيْهِ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ))

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک صاف ملنا چاہے اسکو شریف عورتوں سے شادی کرنی چاہیے''(مشکوٰۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ شادی کرنے سے نہ صرف شہوت سے چھٹکارا مل جاتا ہے بلکہ سب بڑے بڑے گناہوں سے بچنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اسباب کے اعتبار سے گناہوں سے مکمل اجتناب کے لئے شادی لازمی ہے۔ غیر شادی شدہ آدمی مجاہدہ کرکے اپنے آپ کو جنسی گناہ سے بچا بھی لے تو بھی اپنے دل و دماغ کو جنسی خیالات سے نہیں بچا سکتا۔ اس کے لئے کسی وقت بھی گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ شادی کے بعد یہ خطرہ ختم تو نہیں ہوتا البتہ گھٹ ضرور جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسان کے لئے اپنے شہوت کو کنٹرول کرنا آسان ہو جاتا ہے یعنی حلال طریقے سے شہوت پورا کرنے کی بنا پر حرام سے بچنا آسان ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے:

((وَيَتَزَوَّجُ لِكَسْرِ الشَّهْوَةِ وَاِعْفَافِ النَّفْسِ وَتَكْثِيْرِ النَّسْلِ))

''شادی شہوت توڑنے نفس کو عفیف بنانے اور نسل انسانی کو بڑھانے کا ذریعہ ہے''(فتح الباری:۲۱/۲۷)

بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بغیر عذر شادی نہ کرنے

والوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

((اَتَزَوَّجُ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ))(بخاری: باب ترغیب النکاح)

''میں شادی کرتا ہوں پس جو میرے طریقے سے انحراف کرے وہ مجھ سے نہیں''

مجھ سے نہیں کا مطلب یہ ہے کہ اسکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔ ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے اس سے زیادہ سخت انداز اور کیا ہوسکتا ہے؟

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عکاف بن بشر تمیمی رضی اللہ عنہ ایک دن نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے دریافت کی ''اے عکاف تمہاری بیوی ہے'' انہوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تمہارے پاس باندی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خوشحال ہو۔ شادی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو پھر بھی شادی نہیں کی تو

((اِذًا اَنْتَ مِنْ اِخْوَانِ الشَّیَاطِیْنِ)) (عن احمد۔ کتاب النکاح۔ جمع الفوائد)

''تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو''

اس عبارت کا مقصود و منشا ایک عام طالبعلم بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

شہوت کا بہترین علاج یہی ہے کہ مرد اپنی بیوی سے جی بھر کر صحبت کرے اور غیر محرم سے بے طمع ہو جائے۔ مشہور ہے کہ اگر گھر میں پیٹ بھر کر دال روٹی کھالیں تو باہر کے حلوے بریانیاں مرغ مسلم کھانے کو بھی دل نہیں کرتا۔ نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کی نظر غیر محرم پر پڑ جائے اور اسکا حسن و جمال طبیعت کو بھا جائے تو آدمی کو چاہیے کہ گھر آ کر اپنی بیوی سے ہمبستری کرے۔ اس لئے کہ جو کچھ اس عورت کے پاس تھا وہ سب کچھ بیوی کے پاس موجود ہے۔ ارشاد

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

﴿اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ۔ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمَدْ اِلٰی اِمْرَأَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ﴾

''بلا شبہ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو عورت اچھی لگے دل مائل ہو تو چاہیے کہ بیوی سے ہمبستری کرے۔ اس طرح اثر ختم ہو جائے گا''

بعض اوقات عورت اپنی جسمانی بناوٹ سے مرد کو پہلی نظر میں اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے مرد کے اندر شہوت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ اس ہیجانی کیفیت کا علاج بھی نبی علیہ السلام نے یہ تجویز فرمایا کہ اپنی بیوی سے ہمبستری کر لو تا کہ مادہ خارج ہو جائے۔ شیطان کو گناہ میں ملوث کرنے کی جرأت نہ ہو۔ شرح مسلم میں علامہ نوری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

((اِنَّهٗ یُسْتَحَبُّ لِمَنْ رَأیٰ اِمْرَأَةً فَتَحَرَّكَتْ شَهْوَتُهٗ اَنْ یَّاْتِیَ اِمْرَأَتَهٗ۔ فَلْیُوَاقِعْهَا لِیَدْفَعَ شَهْوَتَهٗ وَ تَسْکُنَ نَفْسُهٗ وَیَجْمَعَ قَلْبَهٗ عَلٰی مَاهُوَ بِصَدَدِهٖ)) (شرح مسلم ۱/۴۴۹)

''کسی عورت کو دیکھنے سے جب کسی کی شہوت میں ابھار پیدا ہو تو اسکو چاہیے کہ بیوی سے ہمبستری کرے تا کہ دل کا تقاضا ٹھنڈا پڑ جائے اور نفس کو سکون ملے اور دل جس بات کے درپے ہے وہ جاتی رہے''

شرع شریف نے اسی لئے چند اوقات میں بیوی سے ہمبستری کو مستحب کہا ہے

☆ سفر میں جانے سے پہلے

☆ سفر سے واپس آنے کے بعد

☆ حج وعمرے کا احرام باندھنے سے پہلے

☆ غیر محرم پر نظر پڑنے اور میلان طبعی کے بعد

☆ حیض ونفاس کا غسل کرنے کے بعد

مندرجہ بالا مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ جائز طریقے سے شہوت کو پورا کرنے سے ناجائز طریقوں سے بچاؤ آسان ہو جاتا ہے۔ مرد کو چاہیے کہ بیوی کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے اور اسکی خوب قدر کرے اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اسی طرح بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے۔ اسکو دل کھول کر پیار دے۔ اسکی خدمت میں کوتاہی نہ کرے، اسے قلبی سکون پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اس طرح میاں بیوی دونوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں آیا ہے

”جب بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے یا خاوند بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے“

اس لئے نبی علیہ السلام نے شہوت کا بہترین علاج شادی کرنا ہی بتلایا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) (عن عبداللہ بن مسعود۔ متفق علیہ)

”اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو چھپاتا ہے اور شرمگاہ کو محفوظ کرتا ہے“

اس حدیث پاک نے صورتحال کو خوب اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ مزید کلام کی گنجائش ہی نہیں رہی۔

شہوت کا قرآنی علاج

اگر کسی شخص کے لئے شادی کرنے میں شرعی رکاوٹیں ہیں تو اسکو چاہیے کہ صبر ضبط سے کام لے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

''اور چاہئے کہ اپنے آپ کو روک رکھیں وہ لوگ جن کو نہیں ملتا نکاح کا سامان یہاں تک کہ اللہ ان کو مقدر دے اپنے فضل سے'' (نور ۳۳)

عمومی تجربہ ہے کہ پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ جلدی نکاح کا راستہ ہموار کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ ۔ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ ۔ اَلْمُكَاتِبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ۔ وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعِفَافَ۔ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

''تین اشخاص کی مدد اللہ تعالیٰ پر لازم ہے۔ ایک مکاتب (غلام) جو پیسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ دوسرا نکاح کرنے والا جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔ اور تیسرا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا'' (مشکوٰۃ کتاب النکاح)

سوچنے کی بات ہے کہ جس شخص کی مدد اللہ تعالیٰ کرے اسے منزل پر پہنچنے سے کون روک سکتا ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شہوت کو قابو کرنے کے لئے چار کام بہت فائدہ مند ہیں۔

(۱) بدنظری سے پرہیز:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾

''مؤمنوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں'' (النور:۳۰)

بدنظری سے انسان کے اندر شہوت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ جس طرح بٹن دبانے سے مشین چل پڑتی ہے۔ اسی طرح غیر محرم پر نظر پڑنے سے انسان کے جسم میں شہوت کے اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں جو لوگ پاکدامنی کی زندگی گزارنا چاہتے ہوں ان کے لئے بدنظری سے بچنا لازمی ہے۔ نظر پاکیزہ نہ ہو تو شہوت کی آگ کو بھڑکنے سے روکنا ناممکن ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اور ساتھ ہی شرمگاہ کی حفاظت کا حکم ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔

(۲) فاسقین کی محبت سے پرہیز:

شہوت کو قابو کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان فاسقین کی صحبت سے پرہیز کرے۔ فاسق وفاجر لوگوں کا کلام بعض اوقات انسان کو ناگ کی طرح ڈس لیتا ہے اور روحانی موت واقع ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى﴾ (طٰهٰ:۱۶)

''نہ روکے اس سے آپ کو وہ شخص جو اس کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہے، پس تو گر پڑے گا''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یار بد مار بد (سانپ) سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سانپ کے ڈسنے سے جسمانی موت واقع ہوتی ہے جبکہ یار بد کے کلام سے روحانی موت واقع ہو جاتی ہے۔

مزید برآں یار بد شیطان سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان تو انسان کے دماغ میں فقط گناہ کا خیال ڈالتا ہے جبکہ یار بد ہاتھ پکڑ کر انسان سے گناہ کرواتا

ہے۔ سینکڑوں نوجوان ایسے ہیں کہ پاکیزہ زندگی گزار رہے تھے مگر کسی فاسق دوست کی وجہ سے زنا کے مرتکب ہوئے۔

(۳) نماز کے ذریعے مدد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ:۴۵)

''اور مدد چاہو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ''

انسان کو چاہیے کہ شہوت کو صبر کے ذریعے قابو کرے۔ جب دیکھے کہ طوفان زیادہ اٹھ کھڑا ہے تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔ اللہ تعالیٰ دل میں ٹھنڈک ڈال دیں گے۔ ایسے وقت میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ حیران کن نتائج سامنے آئیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت:۴۵)

''بے شک نماز فحاشی اور برے کاموں سے روکتی ہے''

غیر شادی شدہ شخص کے لئے عشاء کی نماز کے بعد یا نماز تہجد کے وقت دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شہوت کنٹرول ہونے کی دعا مانگنا تیر بہدف علاج ہے۔ شہوت کے اٹھتے طوفان رک جاتے ہیں سیلاب کے آگے بند بندھ جاتا ہے۔ عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۴) کثرتِ ذکر الٰہی:

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے۔ دماغ میں ہر وقت شیطانی شہوانی نفسانی خیالات کی بھرمار کو فکر کی گندگی کہتے ہیں۔ نوجوان شخص اپنے

خیالات کی دنیا میں خیالی محبوبہ سے ملاپ کا تصور کر کے شہوت کے مزے لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یہی خیالات دماغ میں چھائے ہوتے ہیں۔ اگر اس مرض کا علاج نہ کیا جائے تو معاملہ اتنا بگڑ جاتا ہے کہ عین نماز کی حالت میں بھی اپنی خیالات کی سیریز چل رہی ہوتی ہے۔

مجھے کیا پتہ تھا قیام کا مجھے کیا خبر تھی رکوع کی
تیرے نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

اسی لئے نماز اٹھک بیٹھک کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ علامہ اقبال نے سچ کہا ہے۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

ایسی صورتحال میں ذکر کی کثرت انسانی فکر کو گندگی سے پاک کر دیتی ہے۔ تجربہ شرط ہے۔

(ج) شہوت کا نبوی علاج

1 ...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح پر قدرت نہ رکھتا ہو اسے روزے رکھنے چاہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))

"تو جو نکاح نہ کر سے وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کیلئے وجاء ہے"

وجاء کا مطلب شہوت کو توڑنے والا یا ختم کرنے والا ہے۔ روزے رکھنے کا مقصود بھوکا رہنا یعنی پیٹ خالی رکھنا ہے۔ اس سے تکبر اور شہوت دونوں کا توڑ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فاقے کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ بھی کوئی فضیلت کی چیز ہے؟ فرمایا ہاں اگر فرعون کو فاقے آتے تو خدائی کا دعویٰ نہ

کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب خرمستیاں پیٹ بھرے ہونے کی بنا پر ہوتی ہیں۔

جس نوجوان کو پہلے روزے رکھنے کی عادت نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو ایام بیض کے روزے رکھے۔ جب عادت پختہ ہو جائے اور شہوت پوری طرح نہ ٹوٹے تو پھر ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات کے دو روزے رکھے۔ جب یہ عادت بھی پکی ہو جائے اور مزید روزہ رکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو صوم داؤدی رکھے یعنی ایک دن روزہ دوسرے دن افطار۔ یہ معمول سب سے بہتر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ پہلے دن روزہ رکھنے سے شہوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ متواتر کئی دن روزے کا معمول چلانے سے شہوت ٹوٹتی ہے۔ پھر سحری افطاری میں بھی پیٹ بھر کر نہ کھائے ورنہ مقصد فوت ہو جائے گا۔

۲ ...... باوضو رہنا: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ)) "وضو مومن کا اسلحہ ہے"

لہٰذا شیطانی حملے سے بچنے کے لئے وضو بہترین علاج ہے۔ نوجوان لوگ اگر باوضو رہنے کو اپنی عادت بنالیں تو عبادت کرنا ان کے لئے آسان ہو جائے۔ وضو سے انسان کو باطنی جمعیت نصیب ہوتی ہے۔ پریشان خیالی سے نجات مل جاتی ہے۔

۳ ...... دعا مانگنا: شہوت کنٹرول کرنے کا ایک خوبصورت علاج یہ بھی ہے کہ بارگاہ خداوندی میں فریاد کی جائے کہ میرے مولیٰ میں کمزور ہوں۔ میری مدد فرما۔ مجھے گناہ میں ملوث ہونے سے محفوظ فرما۔ نبی علیہ السلام سے بہت سی دعائیں منقول ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک نوجوان آیا اور اس نے زنا کی اجازت مانگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سوال کو سخت ناپسند کیا اور اسے ڈانٹا۔ نبی علیہ السلام نے اس اپنے قریب بلا کر فرمایا۔ کیا تم اپنی ماں سے کسی کا زنا کرنا پسند کرتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا اپنی بیٹی سے کسی کا زنا کرنا پسند کرتے ہو۔ اس نے کہا

نہیں۔فرمایا اپنی بہن کے ساتھ کسی کا زنا کرنا پسند کرتے ہیں اس نے کہا نہیں۔فرمایا کیا اپنی پھوپھی سے زنا کرنا پسند کرتے ہو اس نے کہا نہیں۔فرمایا اپنی خالہ سے کسی کا زنا کرنا پسند کرتے ہو۔اس نے کہا نہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم جس سے زنا کرو گے وہ کسی کی ماں ہوگی بیٹی ہوگی۔بیوی ہوگی۔پھوپھی ہوگی۔خالہ ہوگی۔جس طرح تم پسند نہیں کرتے اسی طرح اور لوگ بھی زنا کو اپنی محرم عورتوں کے لئے پسند نہیں کرتے اس کے بعد نبی علیہ السلام نے اپنا دست شفقت اس نوجوان کے سینے پر رکھ کر فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ)) (ابن کثیر ۳/۳۸)

''اے اللہ اس کے گناہ معاف فرما۔دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما''

اس دعا کا ایسا اثر ہوا کہ اس نوجوان کے دل میں پھر کبھی زنا کا خیال بھی پیدا نہ ہوا۔

احادیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام سے اور بھی دعائیں منقول ہیں۔ان کو مانگنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَ الْعِفَافَ وَالْغِنٰی))

(مسلم ۔ مشکوٰۃ باب الاستعاذہ)

''اے اللہ میں آپ سے ہدایت۔تقویٰ۔پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں''

بعض اوقات درج ذیل الفاظ میں دعا فرماتے

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَۃَ وَالْعِفَّۃَ وَالْحُسْنَ وَالرِّضَاءَ بِالْقَدْرِ))

(مشکوٰۃ باب الاستعاذہ)

''اے اللہ۔میں آپ سے صحت۔پاکدامنی۔خوبی اور تقدیر پر راضی رہنے کی درخواست کرتا ہوں''

بعض اوقات درج ذیل الفاظ میں دعا مانگتے:

((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وِ اَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ)) (ترمذی۔مشکوٰۃ ۲۱۷)

''اے اللہ مجھے سیدھے رستے کی رہنمائی فرما اور نفس کی برائی سے اپنی پناہ عطا فرما''

بعض احادیث میں درج ذیل دعا بھی منقول ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِن مُّنْکِرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ))

''اے اللہ میں بے اخلاق۔ برے اعمال۔ اور بری خواہشات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں'' (ترمذی)

بعض احادیث میں یہ دعا بھی آئی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَاءِ))

''اے اللہ میں عورتوں کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں''

سلف صالحین کے حالات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی قبولیت دعا کے اوقات میں شہوت کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک رات شہوت کا غلبہ ہوا۔آپ نے دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے لئے عورت اور دیوار میں کوئی فرق نہ رہا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ دعائیں پڑھنے سے قبول نہیں ہوتیں بلکہ دعائیں مانگنے سے قبول ہوتی ہیں۔دعا مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان سرتاپا یعنی سراپا دعا بن جائے۔ آنکھ نہیں روئی تو دل رو رہا ہو۔ دل کی گہرائیوں سے فریاد نکل رہی ہو کہ اے میرے مالک میں کمزور ہوں۔آپ قوی ہیں۔ ہر کمزور قوی کو مدد کے لئے پکارتا ہے۔لہذا میں آپ سے فریاد کرتا ہوں کہ مجھے عورت کے فتنے سے محفوظ فرمایئے اور میری شہوت کو میرے قابو بھی کر دیجئے۔ پھر اس کے نتائج دیکھئے۔ سچے پروردگار کا سچا قرآن گواہی

دے رہا ہے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

''کون ہے جو بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارے''

(د) شہوت کا فقیری علاج

سادہ سی بات ہے کہ اگر کسی مریض کو کسی دوا سے آرام ملے صحت نصیب ہو تو وہ دوسرے مریضوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ یہ دوا بڑی اچھی ہے آپ لوگ بھی استعمال کر کے دیکھیں۔ راقم الحروف کو اپنی زندگی میں جن باتوں نے نفع دیا وہ قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

﴿۱﴾ فارغ نہ رہیں:

شہوت کنٹرول کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو کاموں میں اتنا مشغول کر دیں کہ سر کھجانے کی فرصت ہی نہ ملے۔ جہاں دو کام کرنے ہوں وہاں درمیان میں تیسرے کام کو بھی گھسا دیں۔ بدن آرام طلب کرے آنکھیں نیند کو ترسیں حتی کہ سوتے وقت بستر پر گرنے والا معاملہ بن جائے۔ کام کام کام بس تھوڑا آرام کا اصول اپنائیں۔ پورے دن کی لائحہ عمل بنائیں۔ طالبعلم اپنا بھرپور وقت اپنی پڑھائی میں لگائیں، مدرسہ کے دینی تعلیم پانے والے طلباء عصر سے مغرب کھیلنے کو تعلیم کی مانند ضروری سمجھیں۔ فراغت کے وقت کتابوں کا شخصی مطالعہ کریں۔ کتابوں اپنا دوست بنائیں مدرسے کو وطن سمجھیں اور کتابوں کے کاغذ کو کفن سمجھیں اگر وقت بچ جائے تو قرآن مجید حفظ کرنے میں یا دہرانے میں مشغول رہیں۔ مزید وقت ہو تو کسی ذاکر شاغل شیخ الحدیث یا مفتی صاحب یا استاد کی صحبت و خدمت میں اپنا وقت گزاریں۔ نوجوان طلباء

کے پاس بلا مقصد بیٹھنے کو زہر ہلاہل کی مانند سمجھیں۔
مثل مشہور ہے۔

A young leading the young is like a blind leading the blind they will both fall into the ditch.

''ایک نوجوان دوسرے نوجوان کا رہبر بنے تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک اندھا دوسرے اندھے کو اپنی لاٹھی پکڑا دے۔ یقینی بات ہے کہ دونوں کسی وقت بھی گڑھے میں گر سکتے ہیں''

یونیورسٹی کالج میں پڑھنے والے طلبا فارغ وقت میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیں۔قریبی مسجد یا مدرسہ کے عالم صاحب سے ابتدائی صرف ونحو کو پڑھنا شروع کر دیں۔ وقت ساتھ دے تو جز وقتی طالبعلم کے طور پر حدیث پاک کی کتابیں بھی پڑھنا شروع کر دیں۔عصری علوم کے ساتھ ساتھ عالم کورس کو لینے سے انسان مرج البحرین (دو دریاؤں کا سنگم) بن جاتا ہے۔اگر حافظہ اچھا ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیں۔ پڑھنے سے دل اکتا جائے طبیعت تھک جائے تو کسی معذور شخص کی یا بیمار کی خدمت اپنے ذمے لیں اور خاموشی سے اس کے کام سمیٹ دیا کریں۔

دفتروں میں کام کرنے والے نوجوان بھی عالم کورس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اگر گھر کے کاموں میں اپنا وقت لگا سکیں تو اسے سنت نبوی ﷺ سمجھ کر کریں۔ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کو سعادت سمجھیں۔ان کی دعائیں لیا کریں تا کہ دین ودنیا کی سرخروئی نصیب ہو۔نوجوان حضرات کے وقت میں گنجائش ہو تو کسی شیخ کامل کی صحبت میں وقت گزاریں یا تبلیغی جماعت کی ترتیب میں اپنے آپ کو جوڑیں۔ فارغ رہنے کو اپنے اوپر

حرام سمجھیں۔کسی تجربہ کار انسان نے کہا ہے:

An Ideal mans brain is devol,s workshop.

''ایک فارغ آدمی کا دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے''

جسطرح کارخانے میں مشینیں تیار ہوتی ہیں اس طرح فارغ انسان کے دماغ میں شہوانی شیطانی منصوبے بنتے ہیں۔فارغ وقت میں اہل اللہ کے حالات زندگی پڑھنے مردہ دلوں زندگی ملتی ہے۔ان کا کلام دوا اوران کی نظر شفا ہوتی ہے۔

﴿۲﴾ تنہائی میں نہ رہیں:

شہوت کنٹرول کرنے کا دوسرا سنہری اصول یہ ہے کہ تنہا رہنے سے بچیں۔خلوت درانجمن کو اپنا اصول بنائیں۔نوجوان جب بھی تنہا ہوگا۔شیطان اسے ''خیالی محبوب'' کی مجلس میں پہنچا دے گا۔ایسی جگہ بیٹھ کر پڑھیں کہ جہاں دوسروں کی نظر پڑتی ہو۔بند کمروں میں بیٹھنے سے شیطان کو چھیڑ چھاڑ کا موقع مل جاتا ہے۔وہ کسی نہ کسی حسین چہرے کو سامنے کردیتا ہے۔بقول شاعر

ے تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اگر تنہائی میں شہوت کی آگ بھڑک اٹھے تو فوراً کمرے سے باہر نکل جائیں۔کسی ماہر نفسیات کا قول ہے کہ

''جب انسان کی شہوت میں ابھار آجاتا ہے تو آدھی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے''

ایسی حالت میں اگر تنہائی بھی ہو تو پوری عقل پر پردہ پڑنا آسان ہوتا ہے۔ **اللھم احفظنا منہ** تنہائی اور بے حیائی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔اگر چند سال کا بچہ بھی قریب ہو تو نوجوان فحش حرکات کرنے سے بچا رہتا ہے۔جب سمجھتا ہے کہ مجھے دیکھنے

والا کوئی نہیں تو شہوانی شیطانی حرکتوں میں لگ جاتا ہے۔ بوڑھوں کو تنہائی فائدہ دیتی ہے جبکہ نوجوانوں کو نقصان دیتی ہے۔ ایسے نوجوان کم ہوتے ہیں جو اپنی جوانی میں بوڑھوں جیسا دماغ رکھتے ہوں۔ ایک طالبعلم نے بتایا کہ میں جب بھی تنہا ہوتا ہوں۔ میرا عضو خاص ''تن جانے'' کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ ایسے نوجوان حضرات تنہا رہنے کو حرام سمجھیں۔ دو نوجوان تنہا رہنے والے اکیلے نوجوان کی مانند ہوتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ خطرے میں ہوتے ہیں۔ تنہائی میں ننگا ہونے سے بچیں۔ نبی علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّامِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَامَلَكَتْ يَمِيْنُكَ فَقَالَ اَفَرَأَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا۔ قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيَامِنْهُ))

(حجۃ البالغہ ۲/۱۶۲)

''اپنے ستر کی دیکھ بھال کر ہاں بیوی یا باندی کے پاس ہو تو اور بات ہے۔ اس نے پوچھا کہ اگر کوئی تنہا ہو تو۔ فرمایا: اس وقت اللہ سے شرمانا ضروری ہے''

﴿۳﴾ بغیر نیند لیٹنے سے گریز کریں:

نوجوان حضرات ایسے وقت میں بستر پر آئیں جب یہ پتہ نہ چلے کہ تکیے پر سر پہلے رکھا تھا یا نیند پہلے آئی تھی۔ جب آنکھ کھل جائے تو فوراً بستر سے اٹھ جائیں۔ بستر پر خواہ مخواہ لیٹے رہنے سے شہوت بھڑکتی ہے۔ ماں باپ اس بات پر نظر رکھیں کہ بچہ بغیر نیند کے بستر میں نہ پڑا رہے۔ بچوں کے سونے کے کمرے الگ الگ ہوں تو اندر سے کمرے کو بند کرنے کا بندوبست نہیں ہونا چاہیے۔ بچیوں کے کمرے میں ماں جب چاہے دروازہ کھول کر اندر چلی جائے۔ بچوں کے کمرے میں باپ جب بھی چاہے دروازہ کھول کر چلا جائے۔ بچوں کو اندھیرے میں سونے کی بجائے روشنی میں سونے کی عادت ڈالیں۔

ماں باپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ بچے کی نیند میں کیا حالت ہوتی ہے۔اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہوتا ہے۔نوجوان حضرات اوندھا لیٹ کر سونے سے پرہیز کریں۔ایسی حالت میں تو بوڑھوں کے عضو میں تناؤ آ جاتا ہے۔نوجوان تو بھڑکتی آگ ہوتے ہیں۔ایک حدیث پاک میں ابن طخفہ غفاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اَبِیْ۔ بَیْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ اِذَا رَجُلٌ یُحَرِّکُنِیْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اَنَّ هٰذِهٖ فَجْعَةٌ یُبْغِضُهَا اللّٰهُ۔ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ابوداؤد)

''میرے والد کہتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کسی نے مجھے اپنے پاؤں سے حرکت دی، پھر کہا کہ یہ ایسا لیٹنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوئے ہیں، میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے''

دو نوجوان ایک بستر یا ایک چادر میں ہرگز نہ لیٹیں۔ہوسٹل کے نگران حضرات ایک کمرے میں تین سے کم بچوں کو ہرگز نہ رہنے دیں۔

﴿۴﴾ بیت الخلا میں زیادہ دیر نہ لگائیں:

بیت الخلا ضرورت پوری کرنے کی جگہ ہوتی ہے لہٰذا فراغت ہوتے ہی باہر نکل آنا چاہئیے۔بعض نوجوان بیت الخلا کو بیت الخالہ سمجھ کر بیٹھ ہی جاتے ہیں۔ننگے بدن کی حالت میں شہوت بھڑکنا بہت آسان ہوتا ہے۔بیت الخلا میں بغیر ضرورت عضو خاص کو ہاتھ نہ لگائیں۔ورنہ ہاتھ سے زنا کرنے کی عادت پڑ جائے گی۔پوشیدہ بالوں کو بھی صاف کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگانی چاہیے۔ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس بات پر نظر رکھیں کہ بچہ بیت الخلا میں کتنا وقت لگاتا ہے۔جو نوجوان بستر اور بیت الخلا میں گناہ سے بچ گیا اس کے لئے پاکدامنی کی زندگی گزارنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔بیت الخلا میں آنے جانے کی مسنون دعائیں معنی کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھی جائیں تو بہت فائدہ

ہوتا ہے۔

نوجوان بچے اگر بیت الخلا میں زیادہ دیر لگائیں تو ماں کو چاہیے کہ پہلے سمجھائے۔ اگر نہ سمجھیں تو ڈانٹ پلائے۔ جب دیکھے کہ وقت زیادہ لگ رہا ہے تو فورا بیت الخلا کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ اتنی زیادہ سختی کرے کہ نوجوان بچے بیت الخلا میں چند منٹ زیادہ لگانے سے گھبرائیں کہ ابھی امی دروازہ کھٹکھٹائے گی۔ پھر خوب ڈانٹ پڑ جائے گی۔

﴿۵﴾ فحش مذاق سے بچیں:

نوجوانی میں ظرافت کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں لطیفے سننے سنانے کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس عادت کو کنٹرول نہ کیا جائے تو نوجوانی میں مذاق کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جن لوگوں سے طبیعت کھلی ہوتی ہے پھر ان کے ساتھ فحش مذاق کی عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ انتہائی خطرناک معاملہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(النور ۱۹)

”جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ شہرت ہو بدکاری کی ایمان والوں میں، ان کیلئے دردناک عذاب ہے، دنیا میں اور آخرت میں اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“

☆ بعض نوجوان آپس میں ملتے ہیں جو پوچھتے ہیں ”آج آپ نہائے ہوئے لگتے ہیں“ پس اس سے فحش مذاق کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

☆ بعض نوجوان ایک دوسرے کو پیار محبت میں فحش گندی گالیاں دیتے ہیں بھلا اس سے گندہ کام اور کیا ہو سکتا ہے۔

☆ بعض نوجوان ایک دوسرے کے جسم کو ہاتھ لگانے۔ گدگدی کرنے کا مذاق کرتے

ہیں۔یہ فحاشی کا دروازہ کھولنے کی کنجی ہے۔

☆ بعض نوجوان ملتے وقت ایک دوسرے کو خوب دباتے ہیں۔اس سے پوشیدہ اعضاء کو ایک دوسرے کے جسم سے رگڑنے کا موقع مل جاتا ہے۔شہوت بھڑکتی ہے۔زنا کا راستہ آسان ہوجاتا ہے۔

☆ اگر فحش مذاق کی عادت رشتہ دار لڑکے لڑکی میں آجائے تو بقول شاعر ''بات پہنچی تیری جوانی تک'' دیور بھابھی۔خالہ بھانجے یا اسی طرح کے دیگر رشتوں میں مذاق کی عادت خطرناک حد تک نقصان دہ ہے۔

☆ بعض شادی شدہ مردوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ نوجوان لڑکوں کو اپنی ازدواجی زندگی کی اتنی تفصیلات بتاتے ہیں کہ نوجوان تصور کی آنکھ سے ایک مرد وعورت کو ہمبستری کرتا ہوئے دیکھتے ہیں۔حدیث پاک میں ہے:

﴿ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَاللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِىْ اِلٰى اِمْرَأَةٍ وَتُفْضِىْ اِلَيْهِ ثُمَّ يُنْشِرُ سِرَّهَا ﴾ (مسلم ۱۔۴۶۴)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہے جو اپنے بیوی سے ہمبستری کرے پھر یہ راز کی حالت دوسروں پر کھول دے''

ایسے شخص کی باتیں سننا حرام ہوتا ہے۔

☆ بعض نوجوان ایک دوسرے کو اپنی عشق ومحبت کی داستانیں سناتے ہیں۔بعض فساق نوجوانوں کی محفل میں بحث چلتی ہے کہ اگر تمہیں کوئی عورت اکیلی مل جائے تو کیا کرو گے۔سب باری باری اپنے مذموم جذبات کا اسطرح اظہار کرتے ہیں کہ ہر نوجوان کی طبیعت زنا کے لئے بے تاب ہوجاتی ہے۔یہ محفلیں انسان کو نہ دین کا چھوڑتی ہیں نہ دنیا کا ایسی محفلوں میں جانا اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں اپنا نام لکھوانے کی مانند ہے۔

☆......والدین اس بات کو نوٹ کریں کہ نوجوان بچے گھر سے باہر چند منٹ بھی نہ گزاریں۔ انہیں جو کچھ کرنا ہے گھر میں کریں تا کہ ماں باپ کی نظر اولاد کی شیطان سے اور شیطان نما انسانوں سے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ نوجوان بچے پڑھنے جائیں تو چھٹی ہوتے ہی گھر آئیں۔ چند منٹ کی دیر ہونے پر ماں ان سے جواب طلبی کرے۔ بچے کو دوستوں سے ملنے کی اجازت دینے کی بجائے یہ کہا جائے کہ وہ اپنے دوست کو گھر ملنے کی بجائے سکول میں ہی مل لیا کرے۔ ماں باپ بچوں سے پوچھتے رہیں کہ وہ آپس میں مل کر کیا باتیں کرتے ہیں۔ بچے کچے ہوتے ہیں۔ دو چار باتوں میں اندر کا راز کھول بیٹھتے ہیں۔ اگر جھوٹ بولیں تو بھی جلدی پکڑے جاتے ہیں۔ لڑکیاں اگر سہیلی کے گھر جانا چاہیں تو انہیں کسی صورت اجازت نہیں دینی چاہیے۔ سہیلی سے اسکے بھائی اور پھر چار پائی تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ ماں باپ کو کان خبر بھی نہیں ہوتی۔

﴿۶﴾ بدنظری کے مواقع سے بچیں:

نوجوان حضرات گلی کوچہ بازار سے گزرتے ہوئے بدنظری سے بچیں۔ کاروباری حضرات کو عورت سے لین دین کرنا پڑے تو اس طرح کریں کہ جیسے اس سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ قریب سے گزرتی بس یا کار کو نہ دیکھا کریں۔ عام طور پر کھڑکیوں کے پاس بے پردہ عورتیں بیٹھی نظر آتی ہیں۔ اخبار و رسائل میں عورت کی تصویر کو دیکھنا بھی شہوت بھڑکنے کا سبب بنتا ہے۔ بے ریش لڑکوں کے چہرے کو بھی نہ دیکھا کریں۔ نوجوان کی مثال پٹرول کی مانند ہے اور بدنظری آگ لگانے کی مانند ہے۔

﴿۷﴾ قبرستان جاتے رہا کریں:

شہروں کی رنگینیاں انسان کو اپنے انجام سے بے خبر کر دیتی ہیں موت کو یاد رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جنازوں کے ہمراہ قبرستان جائیں۔ شکستہ قبروں پر غور کریں کہ

کیسے کیسے حسینوں کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔ دنیا کی مدہوش کالونی میں رہنے والے لوگوں کو قبرستان کی خاموش کالونی میں جا کر ہوش آجاتا ہے۔ شہوت کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ طبیعت کی خرمستیوں کو سکون مل جاتا ہے۔

میت کو قبر میں دفن کرنے کا منظر کتنا عبرتناک ہوتا ہے۔ جو لوگ اپنے کپڑوں پر میلا دھبہ پسند نہیں کرتے تھے انہیں منوں مٹی کے نیچے دبایا جا رہا ہے۔ جو محفلوں کی زینت بنتے تھے آج قبر کی زینت بن رہے ہیں۔ جو شمع محفل بن کر زندگی گزارتے تھے آج عبرت کا نشان بنے پڑے ہیں۔ جو عورتوں کے جھرمٹ میں زندگی گزارتے تھے آج تنہائی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہمارے بعض بزرگوں نے اپنے گھر میں قبر کھود رکھی تھی روزانہ اس میں لیٹتے اور اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہتے کہ یاد رکھو ایک دن تمہیں قبر میں دفن ہونا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو۔

ایک آدمی کو ہارٹ اٹیک ہوا اور موت آ گئی۔ گھر کے سب لوگ ایک ہفتے کے لئے کسی شادی کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ صاحب گھر پر اکیلے تھے۔ ان کی لاش ایک ہفتہ پڑی رہی۔ جب اہل خانہ گھر واپس آئے تو پورا گھر تعفن اور بدبو سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی اندر داخل ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک صاحب نے ناک پر کپڑا لپیٹا۔ اندر داخل ہو کر دیکھا کہ ان کے جسم میں کیڑے پڑ چکے تھے۔ دونوں آنکھوں کے ڈھیلے نکل کر رخساروں پہ آ گئے تھے۔ دونوں ہونٹ جسم سے الگ ہو چکے تھے۔ مردہ بکری کی طرح دانت نظر آ رہے تھے۔ پیٹ میں گڑھا پڑ گیا تھا جو کیڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ ناک سے پانی بہہ کر دونوں کانوں تک پھیل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کے ذہن پر منظر ایسا نقش ہوا کہ کئی مہینے تک نہ انہیں نیند آتی تھی نہ کھانا اچھا لگتا تھا۔ نہ ہی لوگوں کی محفلوں میں بیٹھنے کو دل کرتا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دنیا کی حقیقت کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

جب نوجوان کو شہوت گناہ پر مجبور کرے تو اسے چاہیے کہ قبر کے منظر کو یاد کرے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اکثروا ذکروا هازم اللذات الموت)) (الجامع الصغیر: ج ۱، ص ۲۰۸)

''لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو''

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے بہترین جزادے جنہوں نے حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور دنیا کی عارضی عیاشیوں کو چھوڑ کر آخرت کے دائمی عیش پانے کی راہ دکھائی۔

۸ جلتی آگ سے عبرت پکڑیں:

نوجوان حضرات کو چاہیے کہ جلتی آگ کے شعلے دیکھ کر عبرت حاصل کریں کبھی کبھی گوشت کا ٹکڑا ڈال کر دیکھیں کہ آگ اسے کس طرح جلا کر کوئلہ بنا دیتی ہے۔ ہمارے سلف صالحین لوہار کی بھٹی میں آگ کو دیکھ کر بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ رابعہ بصریہ کو کسی نے مرغ کھانے کے لئے پیش کیا۔ انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ خادم نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا مجھ سے یہ مرغ اچھا ہے کہ اسے آگ میں بھوننے سے پہلے ذبح کیا گیا جان نکالی گئی۔ پھر بھونا گیا۔ اگر رابعہ کو قیامت کے دن معافی نہ ملی تو مجھے تو زندہ حالت میں جہنم کی آگ میں بھونا جائے گا۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ (فصلت: ۴۰)

''بھلا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو روز قیامت امن کے ساتھ آیا۔ عمل کرو جو تم چاہو بے شک وہ تمہارے عمل کو دیکھتا ہے''

آگ دیکھ کر اس آیت کے معانی کو ذہن میں دہرائیں تو شہوت کنٹرول کرنا

آسان ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کا سیلاب پھر بھی نہ تھمے تو اپنی انگلی آگ کے قریب کر کے دیکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ﴾ (واقعہ)

''بھلا تم دیکھو آگ کو جو لگاتے ہو، کیا تم نے پیدا کیا ہے اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے، ہم نے بنایا ہے اسے نصیحت اور نفع کا سامان جنگل والوں کیلئے''

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (البقرہ:۲۴)

''بچو ایسی آگ سے کہ اس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر''

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا﴾ (المؤمن :۴۶)

''آگ ہے صبح اور شام اس پر ان کو پیش کیا جاتا ہے''

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا﴾

''بے شک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور دردناک عذاب'' (المزمل:۱۲،۱۳)

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۔ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ﴾ (ھمزہ:۶،۷)

''آگ ہے اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی اور وہ جھانک لیتی ہے دلوں پر''

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيرًا﴾ (فرقان:۱۲)

''سنیں اس کیلئے جھنجھلانا اور چلانا''

(۹) روز محشر کی ذلت:

شہوت کا زور توڑنے کے لئے روز محشر کی پیشی کو یاد کرنا ضروری ہے۔ اس دن کی ذلت بڑی اور بری ہوگی۔ جو شخص دو آدمیوں کے سامنے کی ذلت برداشت نہیں کرسکتا وہ ساری مخلوق کے سامنے کی ذلت کیسے برداشت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ﴾ (الطارق:۹)

''جس دن بھید کھول دیا جائیں گے''

جب اللہ تعالیٰ چھپے رازوں کو کھولیں گے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کیا کمی رہ جائے گی۔ ماں باپ کے سامنے اولاد رسوا ہوگی۔ میاں کے سامنے بیوی۔ باپ کے سامنے بیٹی اور بیٹے کے سامنے ماں رسوا ہوگی۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہمارے سامنے کیا بن کے رہتے تھے اور خلوتوں میں کیا کرتوت کرتے پھرتے تھے۔

قیامت کے دن مجرم اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم و ندامت کی وجہ سے سر بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ﴾

(السجدہ:۱۲)

''اگر آپ دیکھیں جب کہ مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ﴾ (شوریٰ:۴۵)

''آنکھ جھکائے ہوئے ذلت سے''

انسان پریشان ہوگا مگر سر چھپانے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ﴾ (القیمة ۱۰)

''کہے گا انسان اس دن کہاں بھاگ کر جاؤں''

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرتا ہوگا۔ قیامت کے دن وہ اس حال میں اٹھے گا کہ اسکا ہاتھ حاملہ عورت کے پیٹ کی طرح پھولا ہوا ہوگا۔

نوجوان حضرات قیامت کے مناظر کو بار بار سوچا کریں تا کہ خشیت الٰہی حاصل ہو کر گناہوں سے نجات نصیب ہو۔

(۱۰) معیت الٰہی کا استحضار:

نوجوان کو چاہیے کہ ہر وقت معیت الٰہی کے بارے میں سوچتا رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾

''وہ ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو''

اللہ تعالیٰ ہمارے پاس ہوتے ہیں فرمایا:

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾

''اور ہم آپ سے شہہ رگ سے زیادہ قریب ہیں''

ہم جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں جو بولتے وہ سب کچھ سنتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَسْمَعُ وَ اَرٰى﴾ ''میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں''

اگر کوئی ہمارا قریبی ہمیں تنہائی میں فحش حرکات کرتا دیکھے تو ہمیں کتنی ندامت

ہوگی۔ اگر کسی عورت کا بھائی یا خاوند دیکھ رہا ہو تو ہم اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہوئے گھبرائیں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں ہم پھر بھی احساس نہیں کرتے۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے میرے دل پر الہام فرمایا کہ میرے بندوں سے کہدو ''جب تم گناہ کرتے ہو ان تمام دروازوں کو بند کر لیتے ہو جس سے مخلوق دیکھتی ہے اور اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم درجے کا تم مجھے سمجھتے ہو۔'' اللہ اکبر کبیرا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى﴾ (العلق:۱۴)

''کیا نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے''

ایک اور جگہ فرمایا

﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾

''وہ آنکھوں کی خیانت کو اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہوا ہے اسے جانتا ہے''

اس مضمون کو کسی صاحب دل نے اپنے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔

؎ چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

(۱۱) ماحول بدل لو:

جہاں شہوت ابھرنے کا بھرپور سامان ہو۔ زنا کی طرف مائل کرنے والے اسباب موجود ہوں اس جگہ کو چھوڑ دینا اور ماحول کو بدل لینا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زنان مصر نے گناہ کی طرف مائل کرنا چاہا تو انہوں نے دعا مانگی

﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ﴾ (یوسف ۳۳)

''اے رب جیل مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جسکی طرف وہ مجھے بلاتی ہے''

اسی طرح بنی اسرائیل کے سو آدمیوں کے قاتل نے جب توبہ کی تو اسے اپنی بستی چھوڑنے اور نیکوں کی بستی کی طرف جانے کا حکم ہوا۔ دوسرے الفاظ میں ماحول بدلنے کا حکم ہوا۔ معصیت کے ماحول کو چھوڑنا اور نیکی کے ماحول کو اپنانا لازمی ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ ایسی تصویر لگی ہے جس کو دیکھ کر شہوت بھڑک اٹھتی ہے تو اس جگہ کو فورا چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر کسی جگہ ایسا انسان ہے جس کو دیکھنے سے یا بات کرنے سے شہوت بھڑکتی ہے یا اس کی طرف سے دعوت گناہ ملتی ہے تو اس جگہ کو چھوڑ دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کمرے میں ٹی وی چل رہا ہے اور آپ بند کرنے پر قادر نہیں ہیں تو اس جگہ سے اٹھ کر چلے جائیں۔

(۱۲) پوشیدہ امراض:

شہوت کو ہاتھ سے پورا کرنے سے یا کسی عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے یا بد فعلی کرنے سے انسان کے جسم میں خطرناک امراض پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کا علاج معالجہ بھی رسوائی کا باعث بنتا ہے۔ بعض اوقات نوجوان اپنی جوانی میں اتنے کمزور ہو جاتے ہیں کہ شادی کے بعد بیوی سے مباشرت کے قابل نہیں رہتے۔ اس سے نہ صرف اپنی زندگی تباہ ہوتی ہے بلکہ بیوی کی بھی زندگی برباد ہوتی ہے، بعض اوقات نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے تو دو خاندان ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ نوجوان حضرات یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ شہوت کو غلط طریقے سے یا غلط جگہ پر پورا کرنے سے رسوائی کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

(۱۳) زنا انسان پر قرض ہوتا ہے:

جب انسان پر شہوت کا بھوت سوار ہو اور زنا کرنے کے لئے طبیعت بے قرار ہو تو

ذہن میں یہ سوچ کہ ایک تو زنا گناہ کبیرہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ دوسرا یہ انسان کے سر پر قرض ہوتا ہے۔ اس قرض کو گھر کی کوئی عورت ضرور چکاتی ہے۔ چاہے بیٹی ہو۔ بیوی ہو یا بہن ہو۔ خوشی سے اتارے یا مجبوری میں اتارے۔ اگر آج میں کسی کی عورت کے ساتھ زنا کروں گا کل کوئی میری عورت کے ساتھ زنا کرے گا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کی عورتوں کے ساتھ پرہیز گاری کا برتاؤ کرو۔ لوگ تمہاری عورتوں کے ساتھ پرہیز گاری کا معاملہ کریں گے۔ اس کو ادلے کا بدلہ کہتے ہیں۔ انسان جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ مثل مشہور ہے:

As you sow, so shell you reap.

جو کچھ تم بیج ڈالو گے وہی کاٹو گے

اس خیال کو بار بار ذہن میں دہرانے سے شہوت کا بخار اتر جائے گا۔ شفائے کاملہ نصیب ہو جائے گی۔

(۱۳) زنا کرنے سے شیطان کا دوست:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِىٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَ اَنِ اعْبُدُوْنِىْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ـ وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (یٰسین: ۶۰، ۶۲)

”اے اولاد آدم میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ نہ عبادت کرو تم شیطان کی وہ بے شک تمہارا کھلا دشمن ہے، اور عبادت کرو میری یہ ہے سیدھی راہ اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو پھر کیا تم میں سمجھ نہ تھی“

زنا کرنے سے انسان شیطان کا ساتھی بنتا ہے جبکہ پرہیز گاری سے انسان اللہ کا دوست بنتا ہے۔ نوجوان ذہن میں یہ سوچ کہ کل قیامت کے دن میں عباد الرحمٰن میں

شامل ہونا چاہتا ہوں تو مجھے زنا سے بچنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دربار سے دھتکار دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا﴾ (الکہف:۵۰)

''کیا تم بناتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کیلئے برا ہے بدلہ''

اگر کل قیامت کے دن زانی کو یہی کہہ دیا گیا کہ تم نے مجھے چھوڑ کر شیطان کی پیروی کی تھی لہٰذا اسی کے ساتھ جہنم میں جاؤ تو پھر کیا بنے گا۔ اس آیت کے معانی پر غور کرنے سے اور اس کو اکثر و بیشتر پڑھتے رہنے سے شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۴) اپنا کوٹہ ختم:

اللہ تعالیٰ نے انسان کا رزق متعین کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (الحجر:۲۱)

''اور ہر چیز کے خزانے ہیں ہمارے پاس اور ہم اسے ایک متعین اندازے سے ہی اتارتے ہیں''

ہر چیز کی ایک مقدار متعین ہے انسان نے دنیا میں کتنے دن زندہ رہنا ہے۔ کتنے سانس لینے ہیں یا کتنی بار شہوت کی لذت سے لطف اندوز ہونا ہے۔ اگر بالفرض ایک شخص کی زندگی ۶۵ سال ہے اور اس نے پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہونا ہے تو بقیہ ۵۰ سال میں اس نے ۶۰۰۰ مرتبہ شہوت کی لذت پانی ہے۔ اگر یہ نوجوان عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارے گا تو یہ لذت اپنی بیوی سے ہمبستری کے ذریعے کامل طور پر حاصل

کرے گا۔ اگر شہوت سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھ سے یا زنا کاری سے شہوت پوری کرے گا تو اتنا کوٹہ گھٹ جائے گا۔ اسی لئے جو نوجوان لڑکے مشت زنی اور نوجوان لڑکیاں انگشت زنی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی ازدواجی زندگی کی لذتیں یا تو ادھوری رہ جاتی ہیں یا نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہیں۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر لڑکی نے اپنا کوٹہ شادی سے پہلے ضائع کر لیا تو اسکا خاوند کسی دوسری لڑکی سے شادی کر کے اپنا کوٹہ پورا کرے گا۔ اگر شادی نہ کی تو زنا کاری بدکاری کا راستہ اپنائے گا۔ اسی طرح اگر لڑکے نے شادی سے پہلے اپنا کوٹہ ضائع کر لیا تو اس کی بیوی چھپی آشنائی کے ذریعے اپنی مستیاں اڑائے گی۔ لہٰذا غلط طریقے سے شہوت پوری کر کے انسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ ذرا صبر سے کام لے تو حرام کی بجائے حلال طریقے سے سب کچھ مل جائیگا۔ میاں بیوی میں پیار و محبت کی زندگی ہو گی۔ ایک دوسرے پر جان چھڑکیں گے۔ لوگ انہیں مثالی جوڑا کہیں گے۔ مرد مثالی خاوند کہلائے گا عورت مثالی بیوی کہلائے گی۔ نصیب اپنا اپنا ہوتا ہے مگر جلد بازی سے حرام کام ہو گا اور صبر کر لینے سے حلال بن جائے گا۔ نوجوان حضرات اگر اس نکتے پر غور کریں تو شہوت کو قابو کرنا اور شرمگاہ کو تھامنا آسان ہو جائے گا۔

شہوت کا طبی علاج

اگر کوئی نوجوان اپنی بد عادات کی وجہ سے جنسی طور پر کمزور ہو گیا ہے اس کی حس اتنی تیز ہو گئی ہے کہ ذرا سے بات سے اس کی شہوت بھڑک اٹھتی ہے۔ ہر وقت عضو خاص میں تناؤ رہتا ہے۔ دماغ میں شیطانی شہوانی خیالات ہر وقت چھائے رہتے ہیں۔ احتلام کی کثرت ہوتی ہے تو اس مرض سے علاج کروانے کے لئے وہ کسی دیندار طبیب یا ماہر جنسیات ڈاکٹر سے رجوع کرے۔ اس میں دیر کرنے سے انسان کا بہت نقصان ہوتا

ہے۔نوجوان لڑکیاں اگرلیکوریا کی مریضہ ہوں تو انہیں بھی علاج کروانا چاہیے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی ہے اس کی دوا بھی نازل فرمائی ہے۔

عورت کا جہاد:

قرآن مجید میں زنا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي (زانیہ عورت اور زانی مرد)۔اس میں عورت کا تذکرہ پہلے کیا گیا جبکہ مرد کا تذکرہ بعد میں کیا گیا ہے۔مفسرین نے اس کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ زنا کی ابتدا عورت سے شروع ہوتی ہے مثلاً عورت نے پردہ کرنے میں بے احتیاطی کی اور مرد نے دیکھ لیا تو معاملہ آگے بڑھا۔عورت نے مرد سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ اختیار کیا تو مرد کو بات سے بات بڑھانے کا موقع مل گیا۔عورت بے وقت بغیر محرم کے گھر سے نکلی مرد کو زنا بالجبر کا موقع مل گیا۔عورت نے مرد کی نیت میں فتور محسوس کرنے کے باوجود اہل خانہ کو نہ بتایا مرد کو ورغلانے کا موقع مل گیا۔عورت نے مرد کا رقعہ پڑھ کر۔ٹیلیفون سن کر یا پیغام وصول کر کے سختی کا رویہ نہ اختیار کیا تو اسکا نتیجہ زنا تک جا پہنچا۔چونکہ مرد عورت سے زنا کرنے میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ عورت آمادہ نہ ہو۔اسی لئے قرآن مجید نے زنا کے عمل میں عورت کو پہلے قصوروار ٹھہرایا ہے۔عورت کو چاہیے کہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرنے کوئی کمی نہ رہنے دے۔شرع شریف نے جسطرح جہاد کرنے والے مرد کو مجاہد کی فضیلت سے نوازا ہے۔پاکدامن عورت کو گھر کی چاردیواری میں رہتے ہوئے اللہ کے دفتر میں ''مجاہدہ'' لکھی جاتی ہے۔اسی لئے قیامت کے ہولناک دن میں اسے عرش کا سایہ عطا کیا جائے گا۔درج ذیل میں مرد اور عورت کے جہاد کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	مرد کا جہاد	عورت کا جہاد
(۱)	نبی علیہ السلام نے مردوں سے جہاد کرنے پر بیعت رضوان لی	نبی علیہ السلام نے عورت سے عفت وعصمت کی حفاظت پر بیعت لی
(۲)	مجاہد کا جہاد گھر سے باہر نکل کر ہوتا ہے	عورت کا جہاد گھر میں رہ کر بھی ہوتا ہے
(۳)	مجاہد کا جہاد کافر دشمن کے ساتھ ہوتا ہے	عورت کا جہاد غیر محرم رشتہ دار کے ساتھ بھی ہوتا ہے
(۴)	دشمن مجاہد پر گولیاں برساتا ہے	غیر محرم عورت پر مست نگاہوں کے تیر چلاتا ہے
(۵)	دشمن مجاہد کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے	غیر محرم عورت کے جسم پر اختیار حاصل کرنا چاہتا ہے
(۶)	دشمن مجاہد کے ملکی وسائل سے فائدہ لینا چاہتا ہے	غیر محرم عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے
(۷)	مجاہد دشمن کو ملکی سرحد سے دور رکھتا ہے	عورت غیر محرم کو اپنے آپ سے دور رکھتی ہے
(۸)	مجاہد دشمن کو ملک کے اندر ایک انچ گھسنے کی اجازت نہیں دیتا	عورت غیر محرم کو اپنے جسم کے ساتھ انگلی لگانے کی بھی اجازت نہیں دیتی
(۹)	مجاہد دشمن پر اعتماد نہیں کرتا	عورت غیر محرم پر اعتماد نہیں کرتی
(۱۰)	مجاہد مورچے میں رہ کر اپنا دفاع کرتا ہے	عورت گھر کی چاردیواری میں رہ کر اپنی حفاظت کرتی ہے
(۱۱)	مجاہد سمجھتا ہے کہ دشمن نے دیکھ لیا تو جان کا خطرہ ہے	عورت سمجھتی ہے کہ غیر محرم نے دیکھ لیا تو آبرو لٹ جانے کا خطرہ ہے
(۱۲)	دشمن مجاہد کے ملک کو لوٹ لیتا ہے	غیر محرم عورت کی عزت وآبرو کو لوٹ لیتا ہے
(۱۳)	مجاہد نے دشمن کو دور رکھ کر غازی کا درجہ پایا	عورت نے غیر محرم کو دور رکھ کر مجاہدہ کا لقب پایا
(۱۴)	مجاہد دشمن سے چھپ کے کام کرتا ہے	عورت غیر محرم سے چھپ کر اپنا کام کرتی ہے
(۱۵)	مجاہد دشمن کے وار سے بچنے کے لئے زرہ پہنتا ہے	عورت غیر محرم کی نگاہوں سے بچنے کے لئے برقعہ پہنتی ہے
(۱۶)	مجاہد کو دشمن کے سامنے استقامت دکھانے پر کامیابی ملتی ہے	عورت کو غیر محرم کے معاملے میں استقامت دکھانے پر کامیابی ملتی ہے
(۱۷)	دشمن مجاہد سے مذاکرات کو چال کے طور پر استعمال کرتا ہے	غیر محرم عورت کے ساتھ بات چیت کو چال کے طور پر استعمال کرتا ہے

نمبر شمار	مرد کا جہاد	عورت کا جہاد
(۱۸)	دشمن مجاہد کے ملک میں جاسوس بھیجتا ہے	غیر محرم عورت کی طرف پیغام بر یا فون کال بھیجتا ہے
(۱۹)	دشمن مجاہد کے راستے میں بارودی سرنگیں بچھا کر کامیاب ہوتا ہے	غیر محرم عورت کی طرف تحفے تحائف بھیج کر مقصد میں کامیاب ہوتا ہے
(۲۰)	مجاہد کو دن رات سرحد کا پہرہ دیکر اجر ملتا ہے	عورت کو دن رات غیر محرم سے محتاط رہنے پر اجر ملتا ہے
(۲۱)	مجاہد دشمن کو رمل کے ذریعے کمزوری کا پتہ نہ چلنے دے	عورت پردے کے ذریعے غیر محرم کو اپنے حسن و جمال کا پتہ نہ چلنے دے
(۲۲)	اندرونی دشمن مجاہد کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرتے ہیں	عورت کو نفس غیر محرم کے سامنے نرم ہو جانے پر مجبور کرتا ہے
(۲۳)	مجاہد کو جہاد اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے	عورت کو پاکدامنی اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے
(۲۴)	مجاہد کو دشمن سے خطرہ ہو تو مومن دوست سے مدد ملتی ہے	عورت کو غیر محرم سے خطرہ ہو تو اپنے محرم مردوں سے مدد ملتی ہے
(۲۵)	مجاہد کو چاہیے کہ دشمن کے حملے کا دندان شکن جواب دے	عورت کو چاہیے کہ غیر محرم کی بات کا منہ توڑ جواب دے
(۲۶)	مجاہد کو اپنے ملک کی حفاظت کرنے سے محبت ہوتی ہے	عورت کو اپنے ناموس کی حفاظت کرنے سے محبت ہوتی ہے
(۲۷)	مجاہد کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہیں	پاکدامن عورت کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہیں
(۲۸)	مجاہد کو اندرونی دشمن سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے	عورت کو رشتہ دار غیر محرم سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے
(۲۹)	مجاہد ملک کی حفاظت کرتے مرا تو شہید ہوتا ہے	عورت اپنی عزت کی حفاظت کرتے مری تو شہید ہوتی ہے
(۳۰)	مجاہد کو چاہیے کہ اپنی کامیابی کے لئے اللہ سے دعا مانگے	عورت کو چاہیے کہ اپنی عزت وعفت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

شہوت کنٹرول کرنے سے متعلق امتحانی پرچہ

نوٹ: تمام سوالات کے جواب دینے لازمی ہیں۔ سامنے دیئے گئے جوابات میں سے صحیح پر نشان لگائیے۔

(۱) کیا آپ غیر محرم کو شہوت کی نظر سے دیکھتے ہیں؟	A	B
(۲) کیا آپ خود غیر محرم کزنوں سے پردہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟	A	B
(۳) کیا آپ اپنے دوستوں سے شہوت بھرا مذاق کرتے ہیں؟	A	B
(۴) کیا آپ ٹی وی سکرین پر خبریں ڈرامے دیکھتے ہیں؟	A	B
(۵) کیا آپ محبت بھرے افسانے یا تین عورتیں تین کہانیاں پڑھتے ہیں؟	A	B
(۶) کیا آپ کسی حسین یا حسینہ سے چھپی محبت کرتے ہیں؟	A	B
(۷) کیا آپ کو انڈین گانے یا پاپ میوزک اچھی لگتی ہے؟	A	B
(۸) کیا انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرتے یا جنسی تصویریں دیکھتے ہیں؟	A	B
(۹) کیا آپ ٹیلی فون پر غیر محرم سے جنسی باتیں کرتے ہیں؟	A	B
(۱۰) کیا آپ غیر شرعی طریقے سے شہوت پوری کرتے ہیں؟	A	B

ہدایت:

ہر سوال کے جواب پر ۱۰ نمبر دیتے جائیں پھر ٹوٹل کریں۔

☆......اگر B نمبر ۵۰ سے زیادہ تو آپ فیل ہیں۔ فوری توبہ کے ذریعے دوبارہ امتحان میں حاضر ہوں۔

☆......اگر A نمبر ۵۰ سے زیادہ تو آپ پاس ہیں۔ توبہ استغفار کے ذریعے اپنی ڈویژن امپروو کرنے کی کوشش کریں۔

☆......اگر A نمبر ۸۰ سے زیادہ تو آپ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہیں۔ تھوڑی ہمت

کرنے سے اعزاز حاصل کر سکتے ہیں۔

☆......اگر A نمبر ۱۰۰ کے برابر ہیں تو آپ نے امتیازی پوزیشن حاصل کر لی۔آپ مبارکباد کے لائق ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کریں۔ہم سے رابطہ کریں ہم آپ کو مٹھائی کھلائیں گے یا آئس کریم۔مزید برآں آپ سے درخواست کریں گے کہ ہم عاجز مسکینوں کی بخشش کے لئے دعا فرما دیں۔سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکدامن شخص کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے۔

باب ۱۰

زنا سے توبہ

انسان خطا کا پتلا ہے۔ بتقاضائے بشریت گناہ کا مرتکب ہو بیٹھتا ہے۔ جب احساس ہوتا ہے تو دل میں ندامت ہوتی ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اسی ندامت کا دوسرا نام توبہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ)) ''ندامت توبہ ہے''

اس لئے بندہ گناہ کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی غضبناک نہیں ہوتے۔ وہ حلیم ہیں۔ غلطی پر پچھتانے کا موقع دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ گناہ کرتا دیکھ کر بھی غضبناک نہیں ہوتے:

بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے سامنے کسی عابد کا تذکرہ ہوا۔ بادشاہ نے اسے بلا بھیجا۔ اور منت سماجت کر کے اسے اپنے محل میں رکھنے کی کوشش کی۔ عابد نے کہا، بادشاہ سلامت! بات تو بہت اچھی ہے مگر یہ بتائیے کہ اگر آپ مجھے کسی دن اپنی باندی سے زنا کرتا دیکھ لیں تو کیا ہوگا؟ بادشاہ یہ سن کر غضبناک ہو گیا کہنے لگا او بدکار تو میرے محل میں ایسی جرأت کیسے کر سکتا ہے۔ عابد نے کہا بادشاہ سلامت ناراض نہ ہوں۔ میرا رب کتنا کریم ہے مجھے دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ کرتا دیکھے تو بھی مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اپنے دروازے سے دھکیلتا ہے۔ نہ ہی رزق سے محروم کرتا ہے تو میں اسکا دروازہ کیسے چھوڑوں اور آپ کے دروازے پر کیسے آؤں کہ آپ گناہ کرنے سے پہلے

ہی مجھ پر غضبناک ہو رہے ہیں۔ اگر آپ جرم کرتا دیکھ لیں تو میرا کیا حشر کریں۔ یہ کہہ کر وہ عابد واپس چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے مکہ مکرمہ سے نبی علیہ السلام کو خط بھیجا کہ میں نے اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں مگر میرے لئے قرآن مجید کی درج ذیل آیت رکاوٹ ہے۔

﴿وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا﴾

(الفرقان ٦٨)

''اور جو لوگ نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے اللہ کو اور نہ خون کرتے ہیں ایسی جان کا جو اللہ نے منع کر دی ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں، اور جو کرے یہ کام وہ جا پڑتا ہے گناہ میں''

میں شرک۔ قتل اور زنا تینوں کام کئے ہیں تو کیا میرے لئے توبہ ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان ۲)

''لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے عمل کیے یہ ہیں کہ بدل دے گا اللہ ان کی برائیاں نیکیوں کے ساتھ''

آپ نے یہ آیت لکھ کر وحشی کو بھیجی۔ اس نے جواب میں کہا کہ اس آیت میں نیک عمل کرنا شرط ہے پتہ نہیں کہ میں کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾

(النساء۱۱۶)

''بے شک اللہ نہیں معاف فرماتے یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے معافی عطا فرماتے ہیں''

نبی علیہ السلام نے یہ آیت لکھ کر بھیجی۔ وحشی نے جواب دیا کہ اس آیت میں مغفرت مشروط ہے، کیا خبر میری مغفرت چاہیں گے یا نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

(الزمر۵۳)

''کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی نہ مایوس ہو، اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے تمام گناہ بے شک وہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''

نبی علیہ السلام نے یہ آیت لکھ کر بھیجی۔ اس میں مغفرت کے لئے کوئی پیشگی شرط کا تذکرہ نہیں تھا۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ دین اسلام نے مایوسی کو کفر کہا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ (یوسف۸۷)

''بے شک اللہ کی رحمت سے کافر نا امید ہیں''

لہٰذا اگر کسی بندے نے بار بار زنا کا ارتکاب بھی کیا ہے تو بھی اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ جب چاہے اپنے روٹھے ہوئے رب کو منا سکتا ہے۔

توبہ کا آخری وقت:

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص موت کے وقت سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کر لے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ﴾ (الشوریٰ ۲۵)

''وہ ہے کہ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور ان کے گناہوں سے درگزر کرتا ہے''۔

حضرت سعید بن الحسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ

﴿اِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا﴾

''بے شک وہ رجوع کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے''

سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جو بندہ گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا یہ سلسلہ کب تک رہے گا۔ فرمایا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔ یعنی اس وقت تک کوئی بھی زانی زنا سے توبہ کرلے گا تو قبول ہو جائے گی۔

توبہ کا طریقہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ (النساء :۱۱۰)

''جو برے کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے اللہ تعالیٰ کو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا پائے گا''

بعض تابعین سے منقول ہے کہ ایک گناہگار گناہ کرتا ہے پھر اس پر نادم ہوکر استغفار کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر کے اسے جنت میں داخل کر

دیتے ہیں تو شیطان کہتا ہے اے کاش میں اسے گناہ میں مبتلا ہی نہ کرتا۔

توبہ کی علامتیں:

آدمی کی توبہ چار علامتوں سے پہچانی جاتی ہے۔

(۱) پچھلے گناہوں پر ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا دل میں پکا ارادہ ہو۔

(۲) اپنے دل میں کسی مؤمن کے خلاف کینہ نہ رکھے یعنی سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کردے۔

(۳) فاسق وفاجر لوگوں سے قلبی تعلق کو توڑے بلکہ علیحدگی اختیار کرلے۔

(۴) موت کی تیاری میں لگ جائے۔

ایسی توبہ کرنے والے کے بارے میں لوگوں پر چار چیزیں واجب ہوجاتی ہیں۔

(۱) اس سے محبت کریں۔ نفرت دل سے نکال دیں۔

(۲) توبہ پر ثابت قدمی کی دعا کریں۔

(۳) گزشتہ گناہوں پر اسے شرمندہ نہ کریں۔

(۴) نیک کام کرنے میں اسکا تعاون کریں۔

ایسی سچی توبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بھی چار انعامات سے نوازتے ہیں۔

(۱) اس کے گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ حدیث پاک میں بھی ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (مشکوۃ: ج۲، ص۲۳۰)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے، اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں''

(۲) آئندہ شیطان کے حملوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ﴾

''بے شک میرے بندے کہ نہیں ہے تیرے لئے ان پر کوئی حجت''

(۳) اسکو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''

حدیث پاک میں بھی ہے:

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰهِ ''توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے''

(۴) دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اسے خوف سے امن کی خوشخبری عطا کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (حم سجدہ ۳۰)

''ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ خوف کروتم اور نہ غم کروتم اور تمہیں خوشخبری ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''

گناہ گار کو شرمندہ نہ کریں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک عورت کو زنا کرنے پر رجم کی سزا دی اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے خود ہی رجم کی سزا دی اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستر آدمیوں میں تقسیم کر دی جاتی تو ان کے گناہ معاف ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن غفلت کی وجہ سے گناہ کرتا ہے اسے پسند نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ﴾ (حجرات ۷)

''نفرت ڈال دی تمہاری طرف کفر اور گناہ اور نافرمانی کی''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمن معصیت سے خوش نہیں ہوتا۔ غفلت کی وجہ سے کر بیٹھتا ہے۔ پس جب توبہ کر لے تو اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہیے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مؤمن کو اس کے گناہ کی وجہ سے شرمندہ کرتا ہے اسے اس وقت

تک موت نہیں آتی جب اس گناہ میں خود ملوث نہ ہو جائے۔

اس لئے جب بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے اعضاء۔ اس کے کراما کاتبین۔ زمین کے ٹکڑے وغیرہ سب گناہ بھلا دیتے ہیں۔ نامہ اعمال سے گناہ مٹا دیتے ہیں تا کہ قیامت کے دن کوئی گواہی دینے والا بھی نہ ہو۔ پس اگر کوئی عورت زنا سے سچی توبہ کر لے تو لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ اس کو شرمندہ کریں یا عار دلائیں اگر چہ اس نے طوائف کی زندگی کیوں نہ گزاری ہو۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

گناہ کے باوجود مؤمن:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس ملعون کو مہلت دی تو اس نے کہا تیری عزت کی قسم۔ میں تیرے بندے کے سینے سے نہیں نکلوں گا جب تک اسے موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندوں کے لئے توبہ کو عام کر دوں گا حتی کہ انہیں موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تو دیکھو کہ گناہ کے بعد انہیں مؤمن کے لقب سے ذکر فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

''اور توبہ کرو تم اللہ سے سب کے سب اے مؤمنو! تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''

جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اسے اپنا محبوب قرار دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ﴾ (البقرة:۲۲۲)

''اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں''

جب اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے سے محبت کرتے ہیں تو بندوں کو کہاں اجازت ہے کہ وہ اس سے نفرت کریں۔

نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا توبہ کر پھر گناہ نہ کرنا۔ سائل نے کہا کہ میں توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کر چکا ہوں۔ فرمایا پھر توبہ کرلو آئندہ گناہ نہ کرنا۔ اس نے پوچھا کب تک۔ فرمایا اس وقت تک کہ شیطان تھک جائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک عورت کو باغ میں پایا تو اس سے بوس و کنار وغیرہ سب کچھ کیا البتہ مجامعت نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لمحے سکوت فرمایا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں

نبی علیہ السلام نے اس شخص کو یہ آیات سنائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ اسی شخص کی خصوصیت ہے یا تمام لوگوں کے لئے ہے فرمایا تمام لوگوں کے لئے ہے۔

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر بندے پر دو فرشتے نگران ہیں۔ دائیں جانب والا نیکی کا فرشتہ بائیں جانب والے بدی لکھنے والے فرشتے پر نگران ہے جب کوئی بندہ نیکی کرتا ہے تو دائیں جانب کا فرشتہ فوراً اسے لکھ لیتا ہے لیکن جب وہ بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ پوچھتا ہے کہ میں اسے لکھ لوں دوسرا کہتا ہے کہ ابھی پانچ گناہ اکٹھے ہونے دو۔ جب پانچ گناہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو وہ ایک نیکی کر لیتا ہے۔ پس فرشتہ کہتا ہے کہ ایک نیکی دس کے برابر ہوتی ہے پس تم پانچ گناہ کے بدلے پانچ نیکیاں سمجھ لو۔ بقیہ پانچ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔ اس پر شیطان چیختا ہے کہ ابن آدم پر غلبہ پانا

میرے بس کی بات نہیں ہے۔

کفر کی بھی معافی ہے:

اللہ تعالیٰ کے دربار میں سو سال کا کافر بھی آ کر سچی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بھی قبول کرلیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ (الانفال ۳۸)

''کافروں سے کہہ دو اگر وہ باز آ جائیں تو جو پہلے ہو چکا معاف کر دیا جائے گا''

پس اگر کفر کی بھی توبہ ہے تو ان گناہوں کا کیا کہنا جو کفر سے کم درجہ کے ہیں۔ پس زانی اگر توبہ کرے گا تو یقیناً بخشش نصیب ہوگی۔

زنا سے توبہ کرنے والوں کے واقعات

کتاب التوابین اور تنبیہ الغافلین سے ان لوگوں کے واقعات نقل کیے جاتے ہیں جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا لیکن بعد میں نادم شرمندہ ہو کر معافی مانگی اور زندگی کی ترتیب کو بدل لیا اور پاکدامنی کی زندگی گزارنے لگے۔

زانیہ عورت کی توبہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نبی علیہ السلام کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نقاب اوڑھے راستے میں کھڑی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے میں نے پوچھا تیرا گناہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے زنا کا ارتکاب کیا اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کو بھی قتل کر دیا۔ میں نے کہا تو خود بھی ہلاک ہو گئی اور ایک معصوم جان کو بھی ہلاک کر دیا۔ خدا کی قسم تیری توبہ قبول نہیں۔ یہ سن کر اس عورت نے چیخ ماری گویا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ میں آگے چلا گیا۔ اپنے جی میں سوچا کہ جب نبی علیہ السلام موجود ہیں تو مجھے فتویٰ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ صبح ہوئی تو میں جلدی سے نبی علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ رات ایک عورت نے مجھ سے مسئلہ پوچھا اور میں نے اسکا یوں جواب دیا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اے ابو ھریرہؓ! تو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا۔ کیا تجھے یہ آیت معلوم نہ تھی۔

﴿وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان ۷۰-۶۸)

''نہیں قتل کرتے وہ کسی ایسی جان کو کہ اللہ نے حرام کیا ہے اسے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔ اور جو اس طرح کرے وہ بڑے گناہ میں پڑ گیا، اس کیلئے دوہرا عذاب ہے اور قیامت کے دن ہمیشہ کیلئے اس میں خوار ہوتے رہیں گے۔ جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نبی علیہ السلام کے ہاں سے چلا گیا اور میرا حال یہ تھا کہ مدینہ کی گلیوں میں ڈھونڈتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے اس عورت کا پتہ بتائے جس نے کل رات مجھ سے مسئلہ پوچھا تھا۔ مجھے دیکھ کر بچے شور کرتے تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دیوانہ ہو گیا۔ اسی طرح رات ہو گئی۔ قدرتی بات ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد کل کی جگہ پر وہی عورت مجھے کھڑی ہوئی مل گئی۔ میں نے اسے نبی علیہ السلام کا فرمان سنایا کہ تیری توبہ قابل قبول ہے یہ سن کر وہ عورت خوشی کے مارے رونے لگی اور کہنے لگی کہ فلاں باغ میرا ہے۔ میں اسے گناہ کے کفارہ میں مساکین کے لئے صدقہ کرتی ہوں۔

زانیہ عورت توبہ کر کے ولیوں کی ماں بنی:

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں

ایک فاحشہ عورت تھی لوگ اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتے تھے۔ اسکا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا۔ حال یہ تھا کہ جو شخص اسے ایک نظر دیکھ لیتا وہ اس سے ملاقات کے لئے بے تاب ہو جاتا۔ وہ عورت دس دینار وصول کرتی پھر اپنے پاس آنے دیتی۔

ایک دن ایک نوجوان عابد کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے پری چہرہ عورت کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فریفتہ ہو گیا دل قابو میں نہ رہا۔ ہزار جتن کئے کہ اس عورت کا خیال دل سے نکل جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دن رات صبح و شام اسی عورت کا خیال اس کے دل پہ چھایا رہتا۔ مجبور ہو کر اس نے اپنا مال و اسباب بیچا اور دس دینار اکٹھے کئے۔ پھر عورت کے وکیل کے ذریعے اس تک پہنچ گیا۔ عورت زیب و زینت کئے پلنگ پہ بیٹھی تھی یہ عابد بھی اس کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا اور ہاتھ بڑھا کر بوس و کنار کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ سابقہ عبادتوں کی برکتوں کا ظہور ہوا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میرا پروردگار مجھے اس حالت میں دیکھ رہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس حرام عمل سے میری کی ہوئی سب عبادتیں ضائع ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف دل پر طاری ہوا کہ اس نے کانپنا شروع کر دیا۔ چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔

عورت نے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ عابد نے کہا مجھے اپنے پروردگار سے شرم آ رہی ہے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ عورت کہنے لگی کہ لوگ تو اس موقع کے لئے مدتوں تڑپتے ہیں تجھے حاصل ہے اپنی مراد پوری کر لے۔ عابد کہنے لگا میں نے تجھے جو مال دیا تھا وہ تیرے لئے حلال ہے بس مجھے جانے دو۔ عورت کہنے لگی کہ لگتا ہے تو نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا۔ عابد کہنے لگا ہاں کبھی نہیں کیا۔ عورت نے اس عابد کا نام پتہ پوچھا تو اس عابد نے سب کچھ بتا دیا۔ جب وہاں سے نکلا تو زار و قطار رونے لگا۔ کہ میں اللہ کے در کو چھوڑ کر ایک زانیہ کے در پر آ پہنچا۔ ادھر زانیہ عورت کے دل میں بھی عابد کی برکت سے خوفِ خدا طاری ہوا۔ اپنے جی میں کہنے لگی کہ اس شخص کا پہلا گناہ تھا اور یہ اسقدر ڈرا۔ میں برسوں سے گناہ کر رہی ہوں میں نہیں ڈرتی۔ حالانکہ میرا خدا بھی تو وہی ہے اور وہ مجھے بھی سب

کچھ کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

اس عورت نے گھر کا دروازہ بند کرلیا۔معمولی کپڑے پہن لئے اور عبادت میں مشغول ہوگئی۔ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں ممکن ہے وہ میرے ساتھ نکاح کرلے۔ میں اس سے دین سیکھوں گی وہ عبادت میں میرا معاون بنے گا۔ یہ کہہ کر اس نے سامان باندھا اور اس عابد کی بستی میں پہنچی۔ عابد کو بلایا جب وہ سامنے آیا تو اس عورت نے چہرہ کھول دیا کہ وہ اسے پہچان لے۔عابد نے اس عورت کو دیکھا تو اس کی نگاہوں میں سارا منظر پھر گیا۔اس نے ایک چیخ ماری اور اسکی روح پرواز کرگئی۔عورت کو اسکا بہت صدمہ ہوا اس نے عابد کے بھائی سے نکاح کرکے نیکی کی زندگی گزارنی شروع کردی۔اس کے سات بچے ہوئے جو بنی اسرائیل کے اولیاء بنے۔واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

زانی جوان کی سچی توبہ

زہری روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرے دل کو ہلا دیا ہے۔فرمایا عمر رضی اللہ عنہ اسے اندر لے آؤ۔ وہ نوجوان حاضر خدمت ہوا تو زاروقطار رو رہا تھا۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے۔نوجوان نے کہا کہ میرے گناہوں کا بوجھ مجھے رلا رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ رب جبار مجھے پر بہت غضبناک ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا اے نوجوان کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے۔عرض کیا نہیں۔ پوچھا کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے۔عرض کیا نہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اگرچہ وہ ساتوں آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے بڑھے ہوئے کیوں نہ ہوں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی۔اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے۔فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش

بڑا ہے اس نے کہا کہ میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا کہ عظیم کو رب عظیم ہی معاف فرمائے گا۔ اچھا بتاؤ کہ تیرا گناہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتادو۔

کہنے لگا کہ میں کفن چور تھا۔ سات سال تک یہی کام کرتا رہا۔ ایک دفعہ انصار کی نوجوان لڑکی فوت ہوئی۔ میں نے حسب عادت رات کو قبر کھودی اور کفن اتار کر چل دیا۔ تھوڑی دور گیا تو شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور شہوت کو بھڑکا دیا۔ میں واپس گیا اور اس کے ساتھ زنا کیا۔ جب فارغ ہو کر اٹھنے لگا تو مجھے یوں لگا جیسے وہ لڑکی کہہ رہی ہے کہ اے بندہ خدا تجھے قیامت کے دن سزا جزا دینے والے پروردگار سے حیا نہیں آتی۔ جس وقت وہ ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلوائیں گے۔ تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا اور مجھے اللہ کے روبرو حالت جنابت میں حاضر ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ وہ نوجوان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ مدینہ کے باہر پہاڑوں کے درمیان چالیس دن تک روتا اور فریاد کرتا رہا۔ اپنے پروردگار سے توبہ تائب ہوتا رہا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آ رہا تھا۔ چالیس دن رات خوب رو رو کر معافی مانگی تو ایک مرتبہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا۔ اے پروردگار اگر آپ نے میری توبہ قبول کر لی ہے تو نبی علیہ السلام کو اطلاع دے دیجیے۔ اگر توبہ قبول نہیں کی تو آگ بھیج کر مجھے دنیا میں ہی کوئلہ بنا دیجیے مگر آخرت کے عذاب سے بچا لیجیے۔

اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سلام بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خود سلام ہیں۔ سلام کا مبدا اور منتہی وہی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا مخلوق کو آپ رزق دیتے

ہیں؟ فرمایا کہ مجھے بھی اور ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میری اور تمام بندوں کی توبہ کو اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتے ہیں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان کی توبہ قبول کرلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر نگاہ شفقت فرمایئے۔ نبی علیہ السلام نے نوجوان کو بلا کر توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔

جاننا چاہیے کہ زندہ کے ساتھ زنا مردہ کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نوجوان کی سچی توبہ قبول کرلی تو ہمیں بھی اپنے کرتوتوں سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔

ایک زانی نوجوان کی توبہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سات مرتبہ سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنی اسرائیل کی قوم میں کفل نامی ایک شخص تھا جو گناہوں کے کرنے میں بڑا بے باک تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی جو بہت مجبور تھی۔ اس نے اس کو ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اسے اپنے ساتھ گناہ کرنے دے۔ عورت راضی ہوگئی۔ پھر جب وہ اس سے گناہ کرنے لگا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جیسا کہ مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے تو عورت کی چیخ نکل گئی اور رونے لگی۔ اس جوان نے پوچھا کہ کیوں روتی ہو کیا میں نے تمہیں اس کیلئے مجبور کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ گناہ ایسا ہے جو میں نے آج تک نہیں کیا لیکن آج میں اپنی مجبوری کی وجہ سے مجبور ہوگئی۔ یہ سن کر وہ نوجوان اس سے ہٹ گیا اور اسے کہا جاؤ چلی جاؤ اور یہ دینار بھی لے جاؤ۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم کفل کبھی آج کے بعد یہ گناہ نہیں کرے گا۔ پھر یہ شخص اسی رات فوت ہوگیا۔ صبح ہوئی تو اس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا

قد غفر الله الکفل (اللہ نے کفل کی مغفرت کردی)